BROWN BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226330
UNIVERSAL LIBRARY

ہدیہ ... مولانا ... صاحب ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب در جواب کتاب جناب خلیل الرحمن صاحب ...

مسمی

القول الفیصل
بصحۃ
اصحاب الظلل

من

تصنیف ... زبدۃ الفضلاء ... جناب حضرت سید محمد ... صاحب ... [illegible]

در مطبع [illegible] آگرہ مطبوع شد

سنہ ١٣١

حق حق حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیل علی الاطلاق حضرت ذوالجلال والافضال ہے۔ اور جلیل مطلق صاحب جمال بیمثال ہے۔ موجودات عالم اوسکے جمال کے مجالی ہین اور کائنات کے مراتب اوسکے کمال کے مرائی ہین شعر

نا پیر فن جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی مقصودم

پس نہ مراتب عدر جوع بارگاہ رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ ہین کہ اوسکے جلال احدیت نے عقلاے زمانہ کے عقول کو مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ کے میدان مین حیران و ششدر بنا دیا ہے۔ اور اوسکے جمال احدیت نے تجلیات نوری کے انکشاف سے دلہاے طالبین کو هَلْ مِنْ مَزِيدٍ کا ذایقہ چکھا دیا ہے۔ اوسکی عظمت والوہیت سرادقات عزت سے اگر ما التراب و [illegible] لارباب کی صدا بلند کرتی ہے تو اوسکی رحمت تعلت استارغیب

انا عند المنکسرة قلوبهم کی آواز روح افزا سنا کر تسلی دیتی ہے - باوجودیکہ
اوسکا دریاے جلال الہی نا متناہی ہے کہ عقول بشری کے جہاز لا یحیطون بہ علما
کے مطابق سواحل وصول سے نہایت فاصلہ اور بُعد پر رہ جاتے ہین اور ساکنان
حریم عزت وجلال اوسکے فراق اور ہجر کے صدمے اوٹھاتے ہین لیکن نعرہ ہاے
طرب اور بانگہاے دلکش نحن اقرب الیہ من حبل الورید ایسی حالت
اضطراب مین تسکین وتشفی دیتی ہے اوسکی شفقت بے غایت سوختگان آتش
عشق کی ارواح پر مقام قدس سے روایح انس پہنچاتی ہے - اور بذریعہ نسیم
شمایم ولئن شکرتم لازیدنکم خاکستر وجود سے شعشعہ اخگر شہود اوٹھاتی ہے
قنادیل اجسام انسانی کو انوار قدسیہ کے نور سے منور کرتی ہے اور
مشتاقان جمال کے مشام جان کو نور ایمان اور روایح عرفان سے معطر کرتی ہے
اور تمام سفاہیم شکر مرفوع عتبہ علیا وسدہ کبریاے حضرت داور بیچون ہین کہ دایرہ آفتاب
اوسکے پرکار حکمت کا ایک نمونہ ہے اور چہرہ ماہتاب اوسکے انوار قدرت
کے اظہار کا ذریعہ ہے - اوسکا سحاب فضل تشنہ لبان بیابان ہجر کے کام
جان مین قطرات زلال وصل ٹپکاتا ہے - اور گدایان محبت کے تن عریان پر تاج
سعادت ابدی اور خلعت دولت سرمدی خزانہ رحمت سے پہناتا ہے - انتہاے
رفعت عقول یہ ہے کہ اوسکے مشکوۃ انوار ساطعہ کے شعاعہاے گوناگون سے
اپنے ابصار فہم کو خیرہ کرین اور علو فور معرفت یہ ہے کہ اوسکی جستجو
اور طلب مین تحیر اور سکوت سے دامن اکتساب بھرین

ای عقل کہ دررہ تو پوید آخر + کو جان کہ زعزت تو گوید آخر +

پندار نگر کہ ما ترا بستجویم * چون جملہ توئی ترا کہ جوید آخر * شاہدان جملہ غیب کا جمال جہان آرا اوسیکے زیور وجود سے آراستہ ہے اور محبوبان عالم کا حسن دلربا اوسیکی لباس زینت شہود سے پیراستہ ہے ۔ اوسکا اسم پاک کہ روح پرور ہے دل کو اوس سے نور ہے اور جان کو اوس سے سرور ہے ۔ اللہ اللہ کیسا قادر ذوالجلال ہے کہ اوسکی تائید خارستان خذلان سے گل عرفان کھلاتی ہے اور سبحان اللہ کیسا مدبر ذیشان ہے کہ اوسکے سموم سیاست بذریعہ سر قہاری علم فرعونی کو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ کے بام سے باانیمہ عروج پستی زمین پر گرادیتی ہے وہ خداوند عظیم ہے کہ اوسکے دریاے عظمت کی موجین کشتی قارون کو آسیب فنا مین لاتی ہین اور وہ کریم ہے کہ اوسکی بے انتہا بخششین بندگان عصات کے صفحات عصیان پر آب زلال عفو سے محویت کا اثر دکھاتی ہین ۔ ہان ای قلم دو زبان جب اوسکی توصیف جمال باکمال مین مبارزان میدان فصاحت و بلاغت کے عقول کا قافیہ تنگ ہے اور رہروان عرصہ معرفت کا اظہار جلال بیمثال پایہ اشارت لنگ ہے تو تیری کیا مجال جو حضرت ایزد غفار کی نعمتہاے غیر مترقبہ کے مقابلہ مین حمد و شکر کے حق سے ادا ہو سکے اور گوہر ثنا و صفت سلک بیان مین پرو سکے یہ مقام مزلتہ الاقدام ہے اہل عقل و صاحبان ہوش کی یہان ترکی تمام ہے بیان مین خاموشی ہے اور ہوش عین مدہوشی ہے خاموش ہو اور ادب کر ۔ اور مغز استخوان کے جلجانے سے نہ ڈر

اب رہی مدح و نعت سلطان تخت رسالت شمس سماء جلالت خواجہ کونین

رسول الثقلین سید رسل ہادی سبل گوہر معدن رسالت نور باصرہ اہل معرفت بلبل گلشن عشق و محبت گلبن چمن صدق و حقیقت خطیب زمرہ روحانیان ستارہ فلک کروبیان نور نقطہ عرفان مرکز دایرہ ایمان سلطان تخت اجتبا برہان اہل اصطفا صدر کائنات بدر موجودات ثمرۃ الفواد قرۃ العین ندیم خلوتخانہ قاب قوسین مقصود وجود عالم و عالمیان محبوب قلوب آدم و آدمیان نور حدیقہ ائب و گل منیر حدقہ جان و دل ماہ آسمان دلبری آفتاب فلک پیغمبری یوسف مصر رسالت دُرّ دریاے جلالت شہسوار میدان اہتدا شہریار ایوان لی مع اللّٰہ موصوف بصفات بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْم صاحب الجود العظیم والفضل العمیم صدر صفہ صفا بدر قبہ وفا مکرم مجتبی معظم مقتدا خواجہ ہر دوسرا معلم مقتدا مقدم مرتجی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وازواجہ واکابر امتہ وسلم حمد سے بھی زیادہ دشوار ہے اور ثناء الٰہی سے بڑھ کر گران بار ہے اسلئے کہ جب محمود کی حمد مین زبان قلم لال ہے تو ممدوح ممدوح کی مدح تو سراسر محال ہے ـ

کجا زبان کہ بخوانم ثنای محبوبش
کجا بیان کہ سرایم بفکر مطلوبش

بہتر ہے کہ مہر سکوت منہ پر لگا کر خاموش ہو جاؤن اور بطفیل آلہ الامجاد و اصحابہ الاوتاد و اولیاء امتہم الاشہاد اپنی مغفرت و بہبودی کی شکل پیدا کرون ٭ الٰہی آن ہی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ ٭ اگر دعوتم رد کنی ور قبول ٭ من و دست و دامان آل رسول

امابعد خوشہ چین ارباب حق و یقین اضعف العباد رب العالمین خاکپای اصحاب معرفت ذلہ رباے صاحبان حقیقت الراجی الی رحمۃ ربہ القوی ـ

ابو الانوار محمد رستم علی عفی عنہ متبعین حضرات چشتیہ بہشتیہ خصوصاً غلامان سلسلہ
عالیہ صابریہ عشقیہ کے خدمات بابرکات مین عرض پرداز ہے کہ ایک مدت سے پیرجی
خلیل الرحمن صاحب جمالی سرساوی نے ایک فساد عظیم برپا کر رکھا تھا
جس سے فی الحال بوجہ خوف دار وگیر قانونی کے پہلو تہی کئے ہوئے ہین حضرت
مخدوم پاک علیہ الرحمتہ کے سلسلہ عالیہ زاد اللہ اشاعتہا الی یوم القیام پر
مخالفانہ بہت سے اعتراضات قایم کئے ہین اور جس عتبہ علیا کے خاک بوسان
ادنی اسوقت تک فیضان الٰہی سے مالا مال اور لذات دیدار سے خوش حال پایجاتے
ہین انوار الٰہیہ اونکے قلوب مین ظاہر ہو رہے ہین اونکی محبت ذاتیہ نے اجسام ظاہریہ
کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے اور باوجود اسکے کہ لذت وصال سے فایز اور آب
حیات جمال سے سیراب ہوتے جاتے ہین لیکن یہ وصال اونکے آتش شوق کو اور
تیز کر رہا ہے ﴿ وعدہ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیزتر گردد + اوسکے
طالب مین وجود فانی کی لذات کے تارک ہین اور معارف ومعانی کے
سالک ہین اپنے نفوس کو نیران مجاہدہ سے گھلا رہے ہین اور اسیوجہ سے
عین مجاہدہ مین لذت مشاہدہ پا رہے ہین بحار محبت مین جب غوطہ لگاتے ہین اسرار
توحید اور غوامض تفرید کے گوہر آبدار باہر لاتے ہین اوس ذات والاصفات
مجمع الحسنات پر اعتراض کرکے اپنے قلوب کو مورد خدشات ظلمانیہ اور
اپنی عاقبت کو مورد عذابہائے خسرانیہ بنایا ہے ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ
آفتاب پر خاک ڈالنے سے آفتاب کا کیا بگڑتا ہے اور آسمان کا تھوکا سنہ پر
آتا ہے لیکن اس کفش بردار خدام ذوی الاحتشام خاکسار امیدوار مغفرت

غفار کو اور نیز پیر سے معظم برادران طریقت اور صاحبان حقیقت و معرفت خدام بارگاہ
فلک اشتباہ غلامان حضرت محبوب الہ پر یہ امر نہایت شاق گذرا اور بغایت ناگوار
معلوم ہوا کہ ہم لوگون کے سامنے ہمارے مولی اور مخدوم کی شان مین کہ جو عین شان
رحمن ہے سوال پیش کئے جائین اور ہم اونکی جوابدہی مین کوتاہی اور درنگ کرین یا سوا
اسکے اخفاسے حق نہایت مبغوض اور جہالت ہے نظر بران وہ سوالات مہملہ کہ جو
جہلا کے بہکانیکا ذریعہ ہین اور جو پیرجی خلیل الرحمن صاحب بہادر کی طرف سے
پیش کئے گئے ہین حضرت امام المومنین سلطان العارفین برہان العاشقین منہاج
السالکین قرۃ عیون الموحدین علامۃ الدہر شیخ العصر بدر الاتقیا شمس الاصفیا عمدۃ
الابرار قدوۃ الاخیار سرتاج ارباب طریقت پیشواے اہل حقیقت منبع اسرار الہی
مطلع انوار نامتناہی نور ذات احدی مخزن اسرار احمدی زبدہ عاشقان
واصل قدوہ عارفان کامل فنا فی الذات بیغبر مستغرق بحر صفات جابر التخلق
باخلاق الرحمان سیدنا و مولانا ہادینا و مرشدنا حضرت قبلہ دین و ایمان سید محمد
صوفی جان دامت شموس فیوضہم و اقمار رشادہ طالعۃ ما دامت الیزان
کی خدمت بابرکت مین بامید جواب پیش کئے گئے۔ حضرت والا نے جو معانی کی
بحر ذخار اور معرفت کے دریاے ناپیدا کنار ہین بہت تھوڑے عرصہ مین تمام سوالات
کے جواب بطور قول فیصل عوالقلم فرما کر جان نثاران اخلاص کیش اور حضا دان
محبت اندیش کو مرحمت فرماے۔ الحمد للہ وہ جواب کافی و وافی ارقام
فرماے ہین کہ مخالفین کو تاب دم زدن نہین رہی تعصب اور ہٹ دہرمی
تو اور شے ہے کہنے کو یون تو قران شریف کے انکار مین بھی کوتاہی

نہین کی گئی ہے لیکن ہان اگر اس سے قطع نظر کرکے موافق و مخالف اسپر نظر انصاف

ڈالین تو کچھہ عجب تسکین پیدا ہوتی ہے ۔ چشم حقیقت کو وا کرکے نظر واقعی سے دیکھنا

چاہیئے کہ کتنے بیمعنی سوال ہین اور اوسکے کس شان کے جواب ہین سبحان اللہ ورود

مضامین تو دیکھئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریاے ناپیدا کنار موجزن ہے

اور لطف یہ ہے کہ رنگ طبیعت کہان پوشیدہ رہ سکتا ہے ع نہان کے

ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ✦ جواب کیا ہین سراپا تسلیم ہین وہ وہ مضامین

علمیہ اور رموز و غوامض فقریہ اور تعلقات خلافت اور مراتب بیعت طریقت و

محبت کہ ضروری الاظہار تھے ارقام فرما رہے ہین کہ بیساختہ جزاہ اللہ عنی خیر

الجزا زبان پر آتا ہے مگر ہان فہم کے لئے عقل خداداد کی ضرورت ہے

قلب مستقیم درکار ہے سمجھنے کے لئے راے صائب و ثاقب ہونی چاہئے اللہ اکبر

اسکے مضامین کی ہر ہر موج کنارہ پر بے شمار گوہر شہوار مطالب ڈالتی ہے جسکی

قسمت ہوتی ہے اوسکو ملتے ہین اور جو بدنصیب ہین محروم رہتے ہین لسان

اشارہ اور بیان عبارت دونون اسکے اوصاف بیان نہین کر سکتے ۔

مجھے اصحاب فہم اور ارباب عقل سے امید ہے کہ اسکو نہایت وقار و محبت سے

اپنی جانون کا تعویذ اور اپنے دلون کا عزیز بنائینگے اور حضرت مجیب ادام اللہ

فیضہ کے ملمات یقینیہ اور مضامین عالیہ سے مستفیض ہوکر عاصی کے حق مین دعاء

خیر فرمائینگے اسلئے کہ مین نے حسب الارشاد حضرات برادران طریقت و لفرمایش

اصحاب ملت محض بنظر رفاہ عام و فایدہ و ہدایت حضرات موافقین

و مخالفین اہتمام اسکی طبع و اشاعت کا انتظام کیا ہے ۔ مین دعا کرتا ہون

کہ اللہ پاک اسکے ذریعے غافلین کو راہ مستقیم دکھاوے اور صراط
سے بچاوے

اللهم ان هذا نذر لك وصدقة الاولياء امت رسولك فاقبله عني وارض مني بجاه نبيك الامي الهاشمي عليه صلواتك وسلامك ما دامت الارضين والسموات وما فيهن من الموجودات۔

ملتمسه

ابو الانوار محمد المدعو ابرستم علی الحنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امی برادران دینی اجکل وہ فساد باہمی جسکے بانی مبانی تو جناب خلیل الرحمن صاحب
سرساوی جو اپنی کو جمالی کہتے ہین اور رونق دینے والے بعض جہلا صابری تھے
بوجوہات چند کم ہوگیا ہے۔ اسوجہ سے مجھ جیسے خادم الفقرا کو موقعہ
انکشاف حقیقت حال ملا ہے۔ اسلیے اس موقع کو موقعہ غنیمت تصور کر کے
اصل کیفیت کا لکھدینا باین وجہ ضروری جانتا ہون کہ اکثر برادران دینی
جنکا طرفین سے کچھ تعلق نہین ہے۔ بوجہ بیانات یکطرفہ کے بدحالونکے شریک
حال ہوکر بلاوجہ بدحال ہوے جاتے ہین اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ دونون
جانب والے دو اولیاے برحق کے معاملات اور واقعات ہین بوجہ
اپنی خودغرضی اور کم علمی کی بحث کر رہے ہین ہم جسطرف سے روگردانی کرینگے

حق ہی سے روگردان ہوگئے اور یہ ام المعصیت ہے اللہ تعالیٰ کل مسلمانون کو اس بلاے جانکاہ سے بچاوے آمین برب العباد راقم الحروف نے **خلیل الرحمن صاحب** کے سوالات مشتہر ہوتے ہی ارادہ انکشاف حقیقت حال کیا تہا مگر بروقت عروج اس فساد کے ہر تحریر طرفین مین سے ایکطرف کے ساتہہ ضرور ہی منسوب کردی جاتی تہی اسوجہہ سے باوجود حکم **ـه** اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ÷ وگر خاموش بنشینم گناہ است کے **ع** گفت را گر فائدہ نبود نگو۔ پر عمل کئے ہوئے بیٹہا تہا۔ اور بچشم عبرت دیکہہ رہا تہا کہ طرفین کے جہالا دوا ولیاے برحق کے حق مین کلمات ناشایستہ لکہہ کر ناحق اپنا ایمان برباد کر رہے ہین جو لوگ اپنے کو جمالی کہتے ہین وہ حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی توہین کر کے بجاے قباے جمال طوق جلال ذوالجلال پہنکر ناری ہوے جاتی ہین اور جو اپنے کو صابری کہتے ہین وہ حضرت جمال الدین احمد خطیب ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کو برا کہہ کر دایرہ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ سے خارج ہوکر حد لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ مین داخل ہوے جاتے ہین اللہ تعالیٰ ان ہر دو کے تحریرات کاسدہ او خیالات فاسدہ سے ہر مسلمان کو بچاوے

راقم الحروف اس بحث جاہلانہ کو جسکا نام خلیل الرحمن صاحب نے تحقیق حق رکہا ہے اول روز سے بغور کامل دیکہہ رہا ہے اور اسوقت بہی وہ کل اخبارات جنکے کالم کے کالم اس تیرہ و تار بحث سے سیاہ

ہو رہے ہین راقم الحروف کے پاس موجود ہین اور نیز دہ رسایل بہی موجود ہین جنکا ہر ایک فقرہ ؏ عالمے را ایک سخن ویران کند + کا حکم رکہتا ہے - مینے ان کل تحریرات کا جو نتیجہ نکالا ہے وہ حسد اور جہالت ہے - اور اس حسد اور جہالت کو اختلافات روایات سیر اور اون ملفوظات کی مضامین نے مستحکم کر دیا ہے جو کسی بزرگ کے نام نامی سے نامزد ہین اگر خلیل الرحمن صاحب روایات سیر اور مضامین ملفوظات سے بہی تحقیق مدنظر رکہتے جو اونکا کار منصبی تہا تو ضرور تہا کہ وہ اس فساد بے بنیاد کی بنیاد ہی نہ ڈالتے ایسے ہی اگر حضرات صابر اختلافات روایات اور مضامین ملفوظات کو بالائے طاق رکہکر بذریعہ تحقیق کے جوابات دیتے تو بیشک وہ راہ جسطرف سے خلیل الرحمن صاحب کے دل مین خدشات کا ورود ہوتا ہے بند ہوجاتے اور وہ اختلافات جنکی بدولت وہ مخاروش بنے ہوے ہین مبدل بہ اتحاد ہو جاتے مگر یہ کیونکر ہو سکتا فی زمانا تو اکثر پیران جاہل نے اون ملفوظات کو جو پیران عظام کے نام نامی سے نامزد ہین بلا تحقیق ایسا واجب العمل قرار دے رکہا ہے کہ بمقابلہ اونکے نہ قرآن پاک کے پروا کرتے ہین نہ احادیث صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کرتے ہین نہ ارشادات مشایخ رضی اللہ تعالی عنہم کا پاس کرتے ہین - جو کچہ ملفوظات مین لکہا ہے چاہے وہ خلاف قرآن ہو یا مخالف حدیث ہو یا صاحب ملفوظات کے حقانیت اور ولایت کا معدوم کرنے والا ہے

اونکے نزدیک وہی کلمتہ الحق ہے اوراسی عدم واقفیت سے کلمتہ الحق کے ادب کو ادب اور عشق کو عشق سمجھے ہوسئے ہین اور یہی بادہوائی عشق اور خیالی ادب باعث اسکا ہوتا ہے کہ جہان کسی چالاک اہل مطبع نے کوئی کتاب کسی بزرگ کے نام نامی سے نام زد کرکے دنیاطلبی کی غرض سے طبع کرائی اور یہ دیوانہ وار اوسکی خریداری پر کمربستہ ہوگئے - جس خاندان کے بزرگ کے نام عالی سے نام زد کرکے وہ کتاب چہپتی ہے اوس خاندان کے پیرون اور مریدون مین تو حد اعتدال سے گزر کر اور باقیون مین کچہہ کمی کے ساتہہ واہ رنی کتاب اور واہ رے مضمون کا شور اور غوغا مچ جاتا ہے خود خریدتے ہین اور دوسرے ونپر اوسکی خریداری کا روز ڈالتے ہین - مضامین کتاب کی جانچ اور پڑتال تو درگور اسقدر بہی تو تفتیش نہین کرتے کہ جن بزرگ کے نام پاک سے نام زد کرکے یہ کتاب طبع کرائی ہے آیا وہ حضرت صاحب تصنیف بہی تہے یا نہین اس زمانہ فتنہ وفساد مین ایک فتنہ یہہ بہی عالم گیر عالم ہورہا ہے کہ اہل دنیا طلب دنیا کی غرض سے بڑے بڑے اولیاے نامدار رحمتہ اللہ علیہم کے نام نامی اور اسم گرامی سے نام زد کرکے رسایل اور ملفوظات وغیرہ شایع کراتے ہین چونکہ اونکی اشاعت خودغرضی پر مبنی ہوتی ہے اسوجہ سے اشاعت بدعت ضلالت اور سبب بنیاد قصہ ہاے جہالت ہوتی ہے -

دیکہو دیوان ملا معینی رحمتہ اللہ علیہ کیسے کیسے اسنادون کے ساتہہ مطبع منشی نولکشور مین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے

طبع ہوا ہے ایسے ہی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے دیوان پر قیاس کر لینا چاہئے۔

اسیطرح سے سیر الاولیا کو ایک صاحب مسمی چرنجی لعل ساکن قصبہ غیاث پور نے علیحدہ مطبع قایم کر کے طبع کرایا ہے۔ جو کامیابی لالہ جی صاحب کو اوسکی اشاعت سے ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ خیر سوداگری مین کامیابی انہی لالہ لوگون کا حصہ ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ لالہ جی صاحب اپنی کاریگری سے باز نہ ہے۔ جو کاریگری لالہ چرنجی لعل صاحب نے اس معاملہ مین کی ہے وہ بحالت موجودہ لایق تعریف ہے کیونکہ سیر الاولیا کو اہل اسلام ہی کے مشورہ سے طبع کیا اور اہل اسلام ہی سے کتاب لی اور اہل اسلام ہی کے ہاتون اوسکو فروخت کر کے خوب ہی روپیہ کمایا اور پھر اعلان کے ساتھہ کتاب کو ہی غیر معتبر کر دیا اور مولانا فخر رحمتہ اللہ علیہ جیسے فخر عالم کی توہین بہی صاف اور صریح الفاظ مین لکھدی۔ لالہ جی صاحب دیباچہ کتاب مین لکھتے ہین کہ جس نسخہ سے نقل کر کے یہ کتاب طبع کرائی ہے وہ نسخہ خاص حضرت مولانا فخر رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے یہ اسواسطے لکھا کہ جان نثاران فخر رحمتہ اللہ علیہ اس کتاب کو فخر دارین تصور کر کے جھپا جھپ خریدلین چنانچہ ایسا ہی ہوا اس فقرہ کے بعد ہی لکھتے ہین کہ جو سقم کتاب کے اصل عبارت مین پایا اوسکو بوجہ خوف تحریف کے ویسی ہی نقل کر دیا ہے۔ اللہ تعالی کی شان ہے کہ جس نسخہ کو حضرت مولانا فخر رحمتہ اللہ علیہ نقل فرما دین اوسمین آج لالہ جی صاحب

سقم نکالین اگر ہمارے بہائی اہل اسلام لالہ جی صاحب کے اس فقرہ کو بغور دیکھیے
جس نے کتاب کو تو لچر اور مولانا فخر رحمتہ اللہ علیہ کو اوس لچر کتاب کا نقل کرنیوالا
قرار دیا ہے تو اس کتاب کو ہرگز بہی نہ خریدتے کیسے غضب اور توہین کی بات
ہے کہ جس نسخہ کو مولانا صاحب دست مبارک سے نقل کرین اوسکی عبارات
کو لالہ چرنجی لال صاحب سقیم لکہین -

علاوہ اسکے یہ بہی لکہا ہے کہ بعد طبع کتاب کے جو مطالب دیگر مقامات سے ملے اونکو
علیحدہ علیحدہ پرچون پر طبع کراکے داخل کتاب کر دیا ہے لالہ جی صاحب نے
اسکا حوالہ نہین لکہا کہ یہ مطالب آج کہان سے لالہ جی صاحب کو دستیاب ہوے
بہتر ہوتا کہ ان پرچون کی نسبت بہی یون لکہدیتے کہ فلان فلان بزرگ کی بیاضون
سے یہ مطالب ملی ہین لالہ جی صاحب کے اس فقرہ نے جو اونہون نے بیشک
صحیح لکہا ہے کیونکہ بروقت طبع سیر اولیا کے کاریگری کی گئی ہے اور دیگر مقامات
بہی پونچنے مین سیر الاولیا کو بالکل ہی بے اعتبار کر دیا اسکے کیا معنی کہ بوقت
نقل کرنے کتاب کے مولانا فخر رحمتہ اللہ علیہ کو تو مطالب دستیاب ہون اور
آج لالہ جی صاحب اور اونکے معاونین کو ملجاوین کیا کوئی عقل سلیم اسکو تسلیم
کر سکتی ہے کہ یہ تحریر لالہ جی صاحب کی لایق اعتبار ہے اوپر تو ایسی دیانتداری
ظاہر فرمائی کہ جو سقم اصل عبارت مین دیکہا اوسکو بخوف تحریف کے ویسی ہی
لکہدیا اور جو مطالب دیگر مقامات سے ملے اونکو باحوالہ مقامات کے داخل اصل
کتاب کر دیا افسوس نہ جہالت شیوہ پیران زمانہ ہوتے نہ پیران عظام کے غیر مذہب

سے لوگ ایسی توہین کرتے

جسوقت طلبگاران دنیا نے دہلی مین سیرالاولیا کے اشاعت کی خبر زمین سے
آسمان تک بلند کی تہی اوسوقت راقم الحروف بوجہ علالت جناب حکیم
نورالدین صاحب مرحوم کے مکان پر مقیم تہا اتفاق سے ایک پیرزادہ صاحب
ایک نسخہ حکیم صاحب کے پاس بہی لائے۔ چونکہ کمترین کو بہی خریداری کا کمال
شوق تہا اسوجہ سے بکمال اشتیاق اوسکا دیکہنا شروع کیا واللہ دیباچہ کی گزبزہی
کو دیکہتے ہی قلب پر صدمہ پہونچا اور ایک نفرت پیدا ہو گئی اور نہ خریدی۔ لفظ نفرت
کا تعلق حالات مشایخ رضوان اللہ علیہم سے نہین ہے بلکہ اون لوگونکی کاریگری سے
علاقہ ہے جنہون نے بنام نہاد لالہ چرنجی لعل صاحب کے سچے حالات اور واقعی
واقعات کے ساتہہ زہریلے مضامین ملادئے ہین جنکے اثر نے صدہا لوگونکو
دیوانہ بنا رکھا ہے لالہ چرنجی لعل صاحب کو ایسے مضامین سے جو دیگر مقامات
سے اونکے ہاتہہ لگے ہین کیا تعلق ۔ چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین ۔

سیرالاولیا کی اشاعت سے تہوڑی ہی عرصہ کے بعد خلیل الرحمن صاحب
کی جولانی طبع کا حال معلوم ہوا اور سوالات اربعہ جو اونکے دیکہے تو قطعی طور سے
یقین ہو گیا کہ سیرالاولیا کا طبع ہونا ہی خلیل الرحمن صاحب کے جولانی طبع کا
باعث ہوا ہے ۔ اس قسم کے حالات کو دیکہہ کر مجکو کل برادران طریقت
کے حال پر افسوس آتا ہے کہ وہ اس ڈہنگ کی بے ڈہنگے کتابونکو خریدکر روپیہ بہی

ضائع کرتے ہین اور ائندہ کے آنے والونکے واسطے کتب خانہ بہی گندہ کرتے ہین خیر سیر الاولیا اور سیر الاقطاب وغیرہ کے تو بعض بعض ہی روایات اس قسم کے ہین جنکے خرابی نے خلیل الرحمن صاحب جیسے پیر طریقت کو مخدوش بنادیا ہے غضب تو یہ ہے کہ گلزار حقیقت صابری کو بہی تو لوگ خریدتے ہین جسکا فقرہ فقرہ برباد کنندۂ ایمان ہے ۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون یہی سمجہ مین آتا ہے کہ خلیل الرحمن صاحب باوجود پیر طریقت ہونیکے انہین کتابونکی بیمعنی روایات کے باعث مبتلاے خدشات ہوکر بلا لحاظ اپنی شان کے علما اور فقرا اور اہل سیر کے سامنے مستدعی اطمینان ہو رہے ہین واے برحال ہمارے کہ ہمارے زمانہ کے پیر خود ایسے درماندہ ہین کہ بوجہ بیمعنی اور لغو روایات کے دوسرون کے سامنے ہاتہ پہیلاے ہوے ہین اور اوسپر طرہ یہ کہ ایسے لچر اور بے وقعت خدشات مین مخدوش ہوکر بہی پیری کو زوال نہین اور ہمارے برادران دینی باوجود دیکہنے اس قسم کے درماندگی کے بہی اونکے پیری کا دم بھرے جاتے ہین اور خفتہ را خفتہ کے کند بیدار پر نظر نہین ڈالتے

اب مین یہ بہی ثابت کرتا ہون کہ خلیل الرحمن صاحب کے دل مین جو خدشات وارد ہوے ہین وہ بیشک انہین کتابونکے مضامین انکی وجہ سے وارد ہوے ہین کیونکہ قبل از اشاعت سیر الاولیا و گلزار حقیقت صابری کے خلیل الرحمن صاحب کے پیر و مرشد زندہ تہے اور وہ اپنے کو نظامی کہتے تہے مین یقین کرتا ہون کہ وہ ان خدشات کو رفع فرما دیتے اور خلیل الرحمن

صاحب کو دوسرونکے سامنے ہاتھ پہیلانے کی ضرورت ہی نہ رہتی ۔
یا اگر خود خلیل الرحمن صاحب کو مرتبۂ شیخوقت حاصل ہوتا تو وہ خود ہی ان مضامین
کے نقصانات کی تنقیح کر دیتے کیونکہ شیخ تو خود حلیم ہوتا ہے اوسکا قلب
خدشات سے تو منزہ ہی ہوتا ہے ہان خطرات کی تمیز کر کے اونکا دفعیہ
کر دیتا ہے اور اگر کوئی اہم معاملہ پیش اتا ہے تو مشایخ عظام کی ارواح
سے اطمینان کر لیتا ہے پہر کو کسی امر مین باامداد ارواح مشایخ رضی اللہ علیہم
کے اطمینان قلب حاصل کرنا کون بڑی بات ہے یہ تو خلیل الرحمن صاحب
ہی شیخ وقت ہین کہ وہ دوسرونکی سامنے مستدعی اطمینان ہو رہے ہین ۔
مین افسوس کرتا ہون کہ خلیل الرحمن صاحب کو اسقدر بہی علم نہین کہ کوئی
قول صرف اسی وجہ سے کہ یہ قول فلان ولی اللہ کا ہے بلا جانچے لایق
عمل نہین ہو سکتا ۔ کیا اونکو معلوم نہین ہے کہ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے باوجود اسکے کہ ہر حدیث سکے قبل قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے لکہا ہوا تہا لاکہون حدیثون کو مردود کر دیا ہے
اور قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہہ پروا نہین کی اگر خدانخواستہ
عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی مثل پیران جاہل کی بوجہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جہوٹی حدیث پر عمل کر بیٹہتے تو اسلام
کا تو پتہ بہی نہین ملتا اور کل اہل اسلام مثل خلیل الرحمن صاحب کے مخدوش
ہو جاتے یہ قصہ طولانی ہے اسکو ترک کر کے ملفوظات مشایخ کی کیفیت
لکہتا ہون تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ اکثر ملفوظات کے کیا حالت ہے ۔

مگر قبل اظہار کیفیت ملفوظات اسکا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مین منکر ملفوظات نہین ہون بلکہ ملفوظات اولیا کو باعث تقویت ایمان اور سبب حصول ایقان اور موجب ازدیاد عرفان جانتا ہون البتہ ملفوظات کے اون مضامین کا مردود کرنے والا ہون جو پیران ناقص نے مشائخ کامل کے نام نامی سے نام زد کرکے داخل ملفوظات کر دیے ہین اور جنکی وجہ سے صاحبان ملفوظات کے توکمالات کو بٹہ لگتا ہے اور عوام الناس کے ایمان کا ناس ہوا جاتا ہے اللہ تعالی محفوظ رکھے ۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبار الاخیار مین خیرالمجالس سے یون نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات مین یون لکھا ہے کہ جس شخص نے دو گاو مادہ کو ذبح کیا اوسنے گویا ایک خون کیا اور جسنے چار گاو مادہ کو ذبح کیا اوسنے گویا دو خون کئے اور جس نے دس گوسفند کو ذبح کیا اوس نے گویا ایک خون کیا جواب مین حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یون ارشاد فرمایا کہ مین نے اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے زبان مبارک سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مین نے کوئی کتاب تصنیف نہین کی اور نہ شیخ الاسلام فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی کتاب تصنیف کی ہے بلکہ خواجگان چشت مین سے کسی نے بھی کوئی کتاب تصنیف نہین کی اور

جوامع الکلم مین یون لکھا ہوا ہے کہ جسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور مین ملفوظات مشائخ کا تذکرہ آیا تو آپنے فرمایا کہ اکثر ملفوظات بطریق صواب نہین لکھی جاتی ہر شخص جو کچھہ لکھتا ہے اپنی ہی واسطے لکھتا ہے۔ ہان وہ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے جنکو امیر خسرو شاعر نے جمع کیا ہے معتبر ہین باقی جسقدر ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے نامزد ہین وہ سبکے سب بادہوائی ہین اور فرمایا کہ مین نے اجودہن مین ایک کتاب ملفوظات کے دیکھے جو حضرت شیخ الاسلام فریدالدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھی اور بیان کیا جاتا تہا کہ ان ملفوظات کو حضرت مولانا برہان الدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے مین نے سراسر افترا پایا۔

ملفوظات کے اظہار کیفیت کے واسطے یہ ہی دو قول جو قلیل الالفاظ اور کثیر المعنی ہین کافی ہین ہر ذہی عقل ان اقوال کے وسیع المعنی الفاظ سے موافق وسعت اپنی استعداد کے ایک نتیجہ اخذ کر کے کیفیت ملفوظات سے آگاہ ہو سکتا ہے

حضرت محبوب نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول جسکے ناقل حضرت مخدوم چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہین کہ خواجگان چشت مین سے کسی نے کوئی کتاب تصنیف نہین کی صاف بتا رہا ہے کہ جسقدر ملفوظات خواجگان چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے مشہور خاص و عام ہین وہ اون حضرات کے نہین کسی خود غرض نے براے حصول غرض کاریگری کی ہے دیکھو جسوقت

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مین خلافت
اصول شریعت اور طریقت کے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات
کی روایت بیان کی گئی اوسیوقت اونھون نے اپنے پیشوائی کامل کو اوسنا
ناقص روایت کے الزام سے جو خلاف شریعت تھی بچایا اور اسکی
کچھہ پروانہین کی کہ یہ روایت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی
ہے کیونکہ وہ حضرت محقق تھے وہ ایسے قول یا فعل کا اپنے پیشوائے کامل
کو کیونکر مرتکب کرسکتے تھے جو صریحًا خلاف شریعت تھا یہ تو آج ہی کل کے
پیران جاہل کا حال ہے کہ تمامی مضامین ملفوظات پرچاہی وہ پرُاز کفر اور
شرک ہے کیون ہون جان اور ایمان نثار کئے ہوے ہین۔ واللہ یہ جان
نثاری ان جہلا کی بجنسہ ایسی ہے جان نثاری ہے کہ جیسی اہلبیت رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے ساتھہ روافض کو ہے
ایسی ہی حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ ملفوظات پیشتری
نہ بروجہ صواب مینویسند ہر کسے براے خویش چیزے مینویسد اون لوگونکی
حالت اور کیفیت ظاہر کر رہا ہے جو ملفوظات کے جمع کرنے اور کتب ملفوظات
کی تالیف کرنے مین اپنا قیمتی وقت برباد کرتے ہین۔
راقم الحروف کے نزدیک اس اجمال کی تفصیل یون ہے کہ ہر شیخ وقت
کے مریدون مین ہر قسم کے استعداد کے طالب موجود ہوا کرتے ہین۔ اور
ایسے ہی شیخ کے ہمدم رہا کرتے ہین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسیلم کاتب نبی رہا کرتے تھی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بوجہ وسعت استعداد کے بعد انبیا علیہم السلام کے خیر البشر قرار پاے اور بو سیلم بباعث ناقص الاستعداد ہونیکے کاذب مشہور ہوا۔ پس اسیطرح سے مریدان کامل الاستعداد ببرکت صحبت شیخ بمقامات عالیہ سے فایز ہوکر مرجع خاص وعام ہوتے ہین ۔ اور مریدان ناقص الاستعداد باوجود صحبت شیخ محروم اور گمنام ہی رہتے ہین ۔ یہ محرومان ازلی بحالت محرومی محرومان شیخ کی طرح طرح سے برابر کرنا چاہا کرتے ہین اور یہ خواہش اونکی محض حسد پر مبنی ہوا کرتی ہے ۔ شعر مصطفی می شگافد نیم شب + شاخ مینخاید ز کینہ بولہب + منجملہ اون کاریگریون کے جو محرومان ازلی واسطے اظہار اس امر کے کہ ہم بہی محرمان شیخ سے ہین کیا کرتے ہین ایک اعلی درجہ کے کاریگری تالیف ملفوظات شیخ ہے جو محض خودغرضی پر مبنی ہوا کرتی ہے اور بر وقت ملفوظات کی تحریر کے یہ ہی خودغرضی اسکا باعث ہوا کرتی ہے کہ اکثر مضامین خلاف اصول شریعت اور طریقت کے قلم سے نکل جایا کرتے ہین ۔ اور مولف صاحب اون مضامین کو بیباکانہ باین الفاظ کہ شیخ نے فلان خلوت مین یہ ارشاد فرمایا تہا ۔ اور فلان جلوت مین یہ بیان فرمایا تہا درج کتاب کردیا کرتے ہین ۔ اور چونکہ خودغرضی کا حجاب غالب ہوا کرتا ہے اسلیے اونکو اسطرف التفات ہی نہین ہوتا کہ یہ مضامین جنکو ہم براے اظہار کمال شیخ شیخ کے نام سے نامزد کرکے لکہہ رہے ہین باعث زوال کمال شیخ ہین یا نہین ۔ راقم الحروف کامل طور سے عرض کرتا ہے کہ اگر زمانہ حال تک کے ملفوظات کے مضامین کو ترازوے شریعت اور طریقت پر تولا جاوے تو بہت ہی تہوڑا حصہ اونکا اسقابل ہاتہ

اوسیگا کہ اوسکو شیخ کی طرف منسوب کیا جاوے باقی دفتر کے دفتر ایسی ہی
پائے جاوینگی جو باعث معدومیت کمال شیخ اور سبب مردودیت مولف اور
موجب گمراہی عوام ہونگے ۔ مین کہتا ہون کہ مریدان باصفا کو جو بتوجہ شیخ بمقام
صفا سے فایز ہوتے ہین قصص ماضیہ اور بیانات گذشتہ کے یاد کرنے اور تحریر
کرنے کی فرصت ہی کب ہوتی ہے اونکا تو ہر وقت اونکے واسطے فرض عین کا حکم
رکھتا ہے وہ اپنے عزیز وقت کو فعل عبث مین ضایع کرکے تارک فرض کیون
ہونے لگے ۔ جیسے عوام پر صلوۃ موقت کے وقت کی شناخت اور اوسکی
پاسداری فرض ہے ویسی ہی صاحبان صفا پر صلوۃ دایمی کے وقت کی درود
کی شناخت جو غیر موقت ہے یعنے اوسکی فرضیت محیط اوقات ہے فرض عین ہے
جو وقت اونکا بغیر پاسبانی وقت کے گذرتا ہے اوسوقت وہ تارک فرض
سمجھے جاتے ہین بلکہ زمین و آسمان مین مردہ مشہور ہوجاتے ہین تو ایسے مریدان باصفا
اس قسم کے ملفوظات کے جمع کرنے مین جنکے مضامین اصول شریعت اور طریقت
کے خلاف ہون اپنا وہ وقت جسکا درود اونپر فرض کا حکم رکھتا ہے کیونکر ضایع
کرسکتے ہین البتہ انمین سے بعض بالہام حق براے اظہار حق تصانیف کتب پر
بہی مامور ہوتے رہتے ہین ۔ اونکی کتاب بتفسیر کتاب اللہ بلکہ عین کتاب اللہ
ہوتی ہے وہ بوجہ تفاوت استعدادات اہل زمانہ کے اسرار کتاب اللہ کا
اظہار کرتے ہین ۔ یہی وجہ ہے کہ اونکی تحریر اور تقریر پر از اسرار اور خالی
از تکرار ہوتی ہے ۔ باقی جسقدر مرید محروم ازلی ہوتے ہین اونکی تحریر اور تقریر
اور مشیخت اور خلافت خالی از تکرار ہوتی ہے نہین مریدان صاحب تکرار کی

کی کیفیت فی زمانا اظہر من الشمس ہے کوئی خانقاہ چاہے کسی خاندان کی کیون ہنو ایسی نہین پائی جاتی جہان پیرزادون اور خلفا مین تکرار ہنو اور یہ سارے قضیہ دنیا طلبی کی وجہ سے ہوتے ہین جو خانقاہین جایدادون سے محفوظ ہین وہ اسوقت تک فتنہ وفساد سے بہی پاک ہین۔ اسیطورسے اون پیرون کے خلفا جو بلا لحاظ دنیا طلبی کے محض اسد واسطے برائے ہدایت خلق اسد اپنی مریدونکو خلیفہ کرتے ہین اپسمین متحد ہوتے ہین۔ اور ع صد ہزاران وہزاران یک تن* کا حکم رکھتے ہین۔ اور جو پیران خودغرض بوجہ خودغرضی کے اپنے مریدونکو خلیفہ کرتے ہین یا خود مریدان خودغرض بغرض دنیا طلبی کے خلیفہ بن بیٹھے ہین اونمین ہمیشہ سوائے فساد کے اتحاد کا ذکر ہی نہین آتا۔

خیر یہ قصہ دوسرا ہے مطلب اصلی یہ ہے کہ ان اقوال مشایخ رضی اسد عنہم نے صاف ظاہر کردیا کہ اس قسم کے ملفوظات کا جمع کرنا جنکے مضامین خلاف شریعت اور طریقت ہوتے ہین مریدان باصفا کا کام نہین مریدان محروم کی کاریگری ہے اور حضرت محبوب الہی رحمتہ اسد علیہ کے آیا اسی قول سے کہ خواجگان چشت مین سے کسی نے کوئی کتاب تصنیف نہین کی جسکو حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اسد علیہ نے بروقت تذکرہ ملفوظات کے بیان فرمایا ہے یہ بہی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ ملفوظات اصلی بہی بطریق کتابت کے خواجگان چشت رضی اسد عنہم نے جمع نہین فرمائے۔ یہ حضرات ہمیشہ سے بطریق مسنون علم سینہ کو سینہ بسینہ ہی منتقل فرماتے رہے ہین اسموقع پر راقم الحروف فخر کرکے لکھتا ہے کہ متقدمین اور متاخرین چشتیہ مین سے کسی بزرگ نے جو صاحب سلسلہ اور صاحب

ارشاد ہوا ہے ایک کتاب بہی ملفوظات اور حالات بزرگان خاندان کی تالیف نہین کی ہے یہ حضرات ہمیشہ سے اشغال اور افکار اور سیر اسما وصفات اوہ ویدذات مین محو رہے ہین اور کسی بزرگ نے کوئی کتاب بالعام حق تصنیف بہی کی ہے تو وہ پر اسرار ہے اور اس قسم کے صاحب تصانیف کو صاحب کتاب کہا گیا ہے اور وہ اپنے زمانہ مین انبیائے صاحب کتاب علیہم السلام کے قدم بقدم رہے ہین۔ چونکہ یہ مسئلہ عوام کی سمجھ سے باہر ہے اور کوئی ضرورت بہی نہین ہے اسواسطے اسکی تشریح ملتوی کر کے جسطور سے مجملاً کیفیت ملفوظات کی لکھی ہے اوسیطور سے مختصر احالات کتب سیر بہی ہدیہ ناظرین کرتا ہون یہ اظہر من الشمس ہے کہ اہل سیر نے ہر معاملہ مین اسدرجہ اختلافات کئے ہین کہ اگر کوئی شخص اختلافات روایات سیر کے گرداب بلا مین پہنس جاوے تو تمام عمر عزیز برباد کر دیگا اور اختلافات سے نجات نہ پاسکیگا۔ مین خلیل الرحمن صاحب کی عقل پر حیران ہون کہ وہ پیر طریقت ہو کر روایات سیر کے اختلافات مین کیون غرق ہو گئے ہین کیا اونکے خارشات جو اونہون نے پیش کئے ہین اور جنسے اخبارات اور رسایل بھرے ہوے ہین۔ اور جنمین سوائے اختلافات سیر کے عقاید کا پتہ بہی نہین ہے مسایل صوفیہ کے ذریعہ سے رفع نہین ہو سکتی ہے نہین ضرور رفع ہو جاتے اور اب انشاء اللہ تعالی راقم الحروف رفع کر دیگا مگر خلیل الرحمن صاحب کو یہ منظور ہی نہین کہ فساد مبدل بہ اتحاد ہوے اگر اونکو یہ منظور ہوتا تو وہ بیشک روایات سیر کے ذکر کو چہوڑ کر جسمین سوائے اختلاف کے اتحاد کا پتہ بہی نہین ہے مسایل تصوف اور عقاید اہل تصوف

سے صراط مستقیم کو اختیار کر لیتے اور مختلف الحال لوگونکے مختلف اقوال کی طرف التفات ہی نکرتے مگر یہ تو اوسیوقت ہوتا کہ جب وہ کسی شیخ راہ طے کردہ کی خدمت کرتے۔ کیونکہ بلا امداد شیخ کامل مخلوقات کے مختلف الحالی اور پیران کامل کے متحد النفسی کا انکشاف ہوتا ہی نہین اور جو کوئی بے پیرا بذریعہ علم کے مسئلہ اتحاد مخلوقات مین ہاتھ پاؤن مارتا بھی ہے تو بجاے انکشاف اتحاد کے اتحاد گلو گیر ہو جاتا ہے ع پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر * ہست بس پر آفت وخوف وخطر * گر نباشد سایہ او پیر تو گول * پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول *

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر خلیل الرحمن صاحب اپنے خدشات کو بذریعہ مسایل تصوف کے رفع کرانا چاہتے تو بفضلہ تعالی بہت ہی جلد اونکا قلب خلجان خدشات سے محفوظ ہو کر مقام اطمینان مین داخل ہو جاتا۔ مگر اونہوں نے تو اپنی کل ہمت پیری اور لیاقت علمی کو بعض روایات سیری ہی مین صرف کر رکھا ہے اور طرہ یہ کہ اخبار شحنہ ہند مطبوعہ ۵ جولائی ۱۸۹۹ء مین فخریہ یون ارشاد فرماتے ہین۔ ابھی تو اپنی پوری سیر کتب سیر و تواریخ و اخلاق و ملفوظات وغیرہ کی بھی نہین کی ذرا میری طرح بنا رہ سولہ برس ہندوستان کی سیاحت مین ہزارہا روپیہ صرف کر کے مصائب اور راہ کی تکالیف اوٹھا کر تحقیق فرمائیے نا انصافی نکیجیے الخ۔ اس مضمون مین خلیل الرحمن صاحب نے حضرات صابریہ کو مخاطب کیا ہے اور اونکے مقابلہ مین دعوی کیا ہے کہ مین نے سواے سیر کتب سیر اور تواریخ اور اخلاق اور ملفوظات کے بذریعہ سولہ سالہ سیاحی کی بھی اپنی خدشات کے متعلق تحقیقات کی ہے اور ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا اس بحث کی تحقیقات

مین صرف کیا ہے مجھکو خلیل الرحمن صاحب کے اس دعوی پر نکتہ چینی کرنی
منظور نہین ہے البتہ سولہ سالہ تحقیق کے نتیجہ کا بھی ظاہر کرنا خالی از لطف نہین
اسلیئے کتب سیر اور تواریخ کو چھوڑکر جنمین وہ پھنسے ہوئے ہین اور جنکی کیفیت
انشاء اللہ تعالی سوالات کے جوابات مین واضح ہوجاویگی یہان صرف دعوی کتب
اخلاق کی جانچ کرتا ہون کہ آیا کتب اخلاق کی سیر کا دعوی صحیح ہے یا غلط مین
جہانتک خیال کرتا ہون کتب اخلاق مین سے ایک مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ
کی ایسی جامع کتاب ہے کہ اوسکا ایک شعر بھی بحالت تفہیم خلیل الرحمن صاحب
کے تمامی خدشات کا نیست ونابود کرنے والا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خلیل الرحمن
صاحب نے مثنوی شریف کو بھی مثل کتب سیر اور ملفوظات کے بلا تفہیم ہی دیکھا
ہوگا اسیوجہ سے باوجود سیر کتب اخلاق کے اونکے خدشات رفع نہین ہوئے
مین کہتا ہون کہ اگر اونکی نظر بلا تفہیم ہے مثنوی شریف کی اس شعر پر پڑتے ؎
آنکہ از حق یابد او وحی وجواب + ہر چہ فرماید بود عین صواب + تو وہ ہرگز بھی سوالات
اربعہ مین سے سوال اول قایم ہی نہ کرتے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ بعد تفویض خلافت اپنے خلفا کو منظوری خلافت کی غرض سے قطب جمال الدین احمد
ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کرتے تھے ۔ انشاء اللہ تعالی اس مسئلہ کی
تصریح اور خلیل الرحمن صاحب کی سولہ سالہ تحقیق کی تشریح سوال کے جواب
مین کرونگا ۔ اور ظاہر کر دکھاؤنگا ؎ ہر کہ محجوب است او خود کودک است
مرد آن باشد کہ بیرون از شک است + اور اگر اشعار ذیل کو سرسری نظر سے بھی بغور
پڑہتے تو اس جھگڑے ہی پر خاک ڈالدیتے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکان برد ✣ ہر کرا افعال دیو و دد بود ✣ با کریمانش گمان بد بود ✣ غرضکہ
اونکی تحریرات جو اختلافات روایات سیر سے لبریز ہین بخوبی ثابت کرتے ہین کہ
اونکی نظر سوا بعض لچر روایات کی پورے طور سے نہ کتب سیر پر پڑی نہ
کتب اخلاق وغیرہ پر اور نہ وہ سولہ سالہ سیاحت مین کسی مرد میدان سے
ملے یہ دعوی اونکا اگر صحیح بھی ہو تو مین بلا نتیجہ ہے کیونکہ جب چند علوم کے کتابون
کے مطالعہ اور سولہ برس کے سیاحت کا اسقدر بھی نتیجہ مرتب نہو کہ ملفوظات
کے رکاکت مضمون اور اہل سیر کے مختلف البیانی پر آگاہی ہو تو یا تو دعوی
ہی غلط ہے یا مطالعہ کتب اور سیاحت بے سود ہے —
اب مین کسیقدر کیفیت اہل سیر کے عرض کرتا ہون — بعض اہل سیر
بلا طرفداری موافق قاعدہ علم سیر کے سیر کے کتاب کو تالیف کر دیتے ہین —
چونکہ بموجب قاعدہ علم سیر کے اونپر اون روات کا جنکو وہ نقل کرتے ہین بمقابلہ
عقاید کے جانچنا ضروری امر نہین ہوتا اسوجہ سے
اونکی روایات بھی باوجود بھی ہونے طرفداری کے بلا جانچ و پرتال کے لایق
عمل نہین ہوسکتی اور نہ وہ اون روایات کی نقل کرنیکی وجہ سے لایق اعتراض ہو سکتی
ہین کیونکہ وہ مولف روایت ہوتے ہین نہ کہ خود راوی اور نہ اونپر یہ گمان ہوسکتا
ہے کہ اونکا عقیدہ بھی موافق اوس روایت سے کی ہے جسکی وہ رواۃ ہین — البتہ
ایسی روایات اور راوی پر جیسے صاحب گلزار حقیقت صابری نے نقل کین ہین
جسقدر اعتراضات ہون بجا ہین — کیونکہ اوس شخص نے ایسے کتابونکا حوالہ دے ہین
جنکو شاید اوس نے خواب مین دیکھا ہوگا — مگر میرے نزدیک اوسپر اعتراض کرنا

بھی اپنے کو دیوانہ بناتا ہے اسموقع پر خلیل الرحمن صاحب کو یہی دہوکا لگا ہے کہ جس تالیف
کی نسبت یہ ہے سمجھ گئے ہین کہ اوسکا عقیدہ بھی موافق اوسکی تالیف ہی کے ہے اور
یہ دہوکا بھی باعث اسکا ہوا ہے کہ اونہون نے اون روایات کا عقاید نام رکھکر اون
عقاید کو اوس گروہ کے لاکھون بندگان خدا سے منسوب کر دیا ہے جس گروہ کے
کسی ایک شخص نے اون روایات کو نقل کیا۔ اور ایک شخص کی تالیف کرکے جم غفیر اہل اسلام پر اون
اعتراضات کی بوچھار کردی ہی جو اصول شریعت و طریقت کی خلاف ہین اور منشا اس کاریگری
کا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس اوس گروہ سے جسکے نام سے نامزد کرکے
یہ عقاید شایع کئی جاوینگے متنفر ہو جاوینگی ۔ اس قسم کا دہوکا کہانا تو خلیل الرحمن صاحب
کے ناواقفیت پر دال ہے اور اُس عقیدہ مین جسکو وہ بوجہ ناواقفیت کے عقیدہ
سمجھ گئے ہین ایک شخص کے ساتھ لاکھون اہل اسلام کو شریک کر دینا دہوکا دہی
مین داخل ہے اللہ تعالی اس صفت مذموم سے ہر مسلمان کو بچاوے
بعض اہل سیر بادشاہون کے درباری گذرے ہین اون لوگون نے براے
خوشنودی بادشاہ اوس خاندان کے بزرگون کی تعریف جس خاندان کا بادشاہ
کو معتقد پایا حد اعتدال سے گذر کر یعنے حدود شریعت اور طریقت کو بالاے طاق
رکھکر لکھدی ہے اس قسم کے راویان حیا یا اوس کی تحریرات کی خرابی سے وہ
ہی لوگ محفوظ رہ سکتے ہین جنکی نظر تحقیق پر ہوتی ہے باقی عوام الناس کا تو ناس
ہی ہو جاتا ہے راقم الحروف اسوقت دیکھ رہا ہے کہ زمانہ حال کے پیران دنیا
طلب جس رئیس اور امیر کو جس خاندان کا معتقد پاتے ہین اوسی خاندان کے مشائخ
خاندان کے مدائح شدید انکر اوس امیر کے پاس حاضر ہوتے ہین ۔ اللہ بچاوے

بعض اہل سیر کسی نہ کسی خاندان کے مریدون مین داخل ہوتے ہین وہ اسی خاندان کے بزرگونکی تعریف بوجہ غلبہ محبت کے اسدرجہ کی لکھتے ہین کہ جو حق محبت سے حسب ثبوت اونکی عاشقانہ تحریر پر آنکھہ ڈالی جاتی ہے تو اوسوقت باقی کل خانوادون کے بزرگون کی تعریف ہیچ در ہیچ پائی جاتی ہے تو اس قسم کی تعریف کے لکھنے والے تو بوجہ غلبہ محبت کے معذور ہوتے ہین اور وہ لوگ جو اونکی تقلید کرکے دوسرے بزرگون پر اون بزرگونکو جنکی وہ تعریف ہے بحوالہ اوس تعریف کے فوقیت دیتے ہین وہ بیشک ماخوذ ہونگے اور اونکا حشر روافض اور خوارج کے ساتھہ ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا بعض اہل سیر متعصب اور خودغرضی ہوتے ہین وہ بوجہ تعصب اور خودغرضی کے کچھہ کا کچھہ لکھدیتے ہین۔ جن لوگون کو مطالعہ کتب سیر سے دلچسپی حاصل ہے وہ اس کیفیت سے بخوبی آگاہ ہین۔

پس اہل سیر کے اقوال پر جو سر سے پاؤن تک مختلف ہوتے ہین اگر تحقیق کرنا اپنی عمر عزیز کو برباد کرنا ہے اگر خلیل الرحمن صاحب ان مختلف الحال لوگون کے اقوال مختلف مین اپنی ہمت درویشی کو صرف نکرتے اور راہ تحقیق مین قدم رکہتے اور سولہ سالہ سیاحت مین کسی محقق کی خدمت کرتے تو ضرور تہا کہ سیر الاولیا اور سیر الاقطاب کے کج مج بیانی اونکو مخدوش نہ بنا سکتے اور گلزار حقیقت صابری کی لاف بیانی اونکے غصہ اور تعصب کو نہ بھڑکا سکتی۔ خادم الحروف اول کسیقدر حقیقت گلزار حقیقت صابری کے جسکو ایک صابری صاحب نے تالیف کیا ہے جو اسوقت بہی بقید حیات رامپور کلان مین موجود مین۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ گلزار حقیقت صابری ایک اس قسم کی کتاب ہے کہ اوسکے

اقوال پر اعتراض کرنا ہے موافق ارشاد ؎ بس جواب او سکوت است و سکون ✤ ہست با ابلہ سخن گفتن جنون ✤ کی خود کو دیوانہ ظاہر کرنا ہے کیونکہ ایسی شخص کے اقوال پر اعتراض کرنا جو منکر بدیہیات اور مخالف اجماع اور مدعی شریعت و طریقت ہو خود کو دیوانہ ظاہر کرنا نہین تو اور کیا ہے۔ صاحبان عقل اس قسم کے لوگون کے اقوال کی طرف التفات ہی نہین کرتے خلیل الرحمن صاحب نے جو ایسے بیہودہ کتاب کے فقرہ فقرہ اور لفظ لفظ پر اپنی ہمت کو صرف کیا ہے اوسکی وجہ اونکی تحریرات سے یہی ظاہر ہوتی ہے کہ اونہون نے گلزار حقیقت صابری کی آڑ مین جم غفیر صابریون پر صدہا اعتراضات کئے ہین اور اسی کتاب کی بدولت جسکے مضامین دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر اسوقت تک کے لاکھون صابریون پر جنمین ہزارون اہل اللہ گذرے ہین ایسا ہی تبرا کیا ہے کہ جیسے روافض شیخین رضی اللہ عنہم پر کیا کرتے ہین نعوذ باللہ منہا کیا کوئی انصاف پسند خلیل الرحمن صاحب کے اس فعل ناپسند کو جو قطعی اونکی شان کے خلاف ہی پسند کر سکتا ہے کہ ایک ایسے شخص کی تحریر کی وجہ سے جو اسوقت بقید حیات موجود ہے اون اولیا اللہ پر تبرا کرنا جو اوس سے صدہا سال قبل واصل بحق ہو چکے ہون یا اون زندون پر لعن و طعن کرنی جو قطعی اوس کتاب کے مخالف ہون۔ اسکے کیا معنی کہ تحریر تو ایک صابری شخص کی ہو اور لاکھون صابریون کو اوس تحریر کی وجہ سے مخاطب بناکر ایسے عقاید کا معتقد ظاہر کیا جاوے جو اصول شریعت اور قواعد طریقت کے مخالف ہیں۔ اس ناجایز اور خلاف دیانت کاریگری سے صاف ظاہر ہے کہ خلیل الرحمن صاحب

کو یہی منظور ہے کہ عوام الناس کو دہوکا دیکر تمامی اولیاے صابریہ رضی اللہ عنہم کی جانب سے بدظن کیا جاوے تاکہ وہ بھی ہمارے ہمزبان ہوکر اولیاء صابریہ کی توہین کریں۔

اب میں ایک دو وہ فقرے بھی لکھتا ہوں جسکا نام عقاید صابریہ رکھا ہے اخبار شحنہ ہند مطبوعہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں مولوی عبد العظیم صاحب جمالی نے یوں لکھا ہے کہ صابریوں کا چھٹا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے مرتبہ سے بھی معاذ اللہ بڑا مرتبہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب صابر کو ملا تھا۔

یہ مقام انصاف ہے کہ جسوقت یہ عقیدہ اہل اسلام کے سامنے بیان کیا جاوے تو وہ کون سا ایسا مسلمان ہوگا جسکو اس عقیدہ کے معتقد سے نفرت نہوگی اور پھر بیان کرنیوالا اور لکھنے والا بھی کون ایک معزز مولوی صاحب جو دربار کونسل گوالیار کے رشتہ دار ہیں۔ خاصکر تو اونکی تحریر تو یقین دلاویگی کہ مولوی ہوکر وہ جھوٹ نہ بولینگے بیشک صابریوں کا یہی عقیدہ ہوگا اور عوام کو اونکی رشتہ داری دربار بوجہ عظمت عہدہ کے ضرور ہی یقین دلاویگی کہ ایسا معزز عہدہ دار کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے بیشک صابری اسی عقیدہ کے معتقد ہیں۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مولوی صاحب جمالی نے اس عقیدہ کو بحالت جلال کیونکہ ناراضگی میں صرف گلزار حقیقت صابری کی اس فقرہ سے جو ذیل میں لکھتا ہوں اخذ کرکے کل صابریوں کو اوسکا معتقد لکھدیا ہے۔ وہ اس عقیدہ کے لکھنے کے بعد یوں لکھتے ہیں کہ صاحب گلزار حقیقت صابری نے لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کی مہر پر رسول علیہ السلام نے

بوسہ دیگر کہا نہا ولی اللہ ۔ اب ان مولوی صاحب کو مخاطب بناکر عرض کرتا ہون کہ
مولوی صاحب یہ فعل آپکا شان مولویت کے بالکل خلاف ہے کیا اوس
گلزار حقیقت صابری پر جو آپکی پاس موجود ہے کل صابریون کے مواہیر ہین جنکی
وجہ سے آپنے ایک کی تحریر کو کل کے تحریر اور ایک کے عقیدہ کو کل کا عقیدہ
ظاہر فرمایا ہے واسے برحال آپکی مولویت کے کہ اپنے اسلام کے ایک عظیم الشان
گروہ پر جسمین ہزارون اہل اللہ شامل ہین ایسا بدنما افترا کیا ہے کہ جسکے باعث
عوام الناس کے دلون مین ہزارون اولیاے برحق کی جانب سے بدگمانی
پیدا ہوگئی ہے اسیطرح سے جسقدر عقاید آپنے گلزار حقیقت صابری سے
اخذ کرکے عقاید صابریہ کے نام سے مشتہر کراے ہین وہ سب کے سب افترا
مین داخل ہین ۔ شایان مولویت تو یہی تہا کہ آپ صرف صاحب گلزار حقیقت
صابری ہی کو مخاطب کرتے تمامی صابریوان کو مخاطب کرکے آپنے خود اپنی مولویت
کو ایسے ہی بٹہ لگایا ہے جیسے آپکے پیر و مرشد صاحب نے خلاف شان سوالات
کرکے جنکی کیفیت اسی تحریر مین کہلی جاتی ہے اپنی شیخوخیت اور پیری کو خاک
مین ملایا ہے علاوہ اسکے آپنے صاحب گلزار حقیقت صابری کے اس فقرہ سے
چاہے وہ سچا ہے یا جہوٹا کہ رسول علیہ السلام نے مخدوم صاحب کی مہر
پر بوسہ دیکر کہا ہذا ولی اللہ مخدوم صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مرتبہ مین بڑا ہونا کیونکر اخذ کرلیا ۔ صاحب گلزار حقیقت صابری کے اس قول
کو مین بہی سچا نہین کہتا ہون مگر یہ ضرور کہتا ہون کہ آپنے جو عقیدہ تفضیل مخدوم صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کا بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکال لیا ہے وہ جہوٹا ہی

کیونکہ جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مین ہزار ولی اللہ موجود ہے
تو ایسی حالت مین وہ کون ایسا عقل کا دشمن ہوگا جو ولی اللہ کو رسول اللہ پر فضیلت
دیدیگا یہ تو آپ ہی کی عقل سلیم ہے کہ جو آپنے بموجودگی لفظ ولی اللہ کے رسول اللہ پر
فضیلت سمجھ لی ۔۔ ہا معاملہ بوسہ دینے کا اوسکی کیفیت یہ ہے کہ اگر کوئی مہر ولایت مخدوم
صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو از جانب حق ملتے بھی جیسا کہ صاحب گلزار حقیقت صابری
نے لکھا ہے تو وہ مہر شعایر اللہ مین داخل ہوتے اور اوسکے بوسہ کی کیفیت مثل بوسہ
سنگ اسود کے ہوتے ۔ تو ایسی صورت مین وہ بوسہ مہر بوجہ عظمت مخدوم
صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نہین بلکہ بحکم حق سمجھا جاتا تو مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ
کا عالی مرتبہ ہونا بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحالت دینے بوسہ کے بھی نہین
سمجھا جاسکتا تھا ۔ نہین معلوم آپنے کسوجہ سے مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بمقابلہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالی مرتبہ ہونا اخذ کرکے اشتہار دیدیا کہ صابریون کے عقیدہ
مین مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ بڑا ہے ۔
اے حضرات ان لوگون نے اول سے آخر تک اسی طور سے اس بحث کو طول
دیا ہے چونکہ مجکو اختصار منظور ہے اسوجہ سے اون کل عقاید کو جنکو جمالیون نے
بیگناہ صابریون کے نام سے مشتہر کیا ہے نقل نہین کرسکتا ہون مگر ہان اون اتہامات
مین سے ایک اتہام جو گلزار حقیقت صابری کے روایات سے اخذ کرکے صاحب
کرشمہ جمال نے حضرات صابریہ پر مثل مولوی عبد العظیم صاحب کے لگائی ہین لکھکر
ہدیہ ناظرین کرتا ہون تاکہ حق اور باطل کی تمیز ہو جاسے ۔ صاحب کرشمہ جمال جمالی کرشمہ
جمال کے صفحہ ۹ پر یون لکھتے ہین کہ جبتک مخدوم علی صابر کی مہر کسیکی خلافت نامہ اور

ولایت پر ہوگی تب تک کوئی ولی نہوگا۔ یہ بشارت رسول علیہ السلام کے کتب مفصلہ ذیل
مین درج ہے حضرت ابابکر صدیق نے شہاب المعرفت مین او حضرت عمر خطاب نے مجاہد الوقت
مین اور حضرت عثمان غنی کلیات الیات مین اور حضرت علی مرتضی نے قوی القدرت مین اور
حضرت انس بن مالک نے طول المعظم مین

اس مضمون کو گلزار حقیقت صابری کے صفحہ ۲۹ اور ۳۵ سے لکھا ہے اور الہامات کی پیشانی
جو لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ الہامات ہی لاحظہ طلب ہین کہ حضرت صابر نے تمام انبیا و اولیا و اہلبیت و صحابہ کرام
و جمیع فرشتگان وغیرہ کے اوپر گاہی ہین اور یہی وجہ ہے کہ اس مضمون کے جواب مین یون لکھا ہے کہ اگر یہ کتابین مین
تو دکہلاوے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین اب راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین مین
اہل کاذب داخل ہین اور خاصکر وہ کاذب بدرجہ اولا مستحق لعنت ہین جنکا یہ حال ہے ع چہ دلاور ست
دزدی کہ بکف چراغ دارد ✤ اللہ رے صاحب کرشمہ جمال تیری جرات کہ ایک لغو اور بے سر و پا روایت
تو نقل کرتا ہے گلزار حقیقت صابری سے اور اوسکے جرم مین مجرم قرار دیتا ہے لاکہون اہل اللہ صابریونکو اور
واہ رے معاون خلیل الرحمن تمہارے ایمان کی سختی کہ باوجود ایسی صریح بہتان کے بہی اوسیکا دم بہرے جاتی ہو ای عزیزو
کیا کرشمہ جمال کی تحریر مین آپ صاحب اتنی تمیز نہین کر سکتے کہ صاحب کرشمہ جمال پیشانی پر تو لاکہون
صابریون کو مخاطب کرتا ہے اور قول نقل کرتا ہے صرف ایک گلزار حقیقت صابری کے مولف
کا یہ بہتان تو ایسا صریح بہتان ہے کہ ہر شخص جسکے دل مین ایک ذرہ بہی ایمان ہوگا وہ صاحب کرشمہ
جمال کی وقعت سے کما حقہ آگاہ ہوجاویگا۔ عزیزو مولانا معنوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرو
ـــــہ یار غالب جو کہ تا غالب شوی ✤ یار مغلوبان مشو ہین ای غوی ✤ علاوہ اسکے صاحب
کرشمہ جمال کا دوسرا جہوٹ جو بالکل ہی صاف او صریح ہے یہ ہے کہ صفحہ ۵ پر لکہا ہے کہ گلزار حقیقت صابری
کے صفحہ ۱۲۴ پر لکہا ہے کہ حضرت حمید الدین ناگوری مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو آئے اور زمین کو چہوکے

سوختہ پر اپنے پیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا نام پڑھتے ہوئے جو چلے تو اونکا جسم جلگیا اور
روح رہگئی قصور یہ ہوا کہ مخدوم صاحب کا نام کیون نہ پڑھا۔

اسکا جواب صاحب کرشمہ جمال نے ان الفاظونمین دیا ہے۔ جواب سے معاذ اللہ منہا مخدوم صاحب
نے دادا پیر کا بھی لحاظ نکیا اور آخر بدون نچھوڑا مگر یہ نئی بات ہے کہ مخدوم صاحب مین روح کے جلادینے
کی بھی طاقت تھی۔ کیونکہ روح کو بقول رسول کریم علیہ السلام فنا نہین ہے اور روح امر رب ہے تو معلوم ہوا کہ
مخدوم صاحب کا دست تصرف خدا کے اوپر بھی چلسکتا ہے۔ خدا تعالی ایسے کفر مطلق سے ان حضرات
صابریون کو نجات بخشے راقم الحروف کہتا ہے کہ گلزار حقیقت صابری کی یہ روایت قطعی لغو اور
مصنوعی ہے اور صاحب کرشمہ جمال نے جو جواب لکھا ہے وہ اوس سے بھی زیادہ جھوٹا اور بڑے درجہ کا افترا ہے کیونکہ
خود ہی گلزار حقیقت صابری کی عبارت کو باین الفاظ نقل کرتا ہے کہ اونکا جسم جل گیا اور روح رہگئی
اور خود ہی اس فقرہ کے معنی یون لکھتا ہے کہ یہ نئی بات ہے کہ مخدوم صاحب مین روح کے جلادینے
کی بھی طاقت تھی۔ ہم نہین جانتا کہ جلادینے روح کا مضمون کہان سے لیا ہے صاف الفاظون
مین یون لکھا ہے کہ جسم جل گیا اور روح رہ گئی تو پھر روح کیسے جل گئی۔ اور مخدوم صاحب رحمۃ اللہ
پر خلاف حکم خدا اور رسول کے جلادینے روح کا الزام اور بہتان کیونکر لگا دیا۔ اور بیگناہ لاکھون
اہل اللہ صابریونپر کفر مطلق کا اطلاق کیسے کر دیا۔ بفرض محال اگر یہ جھوٹا اور افتراے مضمون
گلزار حقیقت صابری کی روایت مین ہوتا تو بس وہی ایک نام کا صابری جو گلزار حقیقت صابری
کا مولف ہے اس جرم کا مجرم ہوسکتا تھا نہ کہ لاکھون اہل اللہ صابری اس سے بڑھکر تو نہ جھوٹ ہوسکتا ہے نہ افترا جیسا
کہ کرشمہ جمال کے مولف جمالی نے بحالت جلال جم غفیر صابریان پر کیا ہے اور نہ ایسے بیہودہ پن کسی شخص سے
صادر ہو سکتے ہین جیسے پیر جمالی صاحب سے ہوے ہین کہ باوجود دیکھنے ایسے صریح جھوٹ اور صاف افترا
کرشمہ جمال کو مثل آسمانی کتاب کے بغل مین دبائے ہوئے پھرتے ہین۔ اور علما اور رؤسا کی مجلسون مین

کہتے ہین کہ کتاب موجود ہے سلامتی کیا برا لکھا ہے۔ یہ تو انکو یقین ہی ہوتا ہے کہ کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھے گا اور نہ اسکے افترائی مضمونون پر آگاہی ہوگی مگر یہ ضرور ہوگا کہ اس سے موقع پر بیچارے مسلمان اہل اللہ صابریون سے ضرور بدظن ہو جاوینگے اللہ تعالی اس قسم کی کھلی ہوئی چالاکی سے اپنے بھولے بندونکو بچا دے آمین ۔

اب جبکہ راقم الحروف کسیقدر کیفیت گلزار حقیقت صابری کے اور نیز اوس افترا بندی کے جو بذریعہ گلزار حقیقت صابری کے مصنوعی روایات کی صابریون پر کی ہی ظاہر کرچکا تو اسقدر سیر اقطاب صابری اور سیر الاولیا نظامی کی نسبت بہی عرض کرتا ہی کہ ان ہر دو کتابون کی بعض مصنوعی روایات کا حال انشا اللہ تعالی سوالات کے جوابات مین لکھا جاویگا ۔ یہان اسقدر ظاہر کرنا ضروری سمجہتا ہے کہ سیر الاقطاب مین جو روایات غلط پائے جاتے ہین اون روایات کا بار جاہی وہ مولف کے ہون یا محرف ہون مولف ہی کی گردن پر ہے یعنے اون روایات کا مولف نے یا تحریف کرنیوالے نے کسی ولی سلسلہ کو راوی نہین لکہا ہی اور سیر الاولیا کے مولف نے یا تحریف کرنیوالے نے ایسے روایات کا جو لغو معلوم ہوتے ہین حضرت محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہ کو راوی قرار دیا ہے اور یہ نہایت خطرناک بات ہے کیونکہ ایسی صورت مین عوام الناس کا تو ٹھکانہ ہی نہین رہا ۔ وہ تو ہر ایسی روایت پر جو حضرت محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہ یا کسی دوسرے ولی برحق کے نام سے بیان کی جاتی ہے اسدرجہ عقیدت مند ہو جاتے ہین کہ اپنے ایمان کا دار و مدار اسی پر سمجہتے ہین ۔ مین نے زمانہ حال کے پیران دنیا طلب کے حلقون مین جا کے وہ کسی خاندان کے ہون ایسی روایات اور اس قسم کے مسایل اور اس ڈھنگ کی تعریف اولیا سنتا ہون جو قطعی طور سے خلاف عقل و نقل ہوتے ہین اور پہر اونہی روایات اور مسایل پر حاضرین کو رقت اور وجد ہوتا ہے ۔ اور اسی بے بنیاد ڈہل کا فیہ کا نام توجہ رکھ لیا ہے اللہ رے

انقلاب ہے تیری نیرنگی وہ جلسے جنہین نا سق اور فاجر حاضر ہوکر بوجہ ارشادات عارفانہ کے عارف باللہ ہوکر
نکلتے تھے آج وہ ایسی حالت مین پائے جاتے ہین کہ اون جلسونکی حاضرباش ہی نہین بلکہ اراکین جلسہ بھی جلسہ سے
خارج ہوتے ہی فسق وفجور مین مبتلا ہوجاتے ہین بحالت شرکت جلسہ ایسا وجد کرتے ہین کہ وجد کو بھی بوجہ ادائے
حقوق وجد کے اونکی وجد پر وجد آتا ہے مگر وجد سے خارج ہوتے ہی وہ ہی شہوت نفسانی ہو وہی فراہمی پیسے کے کہانے
وہی بازارین طبیعت کی جولانی ایک منٹ بھی تو اثر وجد نہین رہتا ۔ آہ کیا حال تیرا ہی توجہ تیری تو یہ کیفیت
تھی کہ تیرا صاحب ہزار ہا غافلون کو تیری بدولت آگاہ کردیتا تھا اور وہ آگاہ تیری ہی وجہ سے مقبول بارگاہ ہوجاتے تھے
آج تیری یہ بری گت ہے کہ جو تیرے صاحب ہونیکا دعوی کرتے ہین وہ ہی مقبولیت سے محروم ہین ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔
بعد اس تمہید کے راقم الحروف اون روایات کے جانچ شروع کرتا ہے جنکی مضامین
خلیل الرحمن صاحب جیسے شیخ وقت کو جنکے ہزار ہا مریدین مخدوش بنا دیا ہے
اگرچہ اون خدشات کے رفع کرنیکی غرض سے موافق حیثیت سوالات کے جوابات
دئے گئے جنکے دینے والے جناب مولانا محمد مشتاق احمد صاحب صابری اور مولانا
محمد عبدالستار صاحب صابری اور مولانا محمد شفیع صاحب صابری اور مولانا
محمد تسلیم احمد صاحب صابری ہین ۔ ان حضرات نے جوابات کا رخ اوسی جانب
کو رکہا جس طرف کو خلیل الرحمن صاحب کو ہمہ تن مصروف پایا یعنے جسوقت
ان حضرات نے دیکہا کہ خلیل الرحمن صاحب بہمہ وجوہ روایات سیر ہی کے
چکر مین گرفتار ہین پس بذریعہ سیر ہی کے خلیل الرحمن صاحب کو اختلافات
سیر سے نکالنا چاہا اور سایل کی حیثیت سے بڑھکر جوابات دئے مگر چونکہ خلیل الرحمن
صاحب منجملہ دیگر خدشات کے اس خدشہ مین بہی مبتلا ہین کہ میرے خدشات
کے جوابات اگر دے جاوین تو اوسی زمانہ کی کتابون سے دئے جاوین جس زمانہ کے

واقعات اور معاملات نے مجھکو مخدوش بنا رکھا ہے پس یہی خدشہ مانع اسکا ہوا کہ جس راہ سے خلیل الرحمن صاحب کے دل مین ورود خدشات ہوتا ہے اوس راہ کو جوابات بند نکر سکے۔ اور یہی کہے جاتے ہین کہ میرے سوالات کے جوابات کوئی نہین دیتا۔ اگر یہ حضرت سایل کی حیثیت اور سوالات کی بیوقعتی سے گذر کر اون روایات کی جانچ بمقابلہ عقاید کے کرتے تو بیشک خلیل الرحمن صاحب کا اطمینان ہو ہی جاتا۔ اسلئے راقم الحروف ان کل امورات سے درگذر کر کے روایات کا جانچنا شروع کرتا ہے۔

سوال اول مطبوعہ جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ

سب متفق ہین کہ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت قطب عالم جمال الدین احمد ہانسوی کو یہ منصب عنایت کیا تہا کہ جسکو وہ خلافت دیتے اوسکو قطب صاحب کے پاس بہیجا دیتے اگر قطب صاحب اسکو منظور کرتے تو وہ خلافت درست رہتی اور اگر نامنظور کرتے تو ناجایز ہو جاتی۔ اس مین خلجان یہ ہے کہ کہ یہ معاملہ نہ تو کسی نے اولیاء سابقین مین سے برتا اور نہ بعد مین کسی نے جاری کیا اگر پہلے ایسا ہوا ہوتا تو باباصاحب کا یہ معاملہ اتباع سلف سے سمجہا جاتا اور اگر بعد مین جاری رہتا تو معلوم ہوتا کہ باباصاحب نے اجتہاد فرمایا تہا۔
جب وہ ہوا نہ پایا تو پہر اس خاص معاملہ کے ظاہر ہونیکی کیا وجہ ہے اور یہ بہی شائع ہو کہ قطب صاحب نے کس کس کی خلافت کو نامنظور کیا اور پہر اوسکو خلافت ملی یا نہین۔

اے ناظرین اس سوال کی نسبت عرصہ تک خلیل الرحمن صاحب یہی ظاہر فرماتے رہے کہ مجھکو اسکے ذریعہ سے تحقیق حق ہی منظور ہے مگر اونکا یہ ارشاد ہر محقق کو باین وجہ پریشان کرتا تھا کہ ایسا باوقعت شیخ جسکے خاص ہزاروں مریدین اس قسم کی بیوقعت سوال کے ذریعہ سے مستدعی تحقیق کیون ہوا ہے۔ وہ تو خود شیخ وقت ہے اوسکا سوال تحصیل حاصل مین داخل ہے اور پھر سوال بھی ایسے لچر مضمون کے متعلق کیا ہے جو شیخ وقت کی شان کے بالکل ہی خلاف ہے۔ ایک عرصہ تک یہی خیال رہا کہ بلا لحاظ اپنے حفظ مراتب کے خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوالات کیون کئے ہین اور یہ حیرانی لوگون کی بیجا نہین تھی کیونکہ اگر بادشاہ وقت بحالت بادشاہی بھیک مانگنی شروع کردے تو لوگونکو حیرانی کیون نہوگی۔

توایسی ہی شیخ وقت کا جسکی یہ شان ہوتی ہے ع اے بقاے تو جواب ہر سوال + مشکل از تو حل شود بے قیل وقال + کسی لچر مضمون کی وجہ سے مخادوش ہوکر سائل ہونا باعث حیرانی ہوتا ہے۔ آخر کار جب کئی سال کے بعد وہ رسالہ کرشمہ جمال جو ایک جمالی کے جمال جلالی کا نمونہ ہے شایع ہوا اور اوسکے صفحہ ۴۹۔ اور ۵۰۔ پر یہ مضمون لکھا ہوا دیکھا تو اطمینان ہوگیا کہ تحقیق حق کے پردہ مین حسد نے ظہور فرمایا ہے کہ بابا صاحب جسکسیکو خلیفہ کرتے اوسکو منظوری خلافت کے واسطے قطب صاحب کے پاس روانہ کرتے اور قطب صاحب بعد تعلیم و تلقین فرمانیکے اگر اوسکو لائق دیکھتے تو منظور فرمانے ورنہ پھر از سر نو اوسکو تعلیم و تلقین کیجاتی اور مضمون کا

خلافت نامہ تھا چاک کر ڈالتے چنانچہ حضرات صابریہ کی کتابین بھی میرے اس قول کے
شاہد ہین جب یہ صورت تھی تو پھر مخدوم صاحب کو مکرر خلافت ملنے کا یقین اوسے
تو کیسے آوے۔

اگر خلیل الرحمن صاحب اس اخیر فقرہ کو کہ مخدوم صاحب کو مکرر خلافت ملنے کا
یقین اوسے تو کیونکر اوسے سوال کے کرتے ہی ظاہر فرما دیتے اور اپنے خلجان اور خدشہ
کو دوہرے نرم اور ملایم الفاظون مین نہ ظاہر فرماتے یعنے نصاً پر تحقیق حق کا پردہ نہ ڈالتے
تو ضرور تھا کہ جو فتنہ و فساد محیط عالم ہو گیا ہے ہرگز بھی نہوتا۔ اور نہ وہ ع تفرقہ آرد دوم
اہل حسد ٭ کے مصداق بنتے اور نہ عوام الناس اونکے سوال کو گہوے بہانے مضمون
سے دہوکا کھا کر ہزارون اہل اللہ صابریونکی جانب سے بدگمان ہو کر یہ کہتے کہ بیچارہ
خلیل الرحمن تو عام طور سے سوال کرتا ہے اور صابریہ ناحق اوسکے پیچھے پڑتے ہین
بلکہ برخلاف اسکے ہر خاص و عام کو صریح طور سے معلوم ہو جاتا کہ خلیل الرحمن صاحب کو مخدوم
رحمتہ اللہ علیہ کے خلافت نامہ کلیر مین کلام ہے۔ اگرچہ خاص لوگ خوب جانتے تھے
کہ شیخ وقت کے سوال مشتہر ہوتے ہی بہ خلاف ع از حدیث شیخ جمعیت
رسد ٭ کے جو فتنہ و فساد برپا ہو گیا ہے بیشک موافق اس کلیہ کے حسد ہی پر اوسکی
بنیاد ہے کہ ہر شخص کا قال شاہد اوسکے حال کا ہوتا ہے اور حسب حال ہے اوسکا
اثر ہوتا ہے حسد چاہے کیسے ہی خوش نما پردہ مین کیون نہ چھپایا جاوے اپنا اثر ظاہر
کئے بغیر رہتا ہی نہین۔ سوالات کے سادہ الفاظ کے اثر عارضی کو حسد کے اثر واقعی
نے قطعی طور سے نیست و نابود کر کے فتنہ و فساد کا جھنڈا بلند کر ہی دیا کہ جسکا نتیجہ کھلے
آنکھون مع اتفاق ارشاد ع اے زبان ہم رنج بے درمان توئی ٭ کے اظہر من الشمس

دیکھ لیا۔ حاسد ہمیشہ خون جگر تو کھایا ہی کرتا ہے ذلت ظاہری بھی برائے آگاہی معترض
کے اوسکو نصیب ہو جایا کرتی ہے خلیل الرحمن صاحب کے سوال اول مین سب سے
اول یہ امر قابل غور ہے کہ بابا صاحب رحمۃ علیہ نے موافق تحریر خلیل الرحمن صاحب کے جو منصب
منظوری اور غیر منظوری خلافت اپنے خلفا کا حضرت قطب جمال الدین ہانسوی
رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا اوسپر کل اولیا اللہ کا اتفاق ہے یا نہین جیسا کہ خلیل الرحمن
صاحب نے سوال مین لکھا ہے کہ سب متفق ہین۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مضمون منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت کو اپنی
تالیفات مین چند اہل سیر نے نقل کیا اور اہل سیر کی کیفیت ابھی لکھ چکا ہون
کہ اون مین ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہین تو ایسے چند مولفان کا اس مضمون کو نقل کرنا
حکم اجماع نہین رکھ سکتا علاوہ اسکے خود خلیل الرحمن صاحب ہی اسی سوال مین یون
لکھتے ہین کہ بعد مین کسی نے جاری رکھا۔ یعنے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مین اونکی
خلفا اور خلفا کے خلفا نے تا این دم اپنے کسی خلیفہ کو منصب منظوری خلافت
اور غیر منظوری خلافت عطا نہین فرمایا۔ تو جب اکابرین خاندان کا متفق ہونا
اور اوسپر عمل نکرنا خود خلیل الرحمن صاحب ہی کی تحریر سے ظاہر ہے تو اجماع کیسا۔
ایسی حالت مین یون لکھنا کہ سب متفق ہین عوام الناس کا ناس کرنا نہین تو اور کیا ہے
اور بیچارے تو بوجہ لاعلمی کے اس فقرہ کو سنتی ہی کہ سب متفق ہین یہی سمجھ لیتے
ہین کہ کل اولیا اللہ کا منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت پر اتفاق ہے اور
پھر بوجہ جہالت کے اس قسم کے جاہلانہ مضمون پر ہر جاہل کچھ نہ کچھ ایجاد بندہ بھی ضرور
کر لیا کرتا ہے جسکی وجہ سے خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور آیندہ آنے والے جاہل اوسکی

پیروی کرکے چاہ ضلالت مین غرق ہوتے رہتے ہین ــ اللہ تعالی اس قسم کی جہالت سے ہر مسلمان کو بچاوے آمین ثم آمین ــ مین امید کرتا ہون کہ خلیل الرحمن صاحب اس فقرہ کو کہ سب متفق ہین اسوجہسے کہ اونکی شان اور دیانت کے خلاف ہے واپس لینگے۔

دوسرا امر سوال اول مین قابل توجہ یہ ہے کہ آیا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعد تفویض خلافت طریقت کے اپنے خلفار کو واسطے منظوری اور غیر منظوری اور تصدیق خلافت مفوضہ کے قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجنے کا استحقاق بھی تہا یا نہین

ازروے تحقیق یہ امر یون معلوم ہوتا ہے یعنے پایہ تحقیق کو پہونچا ہے کہ بعد تفویض خلافت طریقت کے جسکو خلافت حقیقی بھی کہتے ہین پیر طریقت کو مجاز ہی نہین رہتا کہ چاہے اوس مفوضہ خلافت کو کسی دوسرے پیر طریقت یا اپنے خلیفہ سے منظور یا غیر منظور کراوے اور نہ کسی دوسرے پیر اور خلیفہ کی مجال ہے کہ پیر طریقت کی تفویض کی ہوئی خلافت کو جو عطیہ حق ہوتی ہے منظور یا نا منظور کر سکین

تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ سپردگی خلافت طریقت جسکا سپرد کرنا شیخ پر فرض ہوتا ہے بالہام حق ظہور مین آیا کرتی ہے اسیوجہ سے اس خلافت کو خلافت الہی بھی کہتے ہین اور کل اقسام خلافت مین سے اسی خلافت کی معتبر ہونے پر اجماع اولیا رضی اللہ عنہم ہے ــ تو گویا تفویض خلافت طریقت شیخ وقت کے افعال الہامی سے متعلق ہوتی ہے اور شیخ وقت کو بعد

ظہور افعال الہامی کے اسکا استحقاق ہی نہین رہتا کہ وہ اون افعال سے کسی
دوسرے شیخ وقت سے منظوری کراوے وہ اوس مقام پر جو کچھہ کرتا ہے حق
ہی کرتا ہے اور حق مین گنجایش باطل نہین **شعر** آنکہ از حق یابد وحی وجواب
ہر چہ فرماید بود عین صواب ٭ علاوہ اسکے تفویض خلافت طریقت مین دو پیر
طریقت جمع نہین ہو سکتے کیونکہ مرتبہ خلافت طریقت تولید حقیقی ہے جو بعد تکمیل
ازدواج اور اتحاد پیر اور مرید کے ظہور پذیر عالم ہوتی ہے پس جسطور سے تولید
مجازی ازدواج اور فعل وانفعال والدین پر منحصر ہے اور اوسمین سوائے والدین
کے کسی شخص ثالث کی گنجایش نہین اوسیطور سے تولید حقیقی یعنے خلافت طریقت
پر قیاس کر لینا چاہیے کہ سوائے پیر طریقت کے کہ جسکے ہاتھہ پر بیعت طریقت
کیجاتی ہے اور جسکی توجہ کاملہ سے مرید کو مرتبہ اتحاد یعنی مقام فنا فی الشیخ نصیب
ہوتا ہے جسکا نتیجہ خلافت طریقت ہے کوئی دوسرا شیخ وقت تفویض خلافت
طریقت مین شریک نہین ہو سکتا —

اور نہ کوئی پیر طریقت کسی پیر طریقت کے مرید طریقت کو خلافت طریقت عطا
کر سکتا ہے کیونکہ تفویض کرنا خلافت طریقت کا ہر پیر طریقت کا کار منصبی ہے
ہر پیر طریقت اس کار منصبی کو جسکے انجام دینے پر از جانب حق مامور ہوتا ہے
باین طور انجام دیتا ہے کہ جسقدر طالبان حق کو واصل بحق کرنے اور جسیقدر
مریدان باصفا کو خلافت طریقت عطا کرنیکے واسطے مامور ہوتا ہے اوسیقدر
کو عطا کر سکتا ہے یہ ہرگز بھی نہین ہو سکتا کہ جنکے واصل بحق کرنے اور خلافت
طریقت عطا کرنیکے واسطے مامور نہوا ہو اونکو بھی واصل بحق کرے اور خلافت طریقت

عطا کردی مشایخ عظام کا یہ طریقہ کہ وہ قبل از مرید کرنے طالب کے جو بذریعہ کشف
یا بذریعہ استخارہ وغیرہ کے یہ معلوم کیا کرتے ہین کہ آیا اس طالب کا ہمارے سلسلہ
مین حصہ ہے یا نہین اسی امر کے دریافت کرنے کے واسطے کیا کرتے ہین اور جب
اونکو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ طالب ہمارے ہی وسیلہ سے وصال مطلوب تک
کامیابی حاصل کریگا تب اوسکو داخل سلسلہ کرتے ہین تو اس قسم کے طالب کی تفویض
خلافت مین کوئی دوسرا شیخ وقت شریک ہو ہی نہین سکتا ہے کیونکہ ایسی حالت
مین یہ پیر طریقت درمیان طالبان حق اور حق کے مثل برزخ کے ہوتا ہے
وحدت برزخ اظہر من الشمس ہے علاوہ ان کل وجوہات کی قرآن پاک اور احادیث
صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پیر طریقت جسکے
ذریعہ سے طالب واصل بحق ہوتا ہے ایک سے زیادہ نہین — چنانچہ آیۂ پاک
یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ مین جو لفظ امام بکلمۂ واحد واقع ہوا ہے وہ صاف بتا رہا ہے
کہ کل طالبان صادق یوم الحشر کو اپنے اپنے امام یعنے پیر طریقت کے ساتھ
محشور کئے جاوینگے یہ ہرگز بھی نہوگا کہ ایک طالب دو پیران طریقت کے جھنڈون کے
نیچے ہو اور اسیطرح سے حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کی ہے کہ جب دو خلیفون سے بیعت کی جاوے پس قتل
کرو اخیر مین سے اہل حدیث نے قتل سے بیعت کا باطل ہونا مراد لیا ہے اس
حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ پیر طریقت وہی پیر ہے جسکے ہاتھہ پر اول بیعت
طریقت کی گئی ہے باقی جا ہے کسیقدر پیرونکے ہاتھہ پر بیعت طریقت کیجاوے
وہ سب باطل ہے اور ایسے طالب کو جو متعدد پیرون کے ہاتھہ پر بیعت

طریقت کرتا ہے مردود طریقت کہا گیا ہے ہان پیران متعدد سے فیض حاصل کرنا مجوز طریقت ہے مگر بشرط ضرورت اگر بلا ضرورت فیض بہی حاصل کریگا تو بہی بیشک شیطان اوسکی راہ ماریگا۔ اور اوسکو مردود طریقت کردیگا کیونکہ ایسے طالب لاکہون مین ایک یا دوہی ہوتے ہین جو ہر پیر کے فیض کو اپنے ہی پیر کا فیض سمجہتے ہین۔ ضرورتاً بہی فیض حاصل کرنے مین یہ شرط ضروری ہے کہ اوس فیض کو جو کسی دوسرے شیخ وقت سے حاصل کیا ہو اپنے ہی پیر کا فیض تصور کرے اور بچشم باطن دیکہے کہ میرے ہی شیخ کامل نے اسصورت مین جلوہ گر ہوکر میری دستگیری فرمائی ہے۔ سوائے اسصورت کے اور کوئی صورت ایسی نہین جو پیران متعدد سے فیض حاصل کرنیکی حالت مین مردود بیت سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ تعالی ہر طالب صادق کو اس بلا اور عقیدۂ کاذب یعنے تکرار بیعت سے محفوظ رکہے آمین برب العباد۔ خیر یہ قصہ دراز ہے یہان تو صرف اسی امر کا ظاہر کرنا منظور ہے کہ خلافت طریقت پیر طریقت کے افعال الہامی سے متعلق ہے اور نیز اوسکی تفویض مین دو شیخ وقت جمع ہی نہین ہوسکتے۔ جب یہ من کل الوجوہ ثابت ہوگیا تو وہ الزام جو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا گیا ہے کہ وہ بعد تفویض خلافت کے اپنے خلفاء کو واسطے منظوری خلافت کے اپنے خلیفہ حضرت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہیجا کرتے تہے خود بخود مردود ہوگیا۔ کیونکہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل الزمانہ سے جنکے کمال پر ایک عالم کا اجماع ہے ایسے فعل کا ظاہر ہونا جو جمہور کے خلاف ہو قطعی خلاف ہے اور اس قسم کے روایات پیران جاہل کے زٹل قافیون مین داخل ہین

اگر خدانخواستہ اس روایت کو مان لیا جاوے کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ

بعد تفویض خلافت طریقت کے اپنے خلفاؤ کو حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ
اللہ علیہ کی خدمت مین منظوری خلافت کے واسطے بہیجا کرتے تھے تو علاوہ اس
اعتراض کے جوابی عرض کیا ہے ایک دوسرا ایسا بدنما اعتراض باباصاحب رحمتہ اللہ
علیہ پر وارد ہوا جاتا ہے جو قطعی باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شان کے خلاف ہے اور
وہ یہ ہے کہ جب باباصاحب کی مفوضہ خلافت کو گاہے گاہے قطب جمال ہانسوی
رحمتہ اللہ علیہ نامنظور بہی کیا کرتے تھے یا بعد تعلیم اور تلقین کے خلافت کو منظور
فرمایا کرتے تھے جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب نے بعض کتابون سے نقل کیا ہے
تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ بعض ناقص مریدون کو
بہی خلافت طریقت دیدیا کرتے تھے اور نعوذ باللہ ایسے پیر کی نسبت جو ناقص مریدونکو
خلافت دیتا ہے مشایخ عظام نے یہ لکہا ہے کہ وہ شیخ نہین قطاع الطریق ہے
ایسے پیر قطاع الطریق کا حشر باین صورت ہوگا کہ آگ کا جہنڈا پیر کے ہاتہ مین ہوگا
اور مرید اوس جہنڈے کے نیچے ہونگے ۔ تو جب اس روایت بعینی کی وجہ سے
حضرت باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسے کامل پر اس قسم کا اعتراض وارد ہوتا ہے
تو مین جو ایک ادنی غلام اور نام لیوا باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ہون بآواز بلند
کہتا ہون کہ یہ روایت قطعی غلط اور محرّف ہے اور جن لوگونکا اس روایت پر یقین ہے
وہ جاہل اور بے ایمان کہے جاتے ہین ۔ اور مجہکو یقین کامل ہے کہ تمامی غلامان خاندان عالیہ
چشتیہ اور نیز دیگر اہل اسلام جنکے دلون مین ایک ذرہ برابر بہی ایمان ہوگا قبل میری
اس روایت کو جسکی وجہ سے باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت برباد ہوئی جاتی
ہے اور اوپر ایک بدنما اعتراض وارد ہوا جاتا ہے غلط اور محرف ہی کہہ اوٹہینگے

ایسے ہی فقرہ دریدہ جمال را فرید تو اندوخت کی کیفیت ہے یہ فقرہ چونکہ منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت کے متعلق کہا ہے اسلئے یہ فقرہ بھی محرف اور جھوٹا ہے اسکے کیا معنی کہ مقبول کئے ہوئے پیر کو تو مرید مردود کردے اور مردود کئے ہوئے مرید کو پیر مقبول نکر سکے یہ کل جہالت کے نتایج ہین۔ نہ تمغہ جہالت پیران زمانہ کے گلے مین ہوتا نہ اس قسم کے زٹل قافیون پر بڑے بڑے پیر جنکے ہزارون مرید ہین سر پھوڑتے۔ جن جہلانے منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت پر عقیدہ جما رکھا ہے اونہین نے اس فقرہ دریدہ جمال را فرید تو اندوخت کے یہ معنی سمجھ رکھے ہین کہ جسکے خلافت نامہ کو حضرت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ چاک کرڈالتے تھے اور وہ خلیفہ اپنے چاک خلافت نامہ کی شکایت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرتا تہا جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب نے بعض کتابون سے نقل کیا ہے تو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ اوسکو یہ جواب دیتے تھے کہ دریدہ جمال را فرید تو اندوخت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اب جبکہ مین کل روایت کو پیران جاہل کے زٹل قافیون مین داخل کرچکا تو مجھپر ضرور ہوا کہ مین وہ کیفیت بھی ہدیہ ناظرین کرون جو قرین قیاس اور عقاید صوفیہ کے موافق اور طریقہ خلف اور سلف کے بھی خلاف نہین ہے۔

اصل کیفیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ تمامی اولیا اولین و آخرین اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے مستقیم رہے ہین کہ بال برابر بھی اتباع مین فرق نہین کیا اور یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون کو علیحدہ علیحدہ کام سپرد فرما رکھے تھے ایسے ہی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے یارون کو

جدا جدا کامون پر مامور فرما رکہا تہا۔ کوئی خلافت نامونکی تحریر پر مامور تہا کوئی حمام دارکی خدمت پر مقرر تہا کوئی باورچی خانہ کا کام کرتا تہا حضرت جمال الدین احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو مُہر کرنیکی خدمت سپرد فرما رکہی تہی جسکو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کرتے تھے اُوسکے خلافت نامہ پر قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مُہر کیا کرتے تھے۔

جسکا نام آج پیرانِ جاہل نے منصبِ منظوری خلافت رکھ لیا ہے اور سپردگی خدمت کو عطاے منصب کردیا ہے عطاے منصب اور شے ہے اور سپردگی خدمت اور چیز ہے۔

یہ روایت اگر صحیح ہے تو بطریق سپردگی خدمت ہی صحیح ہے ورنہ قطعی مُحرّف اور غلط ہے۔ سپردگی خدمت قرینِ قیاس بہی ہے اور خلف اور سلف کے بہی موافق ہے۔

اور سپردگی خدمت کی صورت مین فقرہ دریدہ جمال را فریدیتواند دوخت بہی صحیح ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جب قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ مُہر کرنیکی خدمت پر مامور تہے تو خلفا کو اُونکے پاس مُہر کرانیکو جانا ضروری تہا پس حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ بعد ملنے خلافت کے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضرور گئے اور حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق اجتہاد مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت نامہ کو ضرور چاک کیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چاک خلافت نامہ کی خبر سُنکر دریدہ جمال را فریدیتواند دوخت ضرور فرمایا۔ بحالت سپردگی خدمت یہ کُل امور قرینِ قیاس ہین۔ کیونکہ ماموری خدمت کی حالت مین ان امور کا سرزد ہونا ہرگز بہی

خلاف شریعت اور طریقت نہیں ہوسکتا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جو خلافت
نامہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا
تھا وہ خلافت نامہ تعین جا تھا اور تعین جا کے خلافت نامہ کا تعلق ہر شیخ کے
افعال اجتہادی سے ہوتا ہے اور افعال اجتہادی مین دو مجتہدون کا اختلاف
مجوز شریعت اور اختلاف العلماء رحمۃ کے حکم مین داخل ہے پس جس وقت
قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت نامہ تعین جا
کو جو دہلی کے واسطے تھا دیکھا اور نظر باطنی قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخدوم
پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت مطلقہ پر پڑی تو اوس وقت وہ صفت انتظامی جس پر
قیام عالم ہے اور جس کا تعلق متعدد اسماء الٰہیہ سے ہے قطب صاحب رحمۃ اللہ
علیہ پر غالب ہوئی اور اونہون نے اپنے اجتہاد سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
خلافت نامہ اجتہادی کو چاک کر ڈالا۔ کیونکہ ہر خلیفہ شیخ بحالت خلافت مجتہد ہوتا ہے
جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ مین اجتہاد قطب جمال ہانسوی
کو رد نہین کرسکتا ہون دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت کی یہی معنی ہوسکتے ہین۔
اس قسم کے اکثر امور غیر منزلہ اور اجتہادی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا ہے اور بعض اوقات وحی موافق رائے
صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے آئی ہے ایسے ہی حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ
نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض حکمون کے خلاف حکم دیا ہے اس قسم کا
اختلاف پیر اور مرید کا داخل بے ادبی نہین بلکہ داخل رحمۃ ہے البتہ مخالفت اور خلاف
مرید کا پیر سے داخل بدنصیبی مرید ہے۔ خلاف اور اختلاف مین بہت بڑا فرق ہے

چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہے تو اولیاے متقدمین اور متاخرین مین سے جو پیرون اور مریدین مین اختلاف ہوا ہے اوسکا نقل کرنا بجز طوالت کے اور کچھ فایدہ نہین رکھتا۔ اسلیے ملتوی کر کے عرض کرتا ہون یہ قصہ چاک خلافت نامہ اور دیدۂ جمال را فرید نتواند دوخت اگر صحیح ہو سکتا ہے تو اسطور سے صحیح ہو سکتا ہے کہ جسطور سے راقم الحروف نے عرض کیا ہے باقی کسی صورت سے یہ قصہ صحیح نہین ہو سکتا۔

اب مین اسی مقام پر حضرت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسدودی فیض طریقت کی کیفیت بھی لکھ دیتا ہون جسکو بعض جہلا صابریہ نے اور نیز دیگر خاندانون کے لوگون نے دوسرے طور سے شہرت دے رکھی ہے۔ اوسکی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جسوقت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت نامہ تعین جا کو چاک کیا اوسوقت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت غلبۂ ولایت مطلقہ اور نیز بہ سبب تسلیم حکم قضا و قدر یہ فرمایا کہ ای جمال ہانسوی تمنے ہمارا خلافت نامہ ولی چاک کیا ہے تمہارا فیض طریقت بند کیا اور یہ ممکن ہے کہ کوئی مجیب الدعوات کسی خاص یا عام کے حق مین دعا یا بد دعا کرے اور وہ قبول ہو جاوے۔

چنانچہ حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کی بد دعا کا قصہ اس قصہ کی نظیر کے واسطے کافی ہے کہ اونکی بد دعا سے کل خاص و عام غارت ہو گئے۔ بعض پیران جاہل اور صوفیان کور باطن کا اپنی کتابون مین یون لکھنا کہ مخدوم صاحب کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے قطب جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیت

اور ولایت چاک کرڈال پرلے درجہ کی جہالت پر دال ہے اس قصہ کو باین طور نقل کرنے والے چاہے صابری ہون یا نظامی اور چاہے قادری ہون یا نقشبندی بالکل جہوٹے اور کورے جاہل ہین اگر یہ لوگ صحبت یافتۂ شیخ کامل ہوتے تو ہرگز بہی ایسی بات جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہے اپنی کتابون مین نقل نکرتے ۔

افسوس یہ لوگ اسقدر بہی نہین جانتے کہ غضب انسانِ کامل باعث سلبِ ایمان نہین ہوتا ہان سبب بربادی ضرور ہوتا ہے ۔ ایمان کامل یعنے کمال ذاتی جو عطیۂ حق ہین داخل ہے بموجب وعدہ حق لَا يُضِيعُ اِيمَانَكُمْ کے ہرگز بہی سلب نہین ہوسکتا ۔ جب اللہ تعالیٰ بعد عطا کرنے ایمان کامل کے اوسکو سلب نہین کرتا تو کوئی انسان کیونکر سلب کرسکتا ہے اسپر کُل اہل تصوف کا اتفاق ہے کہ بعد فنا اور بقا کے انسان کامل کو رجوع نہین ہوتا یعنے اللہ تعالیٰ اہل فنا اور بقا کا ایمان سلب نہین کرتا اور ایک حدیث متفق علیہ بہی اسکی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے علم کو سلب نہین کرتا علماء سے فیضِ علم بند ہوجاتا ہے بس جو لوگ چاک قطبیت اور ولایت کے قایل اور ناقل ہین زیادہ تر وہی لوگ اس فساد کے بانی اور مبانی ہین ۔

اگر وہ جاہل ہین تو اونکو علم باعمل نصیب ہووے اور جو جاہد ہین تو اس صفت ذمیمہ سے نجات پاوین آمین ثم آمین ۔

اس قصہ چاک خلافت نامہ اور مسدودی فیض کی وجہ سے اکثر جہلا نے اپنی کتابون مین لکہدیا ہے کہ ان ہر دو کاملین کے درمیان رنجش اور ناچاقی

تھی۔ اور اس قسم کے لغو اور بیہودہ تحریر پر پیران جاہل ناز کرتے ہین۔ مین نے اکثر یہ قصہ انہین الفاظ کے ساتھ جاہل صابریون کی زبان سے سُنا ہے۔ مین نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہون کہ اس قسم کے جاہل چاہے کسی سلسلہ کے ہون اپنے پیرانِ عظام کو اون صفات مذمومہ سے متصف کرتے ہین جنکو وہ حضرات کامل جانتے اور بتوجہ پیران عظام مرتفع کرکے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے مالا مال ہوکر خلعت خلافت سے فایز ہوئے ہین۔ یہ جاہل اسقدر بھی نہین سمجھتے کہ ان پاک باطنون کے بطون مین ناچاقی جیسی صفت ناپاک کا کیا کام۔ یہ حضرات ان کل صفات ناقصات سے بوجہ حصول تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے مُنَزَّہ اور مُبَرَّہ ہین۔ اسی قسم کے توہمات ناپاک کے باعث اسلامی فرقہا سے باغی مین سے دو فرقے یعنے رافضی اور خارجی راہ راست سے محروم ہوگئے۔ کیونکہ یہ دونون فرقے ایک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہی کے باعث سے محروم ہوئے ہین۔ خوارج آل سے عداوت کرکے برباد ہوئے روافض آل پاک کو صفات ناپاک سے متصف کرکے خراب ہوئے اللہ اکبر روافض کا یہ قول کہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایسی عداوت تھی کہ شرکت جنازہ سے بھی خلیفہ اول کو منع فرمایا۔ کیا بُرا قول ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اون تمامی کمالات کو جو اولین اور آخرین النساء پر اونکو حاصل ہین معدوم کئے دیتا ہے اور روافض اسقدر نہین سمجھتے کہ جس دل مین عداوت جاے گیر ہوتی ہے وہ دل حق منزل نہین ہوسکتا۔ اسیطرح سے جو لوگ حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ مین عداوت اور

شاید بھی قایم کرتے ہین۔ وہ درحقیقت ان ہردو حضرات کی ولایت اور خلافت
الٰہی کی مدعی ہین۔ کیونکہ ان لوگونکا ان حضرات کو صفت عداوت سے متصف کرنا
گویا ان حضرات رضی اللہ عنہم کی ولایت کو معدوم کرنا ہے کیا اسقدر بھی نہین جانتے
کہ مومن مومن کامل ہوتا ہی کہ جبھی وقت تمامی صفتہاے مذمومہ سے پاک ہوکر متصف بصفات
محمودہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالی اس قسم کی جہالت سے بچاوے۔

اب مین اوس روایت کو جانچتا ہون جسکی وجہ سے خلیل الرحمن صاحب نے
اپنے سوالات مطبوعہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۱۳ ہجری مین سوال دوم قایم کرکے
سائل اطمینان ہوتے ہین۔ سوال دوم کا مضمون یہ ہے کہ سیر اولیا مین
لکھا ہے کہ سلطان المشایخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین خلافت ملنے سے
پہلے جب قطب جمال الدین کی خدمت مین جاتا تہا تو وہ میری تعظیم دیتے
تہے اور خلافت ملنے کے بعد جو گیا تو تعظیم ندی مجھے خیال آیا تو فرمایا کہ نظام الدین
اب مین اور تم ایک ہوگئے کوئی اپنی تعظیم آپ بھی دیتا ہے۔ اس مضمون روایت
کو نقل کرکے اپنے خارشہ کو یون ظاہر فرماتے ہین۔

اس مین یہ حیرت ہے کہ جب خلافت سے پہلے ہی آپ قابل تعظیم تہے تو بعد
خلافت تو بالاولی مستحق تعظیم ہوئے پہر تعظیم نکرنیکی کیا وجہ اور اگر اتحاد سمجہا جائے
تو لازم یہ آتا ہے کہ حضرت سلطان المشایخ بھی قطب صاحب کی تعظیم نکیا کرتے
حالانکہ یہ ہمیشہ تعظیم کرتے رہے اور حضرت سلطان المشایخ نے جو امر اپنے مریدون
پر ظاہر کیا اسکی کیا وجہ تہی۔

سوال اول مین جو مقصد پوشیدہ تہا اوسکا اظہار تو صاحب کرشمہ جمال نے کئی سال

مبدل کر ہی دیا مگر سوال دوم جس مطلب کے واسطے قایم کیا ہے اوسکی کیفیت
مفصل اسوقت تک ظاہر نہین ہوئی اور یہ ممکن نہین کہ کوئی سوال بلا ضرورت کیا جاوے
تو اس سوال دوم کی نسبت اشرف الاخبار مطبوعہ ۱۵ فروری ۵۵ء کے ضمیمہ
مین حضرات صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے یون لکھدیا ہے کہ مقصد آپکا
اس امر کے دریافت کرنے سے بجز اسکے اور کیا سمجھا جاوے کہ آپ آل و اولاد حضرت
بابا صاحب و خواہرزادگان حضرت سلطان المشایخ سے کہ جو سب مریدان حضرت محبوب
الٰہی ہین اپنے اور تمام جاہلونکی تعظیم کرانی چاہتے ہو ۔ یہ مقصد حضرات صاحبزادگان
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس فقرہ سے اخذ کیا ہے کہ جو خلیل الرحمن صاحب
نے لکھا ہے کہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ
تعظیم کرتے رہے راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ خیال صاحبزادگان محبوب الٰہی
رحمۃ اللہ علیہ کا درست ہے کیونکہ طرز عبارت سے ظاہر ہوتا ہے مگر خلیل الرحمن
صاحب کا یہ لکھنا کہ جب خلافت سے پہلے ہی آپ قابل تعظیم تھے تو بعد خلافت
تو بالاولی مستحق تعظیم ہوئے پھر تعظیم نکرنیکی کیا وجہ اسقدر لکھنے کے بعد خلیل الرحمن
صاحب کیفیت اتحادی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرنیکی دلیل پیش کرکے
باین الفاظ انکار کرتے ہین کہ اگر اتحاد سمجھا جاوے تو یہ لازم آتا ہے کہ حضرت سلطان
المشایخ بھی حضرت قطب صاحب کی تعظیم نکیا کرتے یعنے اونکے نزدیک قطب
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعظیم نہ دینا بوجہ کیفیت اتحادی کے نہ تھا بلکہ کچھ اور بھید تھا ۔ مین
کہتا ہون کہ یہ دلیل ہے خلیل الرحمن صاحب کی دلیل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بروقت
وقوع اس واقعہ کے صرف کیفیت اتحادی کا ورود قطب صاحب ہی پر ہوا اور

محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کسی دوسرے مقام مین ہون یہ کیونکر لازم آسکتا ہے
کہ ایک صاحب پر کیفیت اتحادی منکشف ہوتی ہے دوسرے حضرت پر بہی وارد
ہوجاوے یہ محض خام خیالی ہے اس قسم کی دلیل ہمیشہ پیش کرنا اہل معنی یعنے پیران
طریقت کا کام نہین ہے ۔ مین کہتا ہون یہ سوال دوم بہی سوال اوّل ہی کے اوس
حصہ سے متعلق ہے جسکا اظہار خلیل الرحمن صاحب نے متعدد اخبارات مین
اور صاحب کرشمہ جمال نے کرشمہ جمال مین باین طور کیا ہے کہ قطب صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بعد تعلیم اور تربیت فرمانے کے
خلافت تصدیق فرمائی تہی چنانچہ خلیل الرحمن صاحب نے اخبار شحنۂ ہند
مطبوعہ یکم ستمبر ۱۸۹۸ء مین صاف لکہا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء کو
بعد تعلیم اور تربیت فرمانے کے اونکی خلافت تصدیق فرمائی تہی ۔ اور یہہ
مضمون اونہون نے سیر الاولیاء سے لکہا ہے ۔ جب کہ خلیل الرحمن صاحب
سیر الاولیاء سے یہ بات ثابت کر چکے تو اونکو ضرور اس امر کا خیال ہونا چاہیئے
تہا کہ جبتک محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ذات سے
متعلق تہی اوسوقت تک قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بوجہ پیر بہائی ہونیکے
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کیا کرتے تہے اور جب محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ
نے بعد ملنے خلافت کے قطب جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم اور تربیت
حاصل کی تو بموجب حکم مَنْ تَعَلَّمَ خَبَرًا فَهُوَ مَوْلٰی کے قطب جمال الدین ہانسوی
رحمۃ اللہ علیہ کو استحقاق حاصل ہوگیا کہ وہ بمقابلہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے
مستحق تعظیم ہون اور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ پر واجب ہوگیا کہ وہ اونکی تعظیم کرین

مین جہان تک خیال کرتا ہون اسی قسم کے لغو روایات نے خلیل الرحمن صاحب کے خدشات
ہمیشہ پر قلعی کر رکھی ہے مین کہتا ہون کہ اول تو یہ روایت ہے غلط اور محرف اور بابا صاحب
اور قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہم کے کمالات کو معدوم کرنیوالی ہے اور اگر بتقدیر یہ
روایت صحیح بھی ہوتی تو بھی ایسے غیر ضروری احوال سے کے متعلق سوال کرنا اور پھر اپنے
کو پیر طریقت ہو کر مخدوش ظاہر کرنا کیا ضرور تھا کیا خلیل الرحمن صاحب اور اونکی بڑی بڑے
ذیعلم معاونین اسقدر بھی نہین جانتے کہ بعد تفویض خلافت طریقت کے کہ جو بابا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ بالہام حق عطا فرمایا کرتے تھے کسی تعلیم اور تلقین کی ضرورت نہین ہوتی
تھی یہ امر مسلم ہے کہ ہمیشہ خلیفہ وہی ہوا کرتا ہے جو خلیفہ کرنے والے کی تمامی صفات
سے متصف ہو جاتا ہے تو اب جو حضرات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمامی علوم
اور کمالات سے متصف ہو کر خلافت پاتے تھے اور پھر اونکو بعد تفویض خلافت
کے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعلیم و تلقین فرماتے تھے تو اوسکے یہ معنی ہوے
کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم اور تلقین
فرماتے تھے کیونکہ خلیفہ کی تعلیم جو مستخلف کے کل صفات سے متصف ہوتا ہے
عین تعلیم مستخلف ہے نعوذ باللہ منہا اللہ تعالی ایسی جہالت سے بچا دے
آمین برب العباد۔

مین نے اسقدر لغویات کی نقل صرف اسیوجہ سے کی ہے کہ اس روایت کو
مردود کرون کہ سیر الاولیا مین لکھی ہے کہ قطب صاحب نے بعد تعلیم
اور تربیت کرنیکے محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کو تصدیق فرمایا تھا یہ
روایت بالکل نرالی جاہلانہ ہے اور اوسپر اعتماد کرنیوالے اور اسکو اپنے دعوے

کی ذلیل کرنیوالے جاہل ہین۔ بعد ملنے خلافت طریقت کے کوئی دقیقہ شریعت اور اسرار طریقت اور حقیقت اور معرفت باقی نہین رہا تہا جسکی تعلیم قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو کی تہی اور نیز تصدیق خلافت کا فقرہ بہی شامل منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت کے مردود ہے۔

خلیل الرحمن صاحب کے اس سوال دوم مین اول یہ امر تنقیح کے لایق ہے کہ بحالت حصول ولایت کاملا اور محبوبیت حاجلہ کے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دل حق منزل مین یہ خیال جاے گیر ہوسکتا تہا یا نہین کہ حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری تعظیم کیون نہین کی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ پر یہ بہتان بہت ہی بدوضع بہتان باندہا ہے اونکا دل حق منزل اس قسم کی صفات مذمومہ سے قطعی منزہ اور مبرہ تہا کیونکہ اولیاے فنافی الافعال کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اونکی نزدیک رنج و راحت اور تعظیم و بے تعظیمی وغیرہ یکسان ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ فناے افعالی درجہ ابتدائی ہے اور محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ ولایت اور فنا کے تمامی درجات کو طے کرکے ولایت محبوبیت سے جو ولایت کا درجہ آخر ہے فایز تھے تو جب صاحب فناے افعالی کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ ناظر لَا فَاعِلَ فِی الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰہ ہوتا ہے اور اوسکی آنکہہ ہر حال مین فعل حق ہی پر پڑتی ہے اور اوسکی نظر اور یقین مین مذمومیت افعال منتفی اور مرتفع ہوتی ہے تو صاحب فنافی الصفات اور فنافی الذات کا بدرجہ اولا ایسے خیالات سے کہ میری تعظیم کیون نہین کی اور مجہکو برا کیون کہا منزہ اور مبرا ہونا چاہیے۔

محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ امر تحریر کرنا کہ اونکی دل حق منزل مین یہ خطرہ آیا
تہا کہ قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے میری تعظیم کیون نہین کی گویا اونکی ولایت
کاملہ اور محبوبیت ماجدہ سے انکار کرنا ہے اونکا دل حق منزل اس قسم کے خیالات سے
قطعی پاک اور صاف تہا وہ تمامی صفات مذمومہ کو مرتفع کر کے صفات محمودہ
سے متصف تھے اور اونکا ہر حال یہ حال تہا ع با ازل خوش باد خوش شاد
کام * فارغ از تشنیع وگفت خاص وعام * پس راقم الحروف باواز بلند کہتا ہے کہ
یہ روایت قطعی لغو اور پیران دغاباز کی دغابازی کا نمونہ ہے۔

دوسرا امر اس سوال دوم مین یہ ہے کہ بحالت خلافت طریقت کے حضرت جمال الدین
احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان حق ترجمان سے یہ فقرہ جاری ہو سکتا ہے یا نہین
کہ اے نظام الدین اب مین اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم بھی کیا کرتا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت قطب جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ جناب
بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو
قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے غایت درجہ کی محبت تہی تو ایسے خلیفہ اعظم کو
بحالت خلافت وہ کلمات سرزد ہونا جو مغلوب الحالون سے سرزد ہوتے ہین
بسا بعید ہے مغلوب الحال خلافت کے لایق ہی نہین ہو سکتا۔

کیونکہ منصب خلافت ہے کے انجام ہی کے واسطے جسکا تعلق تعلیم اور تعلم سے
ہوتا ہے کامل العقل کا ہونا شرط لازمی ہے چنانچہ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ سے
ظاہر ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ صاحب نے مغلوب الحالی کی
صفت سے منزہ فرمایا تو نایبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر مغلوب الحال

ہوسکتے ہین - چونکہ یہ فقرہ کہ اب ہین اور تم ایک ہوگئے مستقیم الحال کا برباد کرنیوالا اور
فرق مراتب کا معدوم کرنیوالا ہے اسوجہ سے راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ فقرہ بہی
قطعی محرف اور جہوٹا ہے قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم اور
مستقیم الحال تھے یہ ہو نہین سکتا تھا کہ وہ فرق مراتب کا پاس و لحاظ نکرتے -
اب مین خلیل الرحمن صاحب سے عرض کرتا ہون کہ حضرت نہ تو حضرت محبوب الٰہی رحمتہ
اللہ علیہ کے قلب منور مین یہ خطرہ تاریک آیا کہ میری تعظیم قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ
نے کیون نہین کی اور نہ حضرت قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ اب مین
اور تم ایک ہوگئے یہ ساری خرابیان جہالت اور خود غرضی کی وجہ سے محیط عالم
ہو رہی ہین - روایات کی رکاکت اور خرابی پر تو آپ لوگ آنکہہ ڈالتے نہین اور
روایت اور مولف روایت کی عظمت پر آنکہہ ڈالکر اوس روایت پر ایمان لے آتے
ہو اللہ تعالی بچاوے

سوال سوم مطبوعہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۰۵ہجری

سارے اہل سیر لکھتے ہین کہ قطب صاحب نے حضرت سلطان المشایخ
کے خلافت نامہ پر تصدیق کرکے یہ شعر بہی لکھدیا تھا ع ہزاران درود و
ہزاران سپاس + کہ گوہر سپردم بگوہر شناس + اسی شعر مین گوہر سے کیا
مراد ہے اور سپردم ہے یا سپردہ

جواب

اول راقم الحروف اوس روایت کی عبارت کو بجنسہ نقل کرتا ہے جسکے ذریعہ سے

خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوال سوم قایم کیا ہے تاکہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جاوے
کہ خلیل الرحمن صاحب نے مضمون روایت اور مطلب روایت کے خلاف اپنے
مطلب براری کے غرض سے سوال قایم کر کے خلق اللہ کو دہوکے مین ڈالا ہے۔
یہ روایت جسپر سوال قایم ہے سیر الاولیا کے صفحہ ۱۷۱ پر بالفاظ ذیل لکھی ہوئی ہے۔
چون باز گشتم از حضرت شیخ الشیوخ العالم بہانسی رسیدم شیخ جمال الدین
را خلافت نامہ نمودم بشاشت و ملاطفت بسیار کرد و این بیت بر زبان مبارک
راند ~~سے~~ خدا اے جہان را ہزاران سپاس ٭ کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس ٭
اے ناظرین خوب غور سے دیکھو کہ روایت مین تصدیق خلافت کا مضمون کہان
ہے جو خلیل الرحمن صاحب نے لکھا ہے کہ خلافت نامہ پر تصدیق کر کے یہ شعر لکھدیا تہا۔
روایت مین تو یہ الفاظ ہین کہ جمال الدین را خلافت نامہ نمودم بشاشت و ملاطفت
بسیار کرد۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بشاشت اور ملاطفت کے معنی باطنی خلیل الرحمن صاحب کے
نزدیک تصدیق کے ہونگے اللہ بچاوے ایسے خود غرضی سے
علاوہ اسکے روایت کے مضمون مین یہ کہان ہے کہ خلافت نامہ پر یہ شعر لکھدیا تہا
روایت مین تو یون ہے کہ این بیت بر زبان مبارک راند۔ شاید خلیل الرحمن صاحب
پر بر زبان مبارک راند کے معنی لکھدینے ہی کی منکشف ہوے ہونگے اللہ تعالی
ایسے صریح ہوکادہی سے محفوظ رکھے۔
سواے اسکے روایت مین یہ شعر بایں الفاظ لکھا ہے۔
خداے جہان را ہزاران سپاس ٭ کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس ٭

اور خلیل الرحمن صاحب نے سوال مین براے حصول غرض یون لکھدیا ہے کہ ع
ہزاران درود و ہزاران سپاس * کہ گوہر سپردم بہ گوہر شناس ع
افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس تہوڑی سے خودغرضی کی غرض سے ایسی ہیرا پہیری
گڑبڑی کرنا کون عقل کی بات ہے

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس روایت کا مضمون بالکل صحیح ہے اسکا کوئی فقرہ خلاف عقاید نہین ہان جو معنی خلیل الرحمن صاحب پر منکشف ہوے ہین اور جنکی وجہ سے اونہون نے سوال قایم کیا ہے وہ معنی قطعی بےمعنی ہین بلکہ افترا اور بہتان ہے اب پھر مین کہتا ہون کہ اگر لفظ تصدیق خلافت نامہ روایت مین ہوتا بہی تو بہی خلیل الرحمن صاحب جیسے شیخ وقت کے یہ شان نہین تہے کہ وہ اوسکے تصدیق کرکے سوال قایم کرتے مگر ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد * کا مضمون ظاہر ہو رہا ہے فرض کردم کہ خلیل الرحمن صاحب کو باوجود پیر طریقت ہونیکی تفویض خلافت نامہ طریقت کا علم نہین کہ وہ بالعام حق تفویض کیا جاتا ہے اسقدر تو ضرور ہی جانتے ہونگے کہ حاکم بالا دست کے فرمان کی تصدیق محکوم نہین کیا کرتے نہین معلوم لفظ تصدیق خلافت نامہ خلیل الرحمن صاحب کے قلم سے کس حالت مین نکلا ہے پہر وہ ہی کہونگا ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
اگر خلیل الرحمن صاحب پر صفت خودغرضی غالب نہوتے تو وہ بیشک سمجھ جاتے کہ فرمان شیخ کے جو حقیقتاً فرمان حق تہا قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کیونکر تصدیق کر سکتی تہی —

اب مین اوس غرض خیالی کا اعلان کرتا ہون جسکی حصول کی غرض سے خلیل الرحمن صاحب نے روایت کے معنی بدلے لفظ تصدیق بڑہایا شعر مین تحریف کی غرضکہ

وہ کام جو اونکی شان کے خلاف تھی صرف اسوجہ سے اختیار کئے کہ جمالی بنیون سادہ
اون شجرونکو جو مریدان بیخبر کو شجرہ جمالی کے نام سے دئے ہین بجائے شجرہ مصنوعی اور
خیالی ہونیکے شجرہ طریقت ثابت کرون - افسوس ع این خیال ست و محال ست و جنون
ارے بندۂ خدا جب تم خود کرشمہ جمال کے صفحہ ۳ مین یون لکھتے ہو کہ ہم بہی مقر ہین کہ
حضرت قطب جمال الدین احمد سے دست بدست بیعت ظاہری کا کوئی سلسلہ جاری
نہین ہوا پھر تم نے جمالی بننے کی غرض سے کوشش لاحاصل کیون کی اور اپنی وضع کے
خلاف کام کیون اختیار کئے آپنی اپنی جمالیت کی بنیاد کو تین طریقون سے مستحکم کرنا چاہا
ہے منجملہ اونکے ایک یہ طریقہ ہے جو آپنے اس سوال سوم مین اختیار کیا ہے اور جسکو
بجائے لفظ سپردہ کے شعر مین سپردم لکھکر ثابت کرنا چاہا ہے اور یہ آپکی بہت
بڑی چالاکی ہے بیشک آپ عرصہ دراز تک اسکی اولٹ پلٹ مین رہے ہونگے -
اب آپ غور سے اپنی کوشش لاحاصل کے نتیجہ کو ملاحظہ فرمائی - مین امید کرتا ہون
کہ اگر آپنے غور سے ملاحظہ فرمایا تو بیشک فوراً ہی نعرہ ع ما در چہ خیالیم و فلک
در چہ خیال ٭ بلند کراو ٹھو گے آپنے کرشمہ جمال کے صفحہ ۱۳ پر اپنی جمالیت کے استحکام
کی غرض سے یون لکھا ہے کہ حضرت قطب الدین منور حضرت سلطان المشایخ کی بدولت
دو چشمون سے سیراب ہوئے ہین - ایک وہ چشمہ جمالی جو پیچھے بعد کو ہی قطب الدین
منور کو بافضال الٰہی احد بعنایت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملا ہے جسکی خبر خود حضرت
قطب الدین احمد نے اس شعر مین دی ہے کہ جو حضرت سلطان المشایخ کے خلافت نامہ
پر لکھا تہا ع ہزاران درود و ہزاران سپاس ٭ کہ گوہر سپردم بگوہر شناس ٭ دیکھو
لفظ گوہر سپردم کیا خبر دے رہا ہے یعنے قطب صاحب فرماتے ہین کہ مین نے اپنا

گوہر معنی نظام الدین گوہر شناس کے پاس امانت رکھدیا ہے یہ اوس گوہر کو اوسکے وارث کے پاس پہونچا دینگے

اے حضرات ناظرین خلیل الرحمن صاحب کا روایت کے معنی بدلنا اور شعر کو غلط کرنا اسے خیالی پلاؤ کے پختگی کے واسطے تھا جو اس مضمون سے ظاہر ہوا۔

چونکہ پیر جمالی کے اس مضمون خیالی مین چند امور تنقیح طلب ہین اسوجہ سے راقم الحروف فقرہ فقرہ کی تصریح کرنا ضروری جانتا ہے۔ مضمون کے فقرہ کو قولہ اور اپنی تصریح کو اقول کے تحت مین لکھونگا

قولہ حضرت قطب الدین منور حضرت سلطان المشائخ کی بدولت دو چشمون سے سیراب ہوے ہین ـــ

اقول ایک چشمہ جمالی کو تو اسی عبارت مین جسکی مین تصریح کر رہا ہون گوہر سے گوہر معنی قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ مراد لیکر اور سپردہ کا سپردم کرکے اور سپردم کے معنی امانت رکھدینے کے بنا کر جاری کرہی دیا ہے۔ اور خیالی جمالی بنا ہی گئے ہین رہا دوسرا وہ چشمہ نظامی ہے

جمالیونکے زعم مین یہ امر جما ہوا ہے کہ قطب الدین منور رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تو وہ خلافت عطا فرمائی جو اونکو حضرت قطب جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے گوہر سپردم بگوہر شناس لکھکر امانتاً سپرد فرمائی تھی جسکے ذریعہ سے آج خلیل الرحمن صاحب اپنے کو جمالی کہتے ہین اور دوسری خلافت اپنی جانب سے عطا فرمائی تھی جسکے ذریعہ سے وہ اپنے کو نظامی کہتے ہین ـــ

اب مین کہتا ہون کہ اگر موافق زعم خلیل الرحمن صاحب کے حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ خلافت امانت کی از جانب حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ امین تھے تو وہ خلافت امانت خلافت طریقت سمجھی جاویگی اور اوسیکی ذریعہ سے خلیل الرحمن صاحب خود کو جمالی کے نام سے نامزد کر سکینگے اور اوسیکے ذریعہ سے طالبان خدا کو بیعت طریقت مین داخل کر سکینگے اور جو خلافت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جانب سے عطا فرمائی تھی وہ خلافت داخل خلافت تبرک ہوگئی نہ اوسکے ذریعہ سے خلیل الرحمن صاحب اپنے کو نظامی کہہ سکینگے نہ کسیکو سلسلہ نظامیہ مین بیعت کر سکینگے اور بحالت موجودہ جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ امین خلافت تھے تو وہ خلافت جو محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس امانتا تھی خلافت تبرک ہو نہین سکتی پس خلیل الرحمن صاحب اگر اپنے کو ملقب کر سکتے ہین تو لقب جمالیہ ہی سے ملقب کر سکتے ہین باقی اپنے کو نظامی ہرگز نہین کہہ سکتے کیونکہ خلافت تبرک باعث ازدیاد فیض تو ضرور ہوتی ہے مگر سبب جریان سلسلہ ہرگز نہین ہوتی اور نہ کوئی شیخ اپنی کو بذریعہ خلافت تبرک کے اوس خاندان کے نام سے مشہور کر سکتا ہے جس خاندان کے شیخ سے اوسکو خلافت تبرک ملتی ہے انشاء اللہ تعالی اسکے تصریح سوال چہارم مین کرونگا۔ اب مین اول اسی دلیل کی جانچ کرتا ہون جو خلیل الرحمن صاحب نے اسی مضمون مین اپنے جمالی ہونیکی قایم کی ہے اگر خلیل الرحمن صاحب کی دلیل قوی اور مستحکم ہے تو مین اونکو بآواز بلند جمالی کہونگا چشم ما روشن دل ما شاد۔

اور جو اونکی دلیل ہی خیالی ثابت ہو تو جمالی تو بایں وجہ نہین ہو سکتے کہ جس دعوے کے زعم پر اپنے کو جمالی کہتے ہین وہ دعوے ہی بے دلیل ہو جاویگا اور نظامی اس سبب سے

نہین ہوسکتے کہ وہ خود مقر ہین کہ حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ امین خلافت تھے اور
بحالت ہونے امین خلافت کے محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ خلاف مشائخ عظام کے اپنی
جانب سے خلافت طریقت دے نہین سکتے تھے تو پھر خلیل الرحمن صاحب کیونکر
نظامی مشہور ہوسکتے ہین گو میرے اور تمام دنیا کے نزدیک قطب الدین منور رحمتہ اللہ
علیہ نظامی تھے اور جسقدر اونکے نام لیوا گذرے ہین اونکو نظامی ہی کہا گیا ہے مگر اب
خلیل الرحمن صاحب کی تحقیق نے یہ نیا رنگ جمایا ہے جسکی وجہ سے نہ جمالی رہتے
معلوم ہوتے ہین نہ نظامی

اے ناظرین یا تمکین یہ اقرار کہ حضرت قطب جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ سے
دست بدست بیعت ظاہری کا کوئی سلسلہ جاری نہین ہوا خلیل الرحمن صاحب کا
گویا رجسٹری شدہ ہے اسے تو وہ انکار کرہی نہین سکتے —

تو سلسلہ بیعت طریقت او خلافت طریقت کا تو خود خلیل الرحمن صاحب ہی کے
قول سے مسدود ہوا یعنے بموجب ارشاد خلیل الرحمن صاحب کے قطب جمال الدین
ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے نہ کسیکو بیعت کیا اور نہ کسیکو خلافت طریقت عطا کی
اور یہی خلافت معتبر سمجھی گئی ہے — علاوہ اسکے خلافت امانت کو بھی مشائخ
عظام نے معتبر مانا ہے اسوجہ سے خلیل الرحمن صاحب نے نہایت جانفشانی
کرکے دو روایتون سے خلافت امانت کو ثابت کرنا چاہا ہے منجملہ انکے یہ بھی روایت
ہے جسمین اونھون نے کھلی کھلی تحریف کرکے خلافت امانت کو ثابت کرکے دکھایا ہے
قولہ ایک وہ سرچشمہ جمالی جو سیکے بعد دیگرے قطب الدین منور کو بافضال الہی
اور بعنایت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ کے ملا ہے جسکی خبر خود حضرت قطب جمال الدین نے

احمد نے اس شعر مین دی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے خلافت نامہ پر لکھا تھا

ع ہزاران درود و ہزاران سپاس + کہ گوہر سپردم بگوہر شناس +

دیکھو لفظ گوہر سپردم کیا خبر دے رہا ہے یعنے قطب صاحب فرماتے ہین کہ مین نے اپنا گوہر یعنی نظام الدین گوہر شناس کے پاس امانت رکھدیا ہے یوں گوہر کو اوسکے وارث کے پاس پہونچادینگے

اقول - کرشمہ جمال کے صفحہ ۳ پر تحت شرط ہفتم یون لکھا ہے کہ جس کتاب سے سند پیش کی جاے وہ کتاب حضرت باباصاحب کے اور حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ کی تصنیف ہو ورنہ سند معتبر نہوگی بموجب پابندی اس شرط کے مین سیر الاولیا کی روایت کو پیش کرتا ہون جسکو تم حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ کی تالیف ملتے ہو سیر الاولیا کے صفحہ ۱۷۰ پر جو روایت لکھی ہے اوسمین یہ شعر یون لکھا ہوا ہے

ع خداے جہان را ہزاران سپاس + کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس +

اپنے جو شعر اپنے سوال مین نقل کیا ہے وہ سیر الاولیا کے خلاف ہے اسلئے آپ ہی کی شرط ہفتم کے موافق آپکا نقل کیا ہوا شعر خود بخود مردود ہوگیا جب وہ شعر ہی لائق سند نرہا تو یہ کل قصہ سپردم اور سپردہ کا درگور ہوگیا اور جب سپردم اور سپردہ درگور ہوا تو خیال سپردگی امانت خود بخود معدوم اور بے اصل ہوگیا اور جب سپردگی امانت معدوم ہوگئی تو آپکا جمالی ہونا خود آپ ہی کی شرط کے بموجب فنا ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون -

اے بندہ خدا کہا محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا ہانسی جانا اور حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کا اونکی خلافت نامہ کو دیکھکر مسرور ہونا اور بحالت مسرور ہی بزبان حال

ع خدایے جہان را ہزاران سپاس + کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس +

فرمانا اور کہا تمہارے یہ زٹل کہ جسکا سر ہے نہ پاؤن ۔ افسوس آپکو نہ شریعت کا پاس ہے نہ طریقت کا لحاظ ہے نہ اپنی شان اور پیری کا خیال ہے تبقاضاے خودغرضی جو چاہتے ہو کہہ گذرتے ہو ۔

افسوس آپکو اسقدر بھی علم نہین جو اسپر آگاہ ہوتے کہ شارع علیہ السلام نے شریعت کے کل احکامات کی حد مقرر کردی ہے اوس حد سے جو بھی فعل خارج ہوتا ہے اوسکو خارج از شریعت کہتے ہین مد شریعت مین خلافت نامہ اور شے ہے امانت نامہ اور چیز ہے ایسے ہی ہبہ نامہ اور شے ہے اور بیعنامہ اور چیز ہے نہ خلافت نامہ امانت نامہ ہوسکتا ہے اور نہ امانت نامہ ہبہ نامہ ہوسکتا ہے اور نہ ہبہ نامہ بیعنامہ ہوسکتا ہے غرضکہ جو شے حد شریعت سے باہر ہوگی وہ ہی خارج از شریعت اور خلاف شریعت سمجھی جاویگی اور اوسکا مرتکب خلاف شرع سمجھا جاویگا تو اب فرمائی کہ قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ جیسے کامل الوقت سے خلاف شریعت عمل کیونکر صادر ہوسکتا تھا یعنے وہ حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلافت نامہ کو اپنا امانت نامہ کیسے بتا سکتے تھے نعوذ باللہ کیا احکامات شرعیہ مین آپکے نزدیک ایسی گڑبڑی ہے کہ ایک ہی کاغذ پر ایک کی طرف سے خلافت نامہ ہو اور دوسرے کی جانب سے امانت نامہ ہو کلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور مجکو یہ بھی افسوس ہے کہ خلیل الرحمن صاحب بروقت تحریر کرنے لفظ سپردم کے جو بجاے سپردہ کے لکھا ہے آپ اتنا ہی نہ سمجھے کہ خلافت طریقت دنیا بعام حق عطا ہوتی ہے گویا اوسکا عطا کرنیوالا حق ہے ہوتا ہے اور اس شعر مین

کو ہرسے مراد خلافت طریقت ہے اور اوسکا فاعل حقیقی حق ہے اسوجہ سے سپردہ ہی ٹھیک ہوسکتا ہے سپردم کو کون قبول کریگا

پس آپکے سوال سوم کا یہی جواب ہے کہ جس خیال سے آپنے یہ سوال کیا ہے وہ خیال ہی خام ہے

اور یہ جو آپنے لکہا ہے کہ سارے اہل سیر لکھتے ہین یہ لکھنا آپکا آپکی شان درویشی کے خلاف ہے اس روایت کو صرف صاحب سیر الاولیا ہی نے نقل کیا ہے ۔

اور جو کہ آپنے لفظ تصدیق خلافت اور خلافت نامہ پر شعر کا لکھا جانا اور بجاے سپردہ کے سپردم بنایا ہے یہ کل آپکے ایجاد بندہ ہے اور یہ کل کاریگری آپکے موافق آپکی شرط ہفتم کی بے سند ہے کسی طور سے بذریعہ اس روایت کے آپ جمالی نہین ہوسکتے ۔

اصل قصہ یہی ہے کہ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ بعد حصول خلافت ہانسی ضرور گئے اور جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے جمال محبوبیت اور کمال معشوقیت کو دیکہہ کر مسرور ہوے ۔ اور بحالت سرور بزبان حال اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور عرض کیا کہ جو شخص اس نعمت کاملہ کے لایق تھا اوسیکو عطا فرمائی اس سیاہ پوش سا وہ ہے قصہ کو آپنے جگر مین ڈال کر زمین و آسمان کے قلابہ ملا دے ۔ اللہ بس باقی ہوس ۔

اے حضرات ناظرین دوسری دلیل اپنے جمالی ہونیکی کرشمہ جمال کے صفحہ یکم پر خلیل الرحمن صاحب نے یہ لکھی ہے کہ حضرت قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کو بطریق اویسیت بوساطت حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت اور نعمت پہونچی ہے

یہ دلیل دلیل اول سے بہی زیادہ ذلیل ہے کیونکہ خلافت اویسی اور نعمت اویسی مین

وساطت کیسی خلافت اویسی بلاواسطہ غیب سے حاصل ہوا کرتی ہے اس دلیل کو اونہون
نے خود ہی لفظ وساطت لکھکر ذلیل کر دیا۔ اگر بالفرض حضرت قطب الدین منور کو خلافت
اویسی حضرت قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل بھی ہوتی تب ہی خلیل الرحمن
صاحب اوس خلافت اویسی کے ذریعہ سے خود کو جمالی لکھنے کے مستحق نہو تے انشاءاللہ
اسکی تصریح سوال چہارم مین کرونگا

تیسری دلیل اپنے جمالیت کے استحکام کی یہ لکھی ہے کہ جب حضرت قطب الدین منور
کو حضرت سلطان المشایخ مرید کر کے خلافت سے مشرف فرما چکے تو یون فرمایا
کہ اے قطب الدین منور جب مین تصدیق خلافت کے لئے شیخ جمال الدین تمہارے
دادا کی خدمت مین پہونچا تو اونہون نے مجھے بہت کچھ تربیت دینے کے بعد یون فرمایا
کہ نظام الدین میرے شیخ نے جب مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب
عوارف اور خلافت کے لوازم بہت کچھ فوائد اور بشیا نعمت بھی عطا کی تھی اب مین
وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جو ان کے تھے اس امید پر تمہارے
سپرد کرتا ہون کہ ایک فرزند میرے فرزندون مین سے تمہارے پاس آویگا
اوسکو دیدینا اور دریغ نکرنا آج وہ امانت مین تمہارے سپرد کرتا ہون اس روایت سی
ثابت ہوگیا کہ حضرت قطب جمال رحمتہ اللہ علیہ نے جو نعمت کہ بابا صاحب سے پائی
تھی وہ حضرت سلطان المشایخ کو امانتاً سپرد کر دی تھی اور حضرت سلطان المشایخ نے
وہ نعمت حضرت کے پوتے قطب الدین منور کو پہونچادی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ بہت بڑی دلیل جمالیون نے اپنی جمالیت کے صداقت کے
واسطے سمجھ رکھی ہے اور اون نفروں اور انہا طون مین عوام کے سامنے پیش کی ہے کہ

خواہی نخواہی یقین آہی جاوے کہ بیشک سلسلۂ جمالیہ بطریق خلافت امانت کے جاری چلا آتا ہے۔

مگر جن لوگونکو اللہ صاحب نے بینائی عطا فرمائی ہے اور جنکے آنکھ شریعت اور طریقت کے اصولونپر ہے وہ اس زٹل قافیہ کے لفظ لفظ اور فقرہ فقرہ سے سمجھہ گئے ہونگے کہ جمالیون نے باوجود پیر طریقت اور ذی علم ہونیکے خیالی گھوڑے دوڑائے ہین

اب مین اس خیالی پلاؤ کو باین طور خیالی کر دکھاتا ہون کہ اول جمالیون کا فقرہ لکھونگا اسکے بعد اس اصل روایت کا فقرہ لکھونگا جسکے یہ معنی جمالیون نے لکھے ہین اوسکے بعد اپنی راے لکھونگا تاکہ ناظرین کو ہر وقت ملاحظہ لطف تو حاصل ہووے اے ناظرین یہ روایت جسکے یہ معنی کرشمہ جمال کے صفحہ ا پر لکھے گئے ہین سیر الاولیا کے باب چہارم کے اٹھوین نکتہ مین لکھی ہوئی ہے۔

قولہ سیر الاولیا مین لکھا ہے کہ جب قطب الدین منور کو حضرت سلطان المشائخ مرید کرکے خلافت سے مشرف فرما چکے تو یون فرمایا کہ اے قطب الدین منور جب مین تصدیق خلافت کے لئے شیخ جمال الدین تمہارے دادا کی خدمت مین پہونچا۔

اقول۔ اصل روایت مین تو صرف اسیقدر ہے۔ از ثقات منقول است چون شیخ قطب الدین منور را وداع شد۔ اصل عبارت مین لفظ تصدیق خلافت جسکو مین ہر موقع پر محرف اور مردود کہتا چلا آتا ہون ہرگز ہی نہین ہے جیسے روایت اول مین لفظ تصدیق خلافت خود غرضی کی غرض سے بڑہایا تھا ویسے ہی اس روایت مین زیادہ کر دیا ہے۔

قولہ۔ تو اونہون نے یعنے جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بہت کچھہ تربیت

فرمانے کے بعد یون فرمایا کہ نظام الدین میرے شیخ نے جب مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب عوارف اور خلافت کے لوازم اور بہت کچھ فوائد اور بیشمار نعمت بھی عطا کی تھی۔ اب مین وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جو نکلے تون اس امید پر تمہارے سپرد کرتا ہون کہ ایک فرزند میرے فرزندون مین سے تمہارے پاس آویگا تم اوسکو دیدینا اور دریغ نکرنا

اقول۔ اصل عبارت روایت کی یون ہے۔ سلطان المشایخ فرمود نسخہ عوارف کہ شیخ جمال الدین ہانسوی جد بزرگوار تو رحمتہ اللہ علیہ از خدمت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز بوقت یافتن خلافت یافتہ بود۔ دران ایام کہ این ضعیف از حضرت شیخ الشیوخ العالم باسعادت خلافت بازگشت چون در ہانسی بخدمت شیخ جمال الدین رسید بعد تربیت فرمودن بسیاران نسخہ عوارف شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ پیش من آوردو فرمود کہ من این نسخہ با نعمتہاے بسیار از شیخ الشیوخ العالم یافتہ ام امروز بشما ایثار میکنم بامید آنکہ فرزندے از فرزندان من بشما خواہد پیوست در حق او ازین نعمتہاے دینی و دنیاوی کہ ہمراہ شماست دریغ مدارید

اس عبارت کے معنی مین خلافت کے لوازم اور بہت کچھ فوائد کو زیادہ بڑھایا ہے اور نیز اب مین وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جون کے تون جو کچھہ ایجاد بندہ کیا ہے ظاہر کرتا ہون۔

اور ایثار کے معنی سپرد کرنیکے لکھے ہین۔ جو قطعی غلط اور خود غرضی پر دال ہین۔ یہ ہے ایک لفظ ایسا ہے جسکی تصریح کے بعد یہ دوسری دلیل خلافت امانت کی خود بخود ذلیل ہو جاویگی۔

محققین کے نزدیک ایثار بذل کے درجہ سوم مین داخل ہے۔

بذل کے درجہ اول کو مکافات خیر کہتے ہین۔ یعنے جو عطاء خیر بامید معاوضہ کے ہوتی ہے یعنے کسی شخص کو کوئی چیز اس غرض سے دیجاوے کہ ایسی ہی چیز اوس سے لیوینگے اور دوسری درجہ بذل کو متاخرہ کہتے ہین۔ اور وہ اسطور سے ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو کوئی چیز عطا کرنے مین سبقت کرے اور نیت یہ رکھے کہ یہ اوسکے معاوضہ مین میرے ساتھہ کچھہ مکافات کریگا یہ دونون قسمین عوام الناس مین جاری ہین اور تیسری قسم بذل کی ایثار ہے جو محض بلا توقع مکافات کے ہوا کرتا ہے۔ یہ بذل اولیاء اللہ کا ہے اور چوتھی قسم بذل کی احسان ہے وہ بمقابلہ ظلم اور جور کے دعا کا دینا ہے یعنے ایک شخص تو ظلم کرے اور جور کرے اور دوسرا شخص جسپر ظلم ہوے اوسکو دعاے خیر سے یاد کرے۔ یہ بذل انبیا علیہم السلام کا ہے ایثار کے معنی امانت رکھنے یا سپرد کرنیکے نہین ہین۔ امانت کا رکھنا ایک شرعی امر ہے شرعی امر مین اونہی الفاظ کا برتنا مسلمان پر فرض ہے جو الفاظ اوس امر کے واسطے خاص کئے گئے ہون اگر قطب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب عوارف امانتاً دینی منظور ہوتی تو وہ لفظ امانت یا ودیعت فرماتے ایثار ہرگز ہی نفرماتے علاوہ اسکے اس روایت مین لفظ دریغ مداریہ ایسا واقع ہوا ہے کہ جسنے امانت کی جڑ کاٹ دی ہے۔

یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ جو شخص کسی شخص کو امین بنایا کرتا ہے اول اوس امین کے امانتدار ہونے پر یقین کامل کر لیا کرتا ہے اور بحکم شریعت یون کہا کرتا ہے کہ فلان شے فلان شخص کے واسطے تمہارے پاس امانت رکھتا ہون اوسکے وارث کے دیتے وقت دریغ مت کرنا دریغ مداریہ ہمیشہ شبہہ کی حالت مین بولا کرتے ہین۔ نعوذ باللہ

کیا بروقت سپردگی امانت کے قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کے دل حق منزل مین یہ خطرہ تہا کہ کہین ایسا نہو کہ یہ امانت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ میرے پوتے کو نہ دیوین جو او نہون نے دریغ مدارید فرمایا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چونکہ اس روایت مین فقرہ بعد ترتیب فرمودن بسیار واقع ہوا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ کو بعد ملنے خلافت کے بہت کچہہ تربیت فرمائی۔ اور یہ مین سوال اول مین ثابت کر چکا ہون کہ بعد ملنے خلافت طریقت کے کسی تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہین رہتی اور جو کوئی خلیفہ بعد خلافت کے لائق تربیت اور تعلیم رہتا ہے اوسکے شیخ پر ایک بدنما اعتراض وارد ہوا کرتا ہے اور باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کمال پر اجماع خاندان ہے اسلئے اونسے یہ ہرگز بہی نہین ہوسکتا تھا کہ وہ ناتکمل مرید کو خلافت نامہ دیتے پس یہ روایت بہی مثل دیگر روایات کے جنکو سوال اول اور دوم مین محرف کیا ہے محرف ہے۔ علاوہ اسکے اس روایت کا دوسرا فقرہ دریغ مدارید بہی ایسا ہی ہے کہ جو قطب جمال ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کی شان کے خلاف ہے وہ بوجہ کمال ولایت کے بروقت سپردگی امانت کے ایسا فقرہ جو امین کو امین مشتبہ ثابت کرتا ہے ہرگز بہی نفرماتے اور پھر امین بہی کون محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ اسلئے میرے نزدیک یہ روایت قطعی غلط اور جہوٹی ہے

جب وہ روایت ہی جہوٹی ثابت ہوگئی جسپر جاہلون کی جاہلیت کی جڑ تہی تو جاہلیت

خود بخود داخل عدم آباد ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

سوال چہارم مطبوعہ ۶ جمادی الآخر ۱۳۱۵ھ

خلافت شیخ کی حیات مین مل سکتی ہے یا بعد ممات بھی اگر بعد ممات بھی مل سکتی ہے تو کسقدر زمانہ تک اور کیونکر اور کس طریق سے ۔

جواب

خلافت طریقت ایک منصب ہے جو از جانب حق براے رہنمائی طالبان حق معرفت نبی وقت یا ولی زمانہ کے عطا ہوا کرتا ہے چونکہ اس منصب کی تفویض کا تعلق الہام سے ہے باین وجہ تفویض کرنے والیکا چاہے وہ نبی وقت ہو یا ولی زمانہ زندہ ہونا شرط لازمی ہے کیونکہ نزول اور ورود الہام کا وقت حیات نبی اور ولی ہی تک ہوتا ہے بعد ممات نہین ۔ ہان دو صورتین ہین جنکے ذریعہ سے بعد ممات شیخ بھی خلافت شیخ ملتی ہے اور وہ خلافت خلافت طریقت ہی مین داخل ہوتی ہے منجملہ اونکے ایک خلافت امانت ہے ۔ اوسکی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی حیات مین بحکم حق کسی اپنے مرید یا فرزند یا کسی ایسے شخص کے واسطے جو دو چار یا سو دوسو برس کے بعد پیدا ہونیوالا ہو خلافت نامہ لکھکر کسی امین کے پاس بہ لفظ امانت یا ودیعت چھوڑ جاتا ہے ۔ وہ خلافت نامہ امانتاً اور ودیعتاً اوس امین کے پاس رہتا ہے اگر وارث خلافت حیات امین تک آجاتا ہے تو خود امین ہی اوسکے سپرد کرتا ہے ورنہ امین کسی دوسرے شخص کے سپرد کرجاتا ہے جسوقت یہ خلافت نامہ معرفت امین کے اوسکے

وارث کو ملتا ہے تو یہ خلافت بھی خلافت طریقت سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسے شخص شیخ کے اوس مستحق خلافت کو تعلیم اور تلقین بھی کرتا ہے اور خلافت نامہ دیتا ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہونا جسکو باین طور خلافت امانت مل ہو جائز ہے اور یہ بیعت بیعت طریقت ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ بعد انتقال شیخ وہ حاکم وقت جو اولی الامر منکم کے حکم مین داخل ہو مریدان شیخ مین سے اوس مرید کو جو لائق خلافت ہو اپنے حکم سے خلیفہ کر دے یہ خلافت بھی خلافت طریقت مین داخل سمجھی گئی ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے تحت حکم ہے علاوہ انکے تیسری قسم خلافت کے یہ ہے کہ بعد انتقال شیخ سوم یا چہلم کے روز لوگ جمع ہو کر کسی مرید یا فرزند شیخ کے سر پر پگڑی باندہ کر خلیفہ کر دیتے ہین۔ سو یہ خلافت داخل خلافت طریقت نہین اس قسم کے خلفا کے ہاتھ پر جو لوگ بیعت ہوتے ہین انکی بیعت بیعت طریقت نہین ہوتی اور نہ وہ داخل خاندان ہوتے ہین اور نہ اونکو اولیاے خاندان سے فیض حاصل ہوتا ہے چوتھی صورت خلافت کی یہ ہے کہ بعد انتقال شیخ کوئی وارث شیخ خواہ فرزندون مین سے یا کوئی اور وارث ہو خلیفہ بن بیٹھتا ہے اور یہ رواج جاری ہے جو شخص ایسے خود غرض خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہے اوسکی بیعت بھی درست نہین ہوتی۔

پانچوین قسم خلافت کی خلافت اویسی ہے اوسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی شخص کو کسی نبی علیہ السلام یا ولی برحق کی روح پر فتوح سے بلا شرکت غیرے خلافت ملجاتی ہے تو اس خلافت کے ذریعہ سے یہ صاحب خلافت بطریق اویسیت تو طالبان حق کو فیض پہونچا سکتا ہے مگر موافق طریقہ مشائخ عظام کے اس خلافت کے ذریعہ سے

طالبان حق کو داخل بیعت طریقت نہین کرسکتا اور نہ اپنے کو اوس خاندان کے لقب سے ملقب کرسکتا ہے جس خاندان کے بزرگ کی روح سے خلافت پاتا ہے مثلاً کسی شخص کو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح سے خلافت ملجاوے تو وہ شخص خلافت اویسی کا تو دعوی کرسکتا ہے مگر اپنے کو قادری نہین کہہ سکتا اور نہ قادریہ خاندان مین طالبان حق کو بیعت کرسکتا ہے دیکھو حضرت سید ابو العلا احراری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ اسکی نظیر کے واسطے کافی ہے جسوقت حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح سے فیضیاب ہو چکے تو اوسوقت درخواست بیعت بہی کی جواب پایا کہ زندونکے ہوتے مردونکی بیعت کی کیا ضرورت ہے جاؤ آگرہ مین اپنے چچا کے ہاتہہ پر اونہی کے خانوادہ مین بیعت کرو چنانچہ ایسا ہی کیا - یہی وجہ ہے کہ اسوقت تک تمام دنیا مین حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید ابو العلا احراری نقشبندی کے لقب سے مشہور ہین اور اونکے سلسلہ کے صاحب ارشاد حضرات طالبان حق کو خاندان نقشبندیہ ہی مین بیعت بہی کرتے ہین البتہ شجرہ چشتیہ بہی تبرکاً دیتے ہین - جسقدر حضرات ابو العلائی ہین وہ نہ اپنے کو چشتیہ کہتے ہین نہ لکھتے ہین -

اور حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ ہمکو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے بیعت حاصل ہے اسکو مشایخ نے ہرگز بہی پسند نہین کیا ہے اسی موقع پر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ نے خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر بیعت کی تھی جسوقت یہ خبر بابا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچی تو فرمایا کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے خواجہ
اور مخدوم ہین مگر یہ بیعت درست نہین بیعت اوسیکو کہتے ہین جو شیخ حی کے
ہاتھہ پر کیجاتی ہے - یہ کل مضمون سیر الاولیا کے صفحہ ۲۳۷ پر لکھا ہوا ہے —
اکثر محققین کے نزدیک بیعت اویسی اور خلافت اویسی باین وجہ غیر معتبر قرار دی
گئی ہے کہ اوسکا تعلق کشف سے ہوتا ہے اور کشف احتمال خطا اور صواب سے پاک
نہین پس ایسی بیعت اور خلافت جسمین احتمال خطا اور صواب ہو کیونکر معتبر ہوسکتی ہے
پس بیعت اور خلافت کے واسطے حیات پیر شرط لازمی ہے چاہے حیات
شیخ بصورت شیخ ہو یا بروز امین اور اولی الامر کے ہو غرضکہ بلا حیات شیخ
نہ بیعت درست ہوتی ہے نہ خلافت واللہ عالم بالصواب —

علاوہ ان اقسام خلافت کے فی زمانا اور اقسام کے خلفا بھی پائے جاتے ہین
چنانچہ راقم الحروف ایک خلیفہ صاحب سے ملا ہے جنکے صدہا مرید ہین وہ خلیفہ
صاحب محض اپنے شیخ نے اونکو لکھا تھا کہ فلان فلان شخص کو ہماری جانب سے
اپنے ہاتھہ پر بیعت کرکے داخل سلسلہ کردو - یہ حضرت بعد انتقال شیخ بھی اوسی کاغذ
اجازت کے ذریعہ سے اصالتاً بیعت کر رہے ہین - اور خدا سے نہین ڈرتے
ایک خلیفہ صاحب اندور مین تھے جو بڑے زور و شور سے دعوی کرتے تھے کہ
اس قدر عرصہ کے بعد ہمارے شیخ نے ہمکو مرید کرنیکی اجازت دی ہے اور خواب
مین فرمایا کہ تم ہمارے خلیفہ ہو طالبان حق کو راہ بتاؤ —
ایک خلیفہ صاحب کا یہ قول ہے کہ ہمارے خاندان مین حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ

علیہ کے کلاہ مبارک چلی آتی ہے ہم اوسیکی ذریعہ سے قادری پیر ہین اور لوگون کو مرید کرتے ہین
خیر یہ لوگ تو بوجہ جہالت یا بغرض دنیا طلبی کے ایسا کرتے پھرتے ہین فی زماننا ایک
طوفان عظیم اور برپا ہو رہا ہے جسمین ذی تعلیم علما اور بڑے بڑے فقرا بھی مبتلا ہین —
اور وہ یہ ہے کہ آجکل اکثر شیخ اپنے مریدونکو بلا تکمیل سلوک انکھین بند کرکے خلافت دے
رہے ہین اور وہ نیم خلفا لاکھون ایماندارون کا ایمان برباد کر رہے ہین — صدہا
خلفا اسوقت ایسے موجود ہین جنکو ضروری مسائل شرعیہ کا بھی علم نہین تصوف
تو درکنار — وہ نہین جانتے کہ فرایض اور واجبات اور سنن اور نوافل اور مستحبات
اور اداب کسکو کہتے ہین چونکہ جناب خلیل الرحمن صاحب میرے مخاطب ہین اسوجہ
سے مین اونہی کے ایک خلیفہ صاحب کی کیفیت بطریق نظیر کے پیش کرتا ہون اگر دوسرے
حضرات زمانہ حال کے فقرا کے خلفا کا حال لکھون تو میری جان کو طوفان عظیم کا مقابلہ
ہو جاوے گا اور یہی کہتا پھرونگا ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ٭ جناب
خلیل الرحمن صاحب کے خلیفہ اعظم میان محمد امان خان صاحب جو علاوہ خلیفہ
ہونیکے صاحب تصنیف بھی ہین اپنی مثنوی گداز خلیل کے صفحہ اول پر خلاصہ عقاید
مین یون لکھتے ہین کہ ہم اولیا اللہ کو بانی دین سمجھتے ہین غور کا مقام ہے کہ باوجود خلیفہ
اور پیر زمانہ ہونیکے اسقدر بھی تمیز نہین رکھتے کہ تحفظ دین کیا شے اور احداث دین
کسکو کہتے ہین اگر خلیفہ جی صاحب کو تحفظ دین اور احداث دین کی تمیز ہوتی تو وہ
بیشک اولیا اللہ کو محی الدین لکھتے بانی دین ہرگز بھی نہین لکھتے نعوذ باللہ منہا
اولیاء اللہ کو بانی دین کہنا گویا اونکو مرتکب شرک فی النبوت بنانا ہے جو قطعی
بدعت ضلالت ہے مین امید کرتا ہون کہ میان محمد امان خان صاحب اپنے

اس عقیدہ سے توبہ کرینگے ۔
اس موقع پرمین برادران دینی کی آگاہی کے واسطے چند شرائط خلافت لکھدینا ضروری سمجھتا ہون ۔ تاکہ میرے بہائی مسلمان آگاہ ہوکر اون خلفار کی دہوکے بازیوں سے بچے رہین جو مثل صیادون کے جال پہیلاسے ہوسے ہین ۔ اور ہزارون سیدہے سادہے بہائی مسلمانونکو پہانس کر اونکے گہر کا ایمان بہی کہوئے دیتے ہین ۔ اے میرے بہائی مسلمانون آگاہ ہوجاؤ اور آجکل کے خلفا کی سرخ سرخ آنکہون اور بڑی بڑی تسبیحون اور نیچے نیچے جُبّون اور اونچے اونچے پاینجامون اور ہروقت کی غون غون ہون ہون اور لگاتار حال اور ہوحق پر لحاظ کرو یہ کل افعال جو نیک بندون سے سرزد ہوا کرتے تہے آجکل آلہ دنیا طلبی بنائے گئے ہین اکثر فقرا کے بازاری مرید مجلس سماع اور نماز باجماعت مین وہ ہوحق کرتے ہین کہ دوسرے حاضرین کے قلب بوجہ اونکے حرکات کے منقبض ہوجاتے ہین ۔ اللہ تعالی بچاوے اب مین چند شرائط خلافت لکہتا ہون آجکل اون شرائط کو پیرون مین تلاش کرنا جو پیران زمانہ حال کے واسطے مخصوص کردون اور متقدمین کی شرائط کو اگر تلاش کروگے تو عمر برباد کروگے اور پیر ہاتہ نہ اویگا ۔
شرط اول خلافت کے واسطے جو مقرر کی گئی ہے یہ ہے کہ جو مرید عالم علم شریعت ہو جو اسلام کے واسطے ضروری ہی اور واقف علم طریقت اور عارف حقیقت اور معرفت ہو اور کامل العقل بہی ہوتا کہ بوقت ورود خطرات زبانی کے خود کو معلوم احکامات دین سمجہے اور احداث دین سے اپنے کو محفوظ رکھے وہ مرید لایق خلافت طریقت ہوتا ہے ۔ اور بعض کے نزدیک وہ مرید لایق خلافت

طریقت ہوتا ہے جو اوصاف براہین عقلی اور مکاشفات قلبی اور مشاہدات سری
اور معائنات روحی سے موصوف ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک وہ مرید لایق خلافت
طریقت ہوتا ہے جسکو شہود ذاتی حاصل ہوتا ہے اس قسم کے مرید کا خلیفہ کرنا شیخ پر
واجب ہوجاتا ہے اور بعض کے نزدیک وہ مرید لایق خلافت طریقت ہوتا ہے
جو فانی فی الرسول اور صاحب مقام جبروت ہوتا ہے مگر اس درجہ کے مرید کا خلیفہ
کرنا شیخ پر واجب نہین ہوتا ہے اور متاخرین کے نزدیک وہ مرید بھی لایق خلافت
طریقت ہوجاتا ہے جو صاحب مقام ملکوت ہوتا ہے یعنی جسکی کل عبادت مع اخلاص
ہوتی ہے اور حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہ نے بوجہ انقلاب زمانہ کے اسیقدر
پر اکتفا فرمایا ہے کہ جسکا تمام جسم اسم ذات کے ساتھ جاری ہوجاوے یعنی جو صاحب
سلطان الذکر ہوجاوے وہ بھی خلافت طریقت کے لایق ہوجاتا ہے راقم الحروف
کہتا ہے کہ جو مرید ضروری مسایل شرعیہ اور اپنے خاندانی اشغال پر بہ تعلیم صحیحہ عبور
کرلے اور اوسکی باطن مین اسقدر بھی اثر پیدا ہوجاوے کہ جو اوسکی صحبت مین اوٹھے بیٹھے
اوسکی طبیعت مین صفات رذیلہ سے کراہیت پیدا ہوجاوے وہ بھی آجکل خلافت
کے لایق ہے اور بسا غنیمت ہے آجکل تو صدہا خلفا ایسے موجود ہین جو کامل طور
سے غسل اور طہارت کے مسایل بھی نہین جانتے اور جب مریدو نکے حلقے مین رونق
افروز ہوتے ہین اوسوقت زمین وآسمان کے قلابے ایسے ہی لغو روایات کو بیان کرکے ملاتے
ہین جیسے روایات پر جناب خلیل الرحمن صاحب نے سوالات قایم کئے ہین میں ان
مشایخ سے دریافت کرتا ہون کہ جو مولویت کے خطاب سے بھی مخاطب ہین کہ ای
حضرات کیا آپکو اسکا علم نہین ہے کہ تکمیل احکامات شرعیہ کو باب التصوف کہا گیا ہے

یعنے کامل الشریعت مبتدی الطریقت ہوتا ہے تاوقتیکہ طالب عالم باعمل ضروری احکامات شرعیہ کا نہین اور حصول ضروریات رفع کرنے پر قادر نہو ہرگز طریقت مین قدم نہین رکھ سکتا۔ کیونکہ جیسے بلا تکمیل فعل انفعال والدین کے اولاد نہین ہوسکتی ویسے ہی بلا ازدواج علم وعمل تولید علم تصوف نہین ہوسکتی یہی باعث ہے کہ بغیر علم کے عمل کو عقیم اور بلا علم کے عمل کو سقیم کہا گیا ہے پس بلا تکمیل علم اور عمل کے ظہور علم تصوف اور اسرار طریقت محال ہے۔ جو لوگ بغیر علم کے جو ضروری ہے اور دعوی فقیری کرتے ہین وہ مدعیان تصوف اور مسخرہ شیطان ہوتے ہین اونکی صحبت سے اللہ تعالی ہر مسلمان کو بچاوے آمین برب العباد ـــــ ای بسا ابلیس آدم روے ہست * پس بہر دستے نہ شاید داد دست * اب مین اپنے اللہ صاحب کے حضور مین دعا کے واسطے ہاتھ اوٹھاتا ہون کہ اے قادر مطلق اپنی قدرت سے میری اس تحریر مین جو مین نے خلیل الرحمن صاحب کے سوالات اربعہ کے متعلق لکھی ہے ایسا اثر پیدا کر دے کہ جو اون لوگون کے دلون پر موثر ہووے جنہون نے اس بحث جاہلانہ مین اولیاے برحق کے ساتھ بیباکی کی ہے اور وہ آئندہ اس قسم کی بحث سے اپنے کو محفوظ رکھین آمین ثم آمین

التماس

اب جبکہ مین سوالات اربعہ کا جواب دے چکا تو مجھکو ضرور ہوا کہ اون تین سوالون کے جواب بھی حوالہ قلم کرون جو پیر جی خلیل الرحمن صاحب جمالی نے سوالات مجوزہ کے بعد تحریر کیے ہین ـ گو وہ سوالات بنفسہ لایق جواب نہین مگر عوام الناس کی تخریب بیان و تضنیع کافی اور وافی ہین یہی وجہ ہے کہ اونکے جوابات کی طرف توجہ کرنی پڑی یہ مین اون جوابات کو بنظر ناظرین کرتا ہون ـ راقم محمد صوفی جان عفی عنہ

سوال اول

جنکو تم مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قتال کلیری لکتھے ہو اول اونکا وجود ثابت کیجئے

جواب

جناب خلیل الرحمن صاحب آپکا یہ لکھنا کہ جنکو تم قتال کلیری لکتھے ہو آپکی شان شیخیت کے بہی خلاف ہے اور نیز آپکی اوس حسد کا ظاہر کرنیوالا ہے جسکو اپنے سوالات اربعہ مین نرم الفاظی مین پوشیدہ کیا تہا۔ کیونکہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کو کسی صابری نے قتال کلیری نہین لکہا ہے اور جو کسی نے بوجہ جہالت کے لکہا ہی ہو تو آپ جیسے پیر طریقت کو اوس جاہل کا اتباع کرنا کب درست تہا اگر آپکو مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ذات پاک سے حسد نہوتا تو بیشک آپ جسوقت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کو اس صفت سے متصف کرنا چاہتے تو یون ہی لکہتے کہ جن حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کی کرامت سے کلیر برباد ہوا ہے اونکے وجود کا ثبوت دیکہئے۔ فقرہ قتال کلیری خود بزبان حال کہہ رہا ہے کہ مین بجائے طغیانی کینہ و حسد کے قلم سے نکلا ہون۔ اسی قسم کے زہریلے الفاظ اپنے اثر سے صابریکو

اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ اپنے غصہ کو اوسکے خاص موقع پر کہ جسکے واسطے غصہ انسان کو عطا کیا گیا ہے صرف کرین۔ حضرت سایل صحیح کے سوال صحیح کا وہ اثر صحیح پڑتا ہے کہ ہر خاص عام اوسکے سوال سکے پورا کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ تو سایل غیر صحیح کے ہی سوال مین بدا ثری ہوتی ہے کہ سوال کرتے ہی ہر طرف سے مارو نکالو کی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اور جب سایل ہی غیر صحیح ہو اور الفاظ سوال بھی دلخراش ہون تب تو سایل صاحب جو کچھ بھگتنا پڑے وہ تھوڑی ہی ہے ع بوے صدق و بوے کذب گول گیر ہست پیدا در نفس چون مشک و سیر علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب آپنے دوسرا امر خلاف شان یہ کیا ہے کہ آپنے کسی ایک جاہل صابری کے لکھنے کے باعث لاکھون صابریونکو مخاطب کر لیا ہے۔ پیر طریقت کی شان سے اس قسم کا بدنما فعل سرزد ہونا بسا بعید ہے اوسکی یہ شان نہین کہ وہ ایک شخص کی بے ادبی کا الزام لاکھون باادب بندگان خدا پر لگا دی اس قسم کے افعال تو پہلے درجہ کے مغلوب الغضب اور پر حسد لوگون سے سرزد ہوا کرتے ہین اللہ پاک محفوظ رکھے

اب اپنے سوال کا جواب سنئے۔ اسکا تو آپکو بھی اقرار ہوگا کہ کل اہل اسلام اپنے جھگڑون اور تقضیون کا فیصلہ بذریعہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس ہے کے کرتے چلے آئے ہین اور کر رہے ہین اور تا قیام قیامت کرینگے

آپنے جو قضیہ اثبات وجود مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ پیش کیا ہے اوسکا فیصلہ ان چار اصولون مین سے دو سے تو ہو نہین سکتا یعنے قران اور حدیث سے تو مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے وجود پاک کا اثبات صریح طور پر نہین ہو سکتا البتہ اجماع او قیاس سے کامل طور پر ہو سکتا

ہے کیونکہ اجماع خود آپ ہی کے قول سے ثابت ہے آپنے خود صابریونکو جم غفیر اور مجمع کثیر لکھا ہے چنانچہ اخبار شحنۂ ہند مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۸۸۸ء میں آپ یون لکھتے ہین کہ صابریون کی کم حوصلگی اور کم ہمتی پر افسوس ہے کہ باوجود اس جم غفیر اور مجمع کثیر کے ایک شخص کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ چونکہ یہ فقرہ خلیل الرحمن صاحب آپنے بہادرانہ لکھا ہے اسوجہ سے بحالت غلبہ بہادری آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا خیال نرہا کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور شیطان تنہا کے ساتھ ہے خیر اس قسم کی بھول چوک ہو ہی جایا کرتی ہے انشاء اللہ تعالی اس میری تحریر کو دیکھکر آیندہ کو خیال کیجئیگا کیون جناب خلیل الرحمن صاحب جب آپکی اس تحریر سے کہ صابریونکا جم غفیر اور مجمع کثیر ہے اجماع ثابت ہوگیا تو اب ضرور ہے کہ آپ خود اپنے قول کا پاس کرکے مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے وجود باجود کا خود ہی اثبات کرینگے کیونکہ جب آپ خود صابریون کے مجمع کو مجمع کثیر لکھ رہے ہین اور مجمع بھی کیسا کہ جسمین ہزارون اہل اللہ اور لاکھون صاحب کشف کرامت گذر چکے ہون اور صدہا رہنما سے راہ ہدایت اسوقت موجود ہون جنکی ہدایت کا مشرق سے مغرب تک شور مچا ہوا ہے پھر ایسا پاک مجمع بموجب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہوگی بیوجود کے اثبات وجود پر کیونکر جمع ہوسکتا ہے سبحان اللہ واجب الوجود کا یہ ایک کرشمہ ہے کہ منکر وجود سے ہی اقرار وجود اور اثبات وجود کرا دیا۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اب جبکہ مین آپ ہی کے قول سے بذریعہ اجماع کے مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے وجود پاک کا اثبات کرچکا تو مجھکو نہ دلیل عقلی لانیکی ضرورت رہی نہ شواہد نقلی کے پیش کرنیکی حاجت رہی مگر عوام الناس کی تسلی خاطر کی غرض سے

چند کتب معتبرہ کا حوالہ بھی دے دیتا ہون تاکہ اوس مجمع سے کہ جسکو آپنے مجمع کثیرہ لکھا ہے
وقت بھی ظاہر ہوجاوے کہ اوسمین کیسے کیسے با وقعت اہل اللہ شامل رہے ہین —
حضرت سید اشرف جہانگیر نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لطائف اشرفی مین
اور صاحب سیر الاولیا نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر الاولیا مین — اور حضرت
شاہ عبد الحق دہلوی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار مین اور حضرت
شیخ عبد القدوس قطب عالم گنگوہی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لطائف
قدوسی مین اور حضرت علی اصغر بن شیخ داود بہاولی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر فریدی
اور مخزن مناقب چشتیہ مین اور حضرت شاہ علاء الدین حسینی برناوی رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب چشتیہ فردوسیہ مین اور حضرت شیخ محمد ہاشم صاحب
خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات مین
اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب انتباہ اور حضرت مرزا مظہر جان جانان نقشبندی مجددی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنی کتاب مکتوبات مظہریہ مین اور حضرت شیخ ابو سعید نقشبندی مجددی
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ہدایۃ الطالبین مین اور حضرت شاہزادہ داراشکوہ
قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیا مین — اور حضرت مولانا نور احمد صاحب
خلیفہ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب موحد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الہام الرحمن
مین اور حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مراۃ الاسرار مین —
اور حضرت مولانا محمد اکرم صاحب صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اقتباس الانوار
مین اور صاحب سیر الاقطاب صابری رحمۃ اللہ علیہ نے سیر الاقطاب مین —

اور حضرت محمد بلاق صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مطلوب الطالبین مین اور
صاحب خزینتہ الاولیا نے خزینتہ الاولیا مین اور صاحب چشتیہ رح بہشتیہ نے
چشتیہ بہشتیہ مین اور صاحب سبع سنابل رحمتہ اللہ علیہ نے سبع سنابل
مین اور جناب حافظ محمد حسین صابری خلیفہ حضرت مولانا امانت علی صاحب رحمتہ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب انوار العارفین مین حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا حال لکہا ہے
بعض حضرات نے شجرہ بہی نقل کیا ہے۔

ان حضرات کے حالات اور کمالات اظہر من الشمس ہین کہ جنہون نے اپنی اپنی تالیفات
مین حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ مع شجرہ کے لکھا ہے تو اب ہر ذی عقل
خود سمجھ سکتا ہے کہ جس ذات ستودہ صفات کا ذکر ایسے ایسے بزرگان چشتیہ اور قادریہ
اور نقشبندیہ کرتے چلے آئے ہون اوسکے اثبات وجود مین کیونکر کلام ہو سکتا ہے
جو شخص ایسے پاک مجمع کے برخلاف جسمین صاحبان کشف شامل ہین یعنے ایسے حضرات
اپنے کو داخل سلسلہ صابریہ لکھتے ہین جو اپنے اپنے وقت مین اولیا ر سلسلہ کے
مزارات پر حاضر ہوکر ایسے ہی فیضیاب ہوتے رہے ہین جیسے مریدان باصفا شیخ حی
کے حضور مین فیضیاب ہوتے ہین۔ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے وجود باجود سے انکار
کرے تو بیشک وہ منکر سواد اعظم اور پیرو وسوسے اور ہوس ہے۔ اور موافق ارشاد
من یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت
مصیرا اسکے نار جہنم اوسکا ٹھکانہ ہے۔ اور حدیث ومن شذ شذ فی النار
کے اوسکا ٹھکانہ دوزخ ہے جناب خلیل الرحمن صاحب اب مین محض بطریق ہمدردی
آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اپنے ایسے سلسلہ عالیہ کو جسمین لاکہون اہل اللہ داخل

ہین کرشمہ جمال کے صفحہ ۵۰ پر سے بیٹھا ہا کیونکر لکھا پا کیا کوئی بے بنیاد شجر ایسا پھیل سکتا
ہے کہ جسکے شاخین مشرق سے مغرب تک سایہ گستر ہون کیا آپ دیکھتے نہین ہین کہ ہر
ملک اور ہر دیار اور ہر شہر مین صابریون کے جہر کا نعرہ بلند ہو رہا ہے مین نہایت انصاف
کی نظر سے کہتا ہون کہ جس جلسہ اور جس عرس اور جس خانقاہ مین جا سے وہ صابری
ہو یا نظامی اور قادری ہو یا نقشبندی دو چار ہی صابری ہوتے ہین تو اونکے جہر کے
بدولت عوام الناس کے کان اللہ صاحب کے نام پاک سے آشنا ہو جاتے ہین
اور پھر عوام الناس اوس جلسہ کو اللہ والونکا جلسہ کہتے ہین ۔
جناب خلیل الرحمن صاحب یکھو اسی سلسلہ عالیہ صابریہ کا ایک شیخ حرمین شریفین
مین کس لطافت اور پاکیزگی کے ساتھ رنگ صابری کو جمائی ہوئی ہے اور کس
کمال دیانت سے زایران بیت اللہ کا امین امانت بنا ہوا ہے اور کس چلک اور ولک
سے نسبت صابری کو غالب کئے ہوئے ہے ۔ کیا خانہ خدا مین کوئی دشمن خدا یعنے
مصنوعی سلسلہ والا ایسا فروغ پا سکتا ہے نہین ہرگز نہین پا سکتا ۔ اگر خدانخواستہ
ایسا ہو تو وہ تمامی احادیث جنمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے کہ
اللہ تعالی نے حرمین شریفین کی محافظت کے واسطے فرشتے مقرر فرما رکھے ہین جھوٹے
ہو جاوینگے ۔ کوئی دشمن خدا خانہ خدا مین ایسے پاک اور پیاری نظرون سے دیکھا نہین
جا سکتا جیسے پیاری نظرون سے آج حضرت قبلہ و کعبہ ام جناب حاجی محمد امداد اللہ
صاحب صابری دام فیضہم کو باشندگان خیر البلاد جنکی تعریف خود خیر البشر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمائی ہے دیکھتے ہین ۔ اللہ اکبر یہ کیسی روشن دلیل مخدوم پاک رحمۃ
اللہ علیہ کے اثبات وجود کی ہے کہ حضور کے ایک نام لیوا کو بوجہ غلبہ نسبت صابریہ کے

باشندگان دیار محبوب اپنا محبوب بنائے ہوئے ہین - خلیل الرحمن صاحب
آنکھین کہولو اور دیکھو کہ جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے باشندگان دیار کی دید کو
ہر دیار کے عاشق مسلمان اپنا فخر سمجھتے رہے ہین آج اوس پیارے دیار کے برگزیدہ
حضرات ایک صابری کے دید کو اپنا فخر سمجھتے ہین اور افسوس آپکے حال پر کہ
آپ نے ایسے ذات بابرکات کی نسبت جسکے فیض نے روے زمین پر اہل زمین
کے دلونکو نور سے معمور کر رکھا ہے اخبارات اور کرشمہ جمال کے صفحہ ۵ اپر ایسے کلمات
بے ادبانہ لکھے ہین جنکو نقل کرتے دل توڑتا اور ہاتھ کانپتا ہے -

مگر بضرورت وقت محض اسوجہ سے نقل کرتا ہون کہ کل اہل اسلام پر اون جھوٹے
معاونین خلیل الرحمن صاحب کا جھوٹ ظاہر ہوجاوے جو بیچون کی سی صورت بنا کر
بھولی بھولی زبان اور سادہ سادہ الفاظون مین سیدھے سادہ مسلمانونکو یہ
بیان کرکے دہوکا دیتے پھرتے ہین - کہ خلیل الرحمن نے تو عمدہ سوال کئے ہین
وہ تو مخدوم صاحب کلیری رحمتہ اللہ علیہ کو ولی برحق کہتا ہے وہ تو اونکی نسبت
ایک کلمہ بھی توہین کا نہین کہتا ہے صابری اوسکو عمداً بدنام کرتے ہین - راقم
الحروف نے دو چار نام کے مولویون اور صورت کے فقیرونکو یہ پیشہ اختیار کئے
ہوے دیکھا ہے یہ لوگ کسی موقع پر تو کھلم کھلا غریب اور بیگناہ کل صابریون پر مخالفانہ
حملہ کرتے ہین اور بعض جگہہ دبی دبی زبان سے یہ تو ضرور ہی کہتے ہین کہ خلیل الرحمن
صاحب کے سوال تو اچھے ہین - صابریون نے بلا سبب اوس سے مخالفت
اختیار کر رکھی ہے -

اب مین باواز بلند کہتا ہون کہ اے معاونین خلیل الرحمن صاحب اپنے حاسدانہ

آنکھ اپنی تھوڑی دیر کے واسطے بند کر کے نظر انصافانہ سے اون الفاظون کو دیکھو
جو صاحب کرشمہ جمال نے مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسے ولی برحق کی
نسبت لکھے ہین ۔ صاحب کرشمہ جمال لکھتا ہے کہ غلبہ حیوانی کے عالم مین ہوکر
خلاف حکم پیر قطب صاحب سے جنگ و جدال کر کے ولایت لینا بھلا کہین ایسا
ہو سکتا ہے ۔ ولایت نہوئی گشت کشتا ہوئی افسوس ہے کہ جس شخص کو ایسا غلبہ
حیوانی کا ہو اور اس غلبہ مین اوسکو اپنے نفع و نقصان کی بھی خبر نہو بھلا اوسکو ولایت
کیسے مل سکتی ہے کیونکہ غلبہ حیوانی کے افراد سے عین شرارت نفسانی ہوتے ہین
ای ناظرین غور سے دیکھو کہ خلیل الرحمن صاحب اور تمام کل جمالیون نے حضرت مخدوم
صاحب کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت سے کیسے صریح الفاظون مین انکار کیا ہے اور
کیسی مکروہ عبارت مین مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو مغلوب النفس کہا ہے اللہ اکبر
کیسے بڑے قلب اون لوگون کے ہین جو باوجود اسقدر بہرا کہنے کے بھی بیگناہ صابریونکو
بہرا اور جمالیون کو اچہا کہے جاتے ہین ۔ یارو یہ ہٹ دھرمی تو صاف بتا رہی ہے کہ
جسقدر معاندین خلیل الرحمن صاحب ہین چاہے وہ مولوی ہین یا فقیر جنکے سب
مثل جمالیون کے مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت سے منکر ہین ۔ ورنہ
ممکن نہین کہ بلا سبب کوئی مسلمان جسکے دل مین ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور وہ ایسے
ولی برحق کی ولایت سے انکار کرے یا اوسکو صفات نفسانی سے متصف کرے
کہ جسکی ولایت کے فیض سے لاکھون ولی اللہ ہوتے چلے آتے ہین ایسا گناہ عظیم
تو بجز غلبہ بغض و حسد کے اور سبب ہو نہین سکتا ۔

اسموقع پر ہمین یہ بھی ضروری کہنا ہوگا کہ جن صابریون نے اپنی عبارات مین حضرت

قطب جمال الدین احمد خطیب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی یا حضرت قطب الدین منور نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت الفاظ توہین لکھے ہیں وہ بھی مبتلاے غضب الٰہی ہونگے ۔ اور بیشک وہ لوگ بھی دشمنان خدا میں داخل ہین ۔ مگر اسقدر فرق ضرور ہوگا کہ جو غضب ان کی توہین کرنے والونپر نازل ہوگا وہی اوس ایک پر نازل ہوگا جو اس توہین کا باعث ہے اور باعث توہین نے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے کلمات نہین لکھے ہین جنکو سنکر یا دیکھکر عاشقان صابر رحمۃ اللہ علیہ کی صفت صبر پر قرار رہ سکتی ۔ کوئی صابری روئے زمین پر ایسا ہوگا جسکے دلپر ان الفاظ نے اپنا اثر نکیا ہو اپنے حسب حال اسکا تدارک کیا بعض نے صرف اسیقدر پر اکتفا کیا کہ الٰہی اس دشمن اولیا کو ذلیل فرما چنانچہ انکی دعا قبول ہوئی اور بعض نے بذریعہ زور قلم کے خاص اوسکی ذات سے علاقہ رکہا ہے جسنے توہین کی اور بعض نے اوسکو اور برادر اوسکے ساتہہ اولیا اللہ کو بہی شامل اوسکے پہوڑا یہ فعل ان صابریون آخر الذکر کا انکے قطعی خلاف تہا اللہ تعالیٰ بچاوے ۔

سوال دوم

مخدوم صاحب کے والد ماجد کا اسم شریف اور نسب یعنے قوم قریانی کیا ہے

جواب

کل اولیاے سلسلہ صابریہ کا اسپر اتفاق رہا ہے کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سید النسب ہین ۔ اور بعض نے حضور کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم شریف سید عبد الرحیم لکہا ہے اور سید عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب کا اسم گرامی سید عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خلف حضرت محبوب سبحانی

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔
اے ناظرین جسطور سے خلیل الرحمن صاحب کے زعم مین حضرت مخدوم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ طریقت مصنوعی اور فرضی ہے جسکا ثبوت بفضلہ تعالی تحریر
ہذا مین بذریعہ اجماع کے ہوگیا اور ویسے تو اظہر من الشمس ہو ہی رہا ہے۔ اوسیطور سے
حضور کا شجرۂ جدی اونکے نزدیک فرضی ہے سو مین لکھتا ہون کہ اگر بفرض محال شجرہ
جدی فرضی ثابت بھی ہوجاوے تو کیا اس سلسلہ عالیہ صابریہ مین کوئی نقصان آجاویگا
یہ ساری کرتوت جہالت کے ہین ورنہ شیخ وقت کی یہ شان نہین کہ اس قسم کے غیر
ضروری سوالات کرکے اپنے شیخوخیت کو برباد و مخاطبین کے وقت کو ضایع کرے
افسوس کیون جناب خلیل الرحمن صاحب آپکو باوجود شیخوقت ہونیکے اسکی بھی خبر نہین
کہ جریان فیض ولایت کے واسطے ولی کے شجرہ جدی کے صحت و عدم صحت داخل شرائط
نہین ہے صرف شجرہ طریقت کے صحت جریان کے واسطے شرط لازمی ہے۔ چنانچہ
اسوقت تک طالبان صادق جو بذریعہ بیانی کے طلب شیخ مین قدم دہرتے
ہین اول اسیکی جستجو کرتے ہین کہ شیخ صحیح السلسلہ ملے کسی منقطع السلسلہ سے
واسطہ نپڑجاوے اسموقع پر مین وہ ضرورت بھی ظاہر کئے دیتا ہون کہ جو تجدید اور تکرار
بیعت طریقت کے واسطے خاص ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ بعد بیعت طریقت کے
اگر طالب کو یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ جاوے کہ میرا شیخ منقطع السلسلہ ہے تو اسکو
دوسرے شیخ کے ہاتھ پر بیعت طریقت کرنی چاہیے کیونکہ بیعت اول فاسد ہے
وہ داخل بیعت ہی نہین ہوا اسوجہ سے تکرار بیعت ضروری ہے باقی کوئی ضرورت
بیعت طریقت کے فاسد کرنیکے واسطے کافی نہین ہے بعض حضرات رضی اللہ عنہم نے

ایک ضرورت تکرار بیعت کے یہ بھی لکھی ہے کہ اگر کوئی طالب بعد بیعت طریقت کے پیر طریقت سے بوجہ انتقال پیر یا بباعث بُعد راہ یا کسی اور سبب سے پیر کی تعلیم سے محروم رہ گیا ہو تو اوسکو دوسرے شیخ سے تکرار بیعت کرنے مین کوئی حرج نہین۔

تو ان حضرات کے ارشاد کی یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ طالب واسطے حصول مطلب تکرار بیعت کرے تو یہ تکرار بیعت تکرار بیعت طریقت نہین ہو سکتی البتہ داخل بیعت طلب اور بیعت صحبت وغیرہ ہو سکتی ہے اور اوس قسم کی بیعت کا دروازہ طالب کے واسطے لب گور تک کھلا رہیگا۔ کلام تو اسمین ہے کہ تکرار بیعت طریقت نہین ہو سکتی جیسا کہ مسئلہ شرعی ہے کہ تاوقتیکہ بیع اول شے بیع شدہ کے فاسد ہو لیگی اوس شے کی بیع ثانی نہو سکیگی اور جو غلطی سے یا دہوکے سے بیع ثانی ہو بھی جاوگی تو فاسد قرار پاوگی۔ ایسے ہی عورت کا خاوند اول جسکے ساتھ عقد نکاح اول وقوع مین آیا ہے طلاق نہ دیگا اور نکاح اول ساقط نہو لیگا تب تک اوس عورت کا نکاح ثانی شوہر ثانی کے ساتھ نہو سکیگا۔ ایسی ہی بیعت طریقت ایک عقد اور بیع ہے جسکی تکرار بغیر فاسد ہوئی ہوئی نہین ہو سکتی۔ اور امر فاسد کرنیوالا بیعت طریقت کا یہی نہین کہ مرید طریقت نے پیر طریقت سے تسلیم نہین پائی اسوجہ سے بیعت فاسد ہو گئی اور تجدید بیعت جائز ہو گئی اور بعض حضرات نے نسبت ضرورت ہی تکرار بیعت کے لکھی ہے کہ اگر پیر طریقت اجازت تکرار بیعت دے تو تکرار بیعت کرے۔

سو یہ تکرار بیعت بھی تکرار بیعت طریقت نہین ہو سکتی۔ کیونکہ اجازت پیر طریقت باعث اسکا نہین کہ بیعت اول فاسد ہو جاوے یہ تکرار بیعت ہے داخل بیعت طلب ہو گی

کیونکہ اجازت شیخ خود ایک واسطہ موجود ہے جسکے ذریعہ سے یہ طالب بوجہ وسعت استعداد دیا بسبب حکم قضا و قدر واسطے لبریز کرنے اپنے کاسۂ استعداد کے دوسری طرف کو رجوع کیا جاتا ہے سو وہ دوسری طرف بوجہ تعین شخص کے بولے جاتی ہے حقیقت مین شیخ اول ہی باعث حصول کمال مرید ہوتا ہے چاہے کسی صورت مین تکمیل مرید کرا دے اسموقع پر اگر فضل الٰہی شامل حال مرید ہوتا ہے تو مرید شیخ ثانی کے فیض کو فیض شیخ اول ہی تصور کر کے شیخ اول ہی کی طرف رجوع لاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرید بوجہ حصول کمال شیخ ثانی ہی کو شیخ کامل اور شیخ اول کو شیخ ناقص سمجھہ کر شیخ ثانی ہی کا دم بھرتا ہے۔

اور شیخ اول کا نام بھی نہین لیتا۔ اور یہ امر بیشک باعث محرومی طالب ہوتا ہے مریدان باصفا ایسے ہوتے ہین کہ ایک روز حضرت سلطان المشایخ رحمتہ اللہ علیہ چوڈول پر سوار تشریف لیئے جاتے تھے ناگاہ کہار علیل ہو کر بیکار ہو گیا۔ ایک قلندر اوس مقام پر موجود تہا اوس قلندر نے محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے چوڈول کو کاندہا لگایا اور ایک ہی کاندہے سے مکان تک پہونچایا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے حاضرین نے عرض کیا کہ یہ قلندر ہے اور اسطور سے حضور کی خدمت بجالایا ہے اوسوقت حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک ایسی نظر رحمت اوسپر ڈالی کہ قلندر پر تمامی علویات اور سفلیات منکشف ہو گئے قلندر نے رقص کرنا شروع کیا کہ میرے پیر و مرشد کا فیض مجھکو پہونچا اور میرے پیر و مرشد نے میری دستگیری فرمائی اور میرے پیر و مرشد کی عنایت نے مجکو نوازا ہے۔ حاضرین نے اوس قلندر سے کہا کہ پیر تیرا یہان کہان ہے قلندر نے

جواب دیا کہ اے یارو اگر میرا پیر مجکو قبول نکرتا تو حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ بنظر عنایت میرے حال پر ہرگز ہی نفرماتے پس جو کچہ فیض مجھکو حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ نے عطا فرمایا یہ اثر میرے پیر ہی کی قبولیت کا ہے کہ وہ مجکو اول قبول کرچکا ہے بعد ازان محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ نے مجہکو قبول فرمایا یہ قول اوس قلندر کا حضرت محبوب الہی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا اور حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے یارو پیر پرستی اس قلندر سے سیکہو۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ بیشک طالب صادق کی صداقت کا قیام اگر ممکن ہے تو اسیصورت سے ممکن ہے کہ وہ ہر فیض کو جو اوسکو بذریعہ بیعت طلب حاصل ہووے اپنے ہی پیر طریقت کا فیض تصور کرے۔ اور اپنے ہی پیر طریقت کا دم بھرے جاوے[1] بعض حضرات نے ایک صورت تکرار بیعت کی یہ بہی لکہی ہے کہ جو طالب خاندان قادریہ مین بیعت ہے وہ خاندان چشتیہ وغیرہ کے کسی بزرگ سے واسطے داخل ہونے خاندان چشتیہ کی تکرار بیعت کرسکتا ہے

سو یہ تکرار بیعت بہی داخل بیعت طلب ہی ہوگی یہ ہرگز ہی نہین ہوسکتا کہ ایک طالب کل خاندانون مین جدا جدا بیعت طریقت کرے کیونکہ طریقت بعد ذات خود

---

[1] حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کا یہ قول رشحات مین لکہا ہوا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ جو نعمت کسی دوسری جگہ سے پاوے اوسکو وجہ سے اپنے ہی پیر کا شکرانہ ادا کرے اور اوسکو اپنے ہی پیر کا طفیل سمجہے۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قول کی تائید مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول بہی نقل فرمایا ہے۔ کہ ادب مریدان با پیران ہمین ست ہر نعمتے کہ بدست آید آنرا الطفیل پیر خود داند و شکرانہ پیر خود ادا نماید کہ این ہمہ دولت بدولت پیر است ۔ ۱۲

متعدد نہین ہان شعبہاے طریقت متعدد ہین اسلیے بیعت طریقت متعدد پیرون کے
ہاتہہ پر ہو نہین سکتی - جسوقت طالب پیر طریقت سے بیعت طریقت کرتا ہے وہ وقت
گویا اوس طالب کی تولید کا ہوتا ہے جو طالب کی ذات مین ازل سے موجود ہوتی ہے
اور جسکا اظہار اور ظہور اتحاد پیر اور مرید پر منحصر ہوتا ہے - اس اتحاد پیر اور مرید مین ایسے
ہے کسی تیسرے کی گنجایش نہین جیسے فعل و انفعال والدین مین جسکا نتیجہ تولید ولد
ہوتا ہے شخص ثالث کی گنجایش نہین ہوتی البتہ وہ طلب جو بیعت ہوتی ہے ظاہر
ہوتی ہے ابتدا ہوئی مثل بچہ شیرخوارہ کے ہوتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ بچہ کی پرورش
مین سواے والدین کے دایہ وغیرہ شریک ہو جاتے ہین اور وہ بچہ اونکی پرورش کے
ذریعہ سے حد بلوغ کو پہونچتا ہے ایسے ہی اکثر بزرگون کے حالات سے یہ بات ظاہر ہے
کہ وہ بیعت طریقت تو کسی اور سے ہوے ہین اور اونکی تکمیل سلوک کسی دوسری
شیخ نے کرائی ہے تو شیخ ثانی جسنے سلوک طے کرایا ہے پیر طریقت نہین ہو سکتا
البتہ پیر صحبت ہو سکتا ہے پیر طریقت وہ ہی پیر ہے جسکے ہاتہہ پر اول بیعت طریقت کی ہے
چنانچہ سیر الاولیا کے نکتہ ثالث باب ششم مین لکہا ہوا ہے کہ حضرت سلطان المشایخ
نے فرمایا کہ بعض درویش ایک پیر کے ہاتہہ پر بیعت کرکے اوسپر اکتفا نہین کرتے دوسرے
پیر سے بیعت کرکے خرقہ حاصل کرتے ہین - میرے نزدیک یہ فعل اونکا کوئی شے
نہین ہے کیونکہ مرید کو محبت حق تعالی جل و علی موافق اندازہ محبت پیر کے حاصل
ہوتی ہے جب دو پیرون سے بیعت کی اور خرقہ حاصل کیا تو یہ کیونکر راست ہو سکتا ہے
بیعت وہ ہی ہے جو اول پیر کے ہاتہہ پر کی ہے یہ ارشاد حضرت محبوب الہی رحمتہ
اللہ علیہ کا صاف بتا رہا ہے کہ بیعت طریقت وہ ہی بیعت ہے جو شیخ اول کے

ہاتھہ پر کی گئی ہے اور جسکے ذریعہ سے اوس طلب کا ظہور ہوا جو ازل سے ذات طالب مین موجود تھی راقم الحروف کہتا ہے بیعت طریقت کرنا تو درکنار طالبان صادق کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ سواے وضع ظاہری اپنے پیر طریقت کے کسی دوسری وضع ظاہری کو بھی اختیار کرنا پسند نہین کرتے چنانچہ اکثر کتابون مین یہ نقل موجود ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشایخ رحمۃ اللہ علیہ حوض پر اشراق کی نماز مین مشغول تھے درویشون کی ایک جماعت نے حضرت سلطان المشایخ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھہ کر کہا کہ شاید یہ بہاالدین ہے اونمین سے ایک نے کہا کہ بہاالدین کس وجہ سے کہا جواب دیا کہ انکا عمامہ بطریق عمامہ بہاالدین کے بندہا ہوا ہے اوسی وقت حضرت سلطان المشایخ رحمۃ اللہ علیہ نے عمامہ کو سر مبارک سے اوتار کر جلا دیا اور فرمایا کہ مجکو عمامہ بطور عمامہ فریدالدین کے باندہنا چاہیے جسکی وجہ سے مجہکو لوگ فریدالدین کہین ۔

اور حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مکیہ مین یہ لکھا ہے کہ جو توحید مطلب نرکھے وہ ہر جگہہ پراگندہ اور پریشان پھرے خداے تعالی بھی اوسکی پروا نکرے کہ کونسے جنگل مین ہلاک ہوا اسلیے جیسا کہ حق اور قبلہ ایک ہی شیخ طریقت کو بھی ایک ہی جانے اور بہت سی پراگندگی مین ہلاک نہووے

اور بعض حضرات نے ایک ضرورت تکرار بیعت کی یہہ بھی لکھی ہے کہ اگر طالب کو اس امر کی بدیہی تصدیق ہو جاوے کہ اوسکا پیر بروقت کرنے بیعت کے فسق و فجور مین مبتلا تہا تو اوس مرید کو تجدید بیعت کرنی جایز ہے ۔

یہ تکرار بیعت بیشک داخل بیعت طریقت ہوتی ہے ۔ ایسی صورت مین بیعت اول فاسد اور بیعت ثانی صحیح ہوگی ۔ کیونکہ جب فاسق اور فاجر لایق شیخوخیت

ہی ہئین تو بیشک اوسکے ہاتھہ پر جو بیعت ہوگی وہ بوجہ عدم شرایط شیخوخیت کے معدوم ہی ہوگی تو ایسے پیران مختار کے ہاتھہ پر جو بیعت ہوتی ہے وہ باعث تولید اوس طلب کی نہین ہو سکتی جسکا اظہار پیر اور مرید کے اتحاد پر منحصر ہے اور جسکے اظہار کے بعد ظاہر کنندہ ثانی کی ضرورت نہین رہتی اسلئے ایسے مرید پر تجدید بیعت واجب ہوتی ہے کیونکہ جس شیخ کے ہاتھہ پر اول بیعت کی تہی وہ شیخ نہین قُطاع الطریق تہا اور قُطاع الطریق کے ہاتہہ پر بیعت درست نہین ہوتی ۔ شرایط خلافت طریقت مین مجملا لکھہ آیا ہون کسیقدر یہان بہی لکھتا ہون تا کہ طالبان صادق کسی کاذب کے پہندے مین نہ پہنسنے پاوین ۔ لایق شیخوخیت وہ شیخ ہوتا ہے جو عالم حقیقت اور منازل حقیقت ہوتا ہے اور عارف تلوینات اور تمکینات ہوتا ہے اور واقف آفات اور فوایدراہ ہوتا ہے اور مکاشفات سے مشاہدات کے اور مشاہدات سے جانب معاینات انوار اور تجلیات صفاتی اور ذاتی کے عروج کرتا ہے ۔ بلکہ ان کل مقامات سے گذر کر فنا سے بقا کی طرف اور بقا سے بقاء البقا کی طرف عروج کرتا ہے راقم الحروف کہتا ہے یہ شرایط تو لایق پیران متقدمین کی ہین زمانہ حال کے پیران طریقت کے واسطے صرف اسیقدر کافی ہے کہ اونکا ضروری مسایل شرعیہ پر آگاہ ہونا جسکے ذریعہ سے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر سکین چاہیے یہ آگاہی بذریعہ تحصیل علم کے ہو یا بوجہ صحبت علما کے ہو اسکا ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر علم پیروی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو نہین سکتی اور بغیر پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مشیخت کا ہاتھہ آنا محال ہے اور بغیر حصول نسبت مشیخت رہنمائی طالبان غیر ممکن ہے کیونکہ رہنمائی وہ ہے کر سکتا ہے جسکو مشکوۃ

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نورانیت نصیب ہوتی ہے باما منور ہوسے نور محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو نتیجہ اتباع اور تکمیل اتباع ہے شیخوخیت مسلم ہے نہین ہوسکتی
ع خفته را خفته کے کند بیدار ۔ علاوہ حصول اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بغیر علم کے فرائض اور سنن اور نوافل اور طاعات اور انواع محرمات
او ممنوعات وغیرہ کی بہی تمیز نہین کرسکتا ۔ اور جو شخص اسقدر بہی تمیز نرکہتا ہوگا
وہ راہ سلوک کی جو وصل دلدار تک پہونچانیوالی راہ ہے عوایق کا معالج کیونکر ہوسکتا ہی
اور اقسام مجاہدات اور انواع ریاضات پر آگاہ ہوکر طالبان راہ کو اونکی استعداد
کی تشخیص کرکے کیسے تعلیم کرسکتا ہے ۔ بہت سے طالب ایسے ہوتے ہین
کہ بغیر ریاضت سفلی کے تکمیل کی اونکو ریاضت علوی کچہہ فایدہ ہی نہین
دیتی ۔ جبتک پیر کو اسکی تمیز ہی نہوگی وہ مرید کو تعلیم ریاضت سفلی ہی کیونکر
کریگا ۔ اور مرید کو جبتک ریاضت سفلی کی تعلیم ہی نہوگی وہ بذریعہ ریاضت علوی
کے راہ سلوک طے ہی نکر سکیگا اکثر طالب اسی کشمکش مین عمر عزیز کو بوجہ ناقص پیرونکی
برباد کردیتے ہین ۔ راقم الحروف اسوقت آنکہون سے دیکہہ رہا ہے کہ مشایخ زمانہ جو
ہود ہین ایسے طالبونکو جو لایق ریاضت سفلی ہین بوجہ عدم تشخیص استعداد کے
تعلیم ریاضت علوی کرکے برباد کررہے ہین یعنے ایسے طالب تہوڑے ہی روزون
مین بیکار او ٹہتے ہین کہ ہمکو روزہ نماز کی کچہہ حاجت نہین ہے بہت سے درویش آج

مجہکو ریاست جاورہ مین ایک پیر صاحب سے جو ظاہری شان وشوکت بہت کچہہ رکہتے ہین ملنے کا اتفاق ہوا مین اونکی ازحد
کی تعریف پہلے سے سن چکا تہا حضرت مذکور اللہ کے فضل سے تمام احکام اور قیود شرعیہ سے تجاوز کیے ہوے تہے مین نے
دریافت کیا کہ جناب آپ نماز کیون نہین پڑہتے روزہ کیون نہین رکہتے ارشاد ہوا کہ ہمکو اور ہمارے مریدونکو پابندی

ایسے پائے جاتے ہین جو نماز وغیرہ کو بالاے طاق رکھکر فرایض اور واجبات کی قید سے سبکدوش ہوگئے ہین ایسے درویشان آزاد کی خدمت مین وہ حضرات عوام جو قبل از بیعت ہی فرایض او رواجبات سے بوجہ غفلت اور شامت اعمال کی بہاگے ہوے ہوتے ہین جوق جوق نہایت عقیدت کے ساتھہ حاضر ہوکر بیعت ہوتے ہین اور اس بیعت سے یہ نتیجہ حاصل کرتے ہین کہ قبل از بیعت جن افعال نامشروع کو گناہ کبیرہ جانتے تھے اور گاہے ماہے خدا کا خوف بھی کرتے تھے اور اوپر کے دل سے بخوف موت توبہ بھی کر لیتے تھے بعد بیعت ہونیکے اون افعال نامشروع کو سنت پیر سمجھکر داخل حسنات جانتے ہین — افسوس بجاے گنہگار ہونیکے بطفیل بیعت بوجہ اصرار کبیرہ کے کافر ہوجاتے ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۞

مین نہین جانتا کہ جو لوگ اظہر من الشمس دشمن خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہوے ہین اونکو کس دلیل سے واصل بخدا سمجھا جاتا ہے — اللہ اکبر اللہ تعالی تو جسکے عشق کا ان مدعیان باطل کو دعوی کامل ہے اپنے کلام پاک مین پانسو مقام پر تاکید نماز فرمائی اور ان عاشقان مصنوعی کا اُسطرف کو التفات بھی نہوے سبحان اللہ یہ عجیب عشق ہے یہان تو مبتلایان صورت اور گرفتاران نفس اپنے معشوقان مجازی کے بجاآوری حکم مین بال برابر بھی فرق نکرین اور یہ عاشقان خدا حکم خدا کی طرف کان بھی ندہرین اور اوسپر طرہ یہ کہ علاوہ عدم تعمیل حکم کے

شرع اور عبادت کی کچہہ ضرورت نہین اسلئے کہ ہم حق الیقین کے اوس مرتبہ تک پہونچا دیتے ہین کہ جہان عبادت کے تعلقات منقطع ہوجاتے ہین جیسا کہ کلام پاک مین اللہ پاک ارشاد فرماتے ہین اعبد ربک حتی یاتیک الیقین مجھے اس دشمن رسول کی کلام سے ایک سخت غصہ آیا اور اسکا مطلب سمجہا یا مگر وہ کنندہ نا تراش کی سمجھہ مین نآیا معاذ اللہ یہا ںسے نظر لغات مصر کنا

شب و روز اون افعال مین مبتلا ہین کہ جو خلاف مرضی معشوق ہین یعنے جن افعال کی ممانعت
از جانب معشوق ایسی ہے تاکید سے کی گئی ہے کہ جیسے اداے نماز کے واسطے
تاکید فرمائی گئی ہے تو پھر ایسے لوگ جو نہ امر کے پروا کرتے ہین نہ نہی کا خوف کرتے ہین
باخدا کیونکر ہو سکتے ہین افسوس کوئی صاحب بجالت واصل بحق ہونیکی تارک صوم
وصلوٰۃ اور مرتکب شب اکخواری اور چانڈو بازی ہین اور کوئی صاحب ڈومون اور
رنڈیون کے گھر دعوتین اوڑا رہے ہین — اور کوئی صاحب سر سے پاؤن تک
خلاف وضع محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنائے ہوئے
ہین بھلا غور کرو جس شخص کی صورت خدا کے محبوب کے دشمن کے سے ہوگی
اوسکی طرف خدا کیونکر نظر رحمت سے دیکھیگا اور وہ کیسے مقربان خدا سے ہوجاویگا
اور کوئی صاحب ہاتھہ پاؤن مین حنا لگائے ہوئے اور پوروے پورو سے چھلے
پہنے ہوئے ہین یعنے ایسی صورت بنائی ہوئے ہین جسپر خدا لعنت کرتا ہے اور
پھر مقرب بارگاہ ہین — غرضکہ اسیطرح سے ہندوستان مین زیادہ اور ملکون مین
کم یہ طوفان برپا ہو رہا ہے ہزارون پیر اسی قسم اور اسی ڈھنگ کے موجود ہین اور بندگان
خدا کی گمراہی کے ایمان کو بھی ور گور کئے دیتے ہین

اب مین باواز بلند کہتا ہون کہ جو پیران زمانہ بجا آوری امر مین پہلو تہی کرتے ہین اور مرتکب
نہی ہوتے ہین وہ پیر طریقت نہین راہ مار ہین اور جو لوگ اونکو پیر طریقت اور واصل
بحق کہتے ہین وہ بھی مدعیان خدا مین داخل ہین کیونکہ اللہ تعالی تو یون فرماوے
ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنے اللہ تعالی کے نزدیک تم مین سے بزرگ وہ ہے
جو متقی زیادہ ہے اور یہ لوگ برخلاف متقی کے فاسق اور فاجر کو بزرگ کہتے ہین —

اسلئے مدعیان خدامین داخل ہین۔
علاوہ اسکے ایسے لوگونکو ولی کہنا یا مقرب بارگاہ خداوندی جاننا جو صریح طور سے لقمہ حرام کہارہے ہین بیشک مدعیان خدامین داخل ہوناہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یون فرماوین کہ جو گوشت حرام کے کہانے سے پیدا ہوا اسکے لئے آگ سب سے بہتر ہے اور یہ اوسکو جنتی نہین بلکہ جنت مین لیجانیوال کہین اتنا نہین سمجھتے کہ جب اللہ تعالی نے بحالت جنابت مسجد مین آنے سے اور بیوضو قرآن کو ہاتہہ لگانے سے منع فرماتا ہے تو وہ اوس شخص کو جسکا دل حرام اور شبہ کے روپیہ کی طرف رجوع رہتا ہو اور جسکا کہانا اور پوشاک سب حرام کی ہو اپنی بارگاہ مین کیونکر بلاایگا خیر یہ قصہ دراز ہے اللہ تعالی ہر طالب کو توفیق عطا فرماوے کہ وہ دیکہہ بہال کر پیر کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیوے اب مین پہر خلیل الرحمن صاحب کو مخاطب کرکے کہتا ہون کہ اجراے سلسلہ کے واسطے شیخ کے شجرہ طریقت کی صحت لازمی ہے شجرہ جدی کی صحت کی ضرورت نہین ہے اگر صحت سلسلہ جدی داخل شرایط ہوتے تو خاندان چشتیہ تو اول ہی روز معدوم ہو جاتا۔ کیونکہ حضرت خواجہ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے والد صاحب کے نام مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک انکے والد صاحب کا نام مولی ثابت انصاری ہے اور بعض کے نزدیک موسی ابن خواجہ اویس قرنی ہے
ایسے ہی حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ کے حسب کا پتہ ہے نہ نسب کا نشان ہے
اسیطور سے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کو بعض نے خراسانی الاصل

اور بعض نے سمرقندی الاصل اور بعض نے بخاری الاصل اور بعض نے کوفی الاصل لکہا ہے۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اگر آپکو محض بطریق تحقیق سے سلسلہ صابری کی تحقیقات منظور ہوتی تو آپ سب سے پہلے ان حضرات رضی اللہ عنہم کے حسب ونسب کی تحقیقات کرتے جو آپکے خاندان چشتیہ کے طبقہ اولی کے بزرگ ہین۔ اسکی کیا معنی کہ طبقہ اولی کے بزرگ کے حسب ونسب کی طرف تو التفات نہین مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے حسب ونسب کی تحقیقات ہو رہی ہے

علاوہ اسکے اگر انکے دل مین حسد موجزن نہوتا تو ضرور تہا کہ آپ اوس حسب ونسب کو جو کسی صابری نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کافی سمجھتے کیونکہ اسکی تحقیقات ضروریات مین داخل نہین ہے

علاوہ اسکے اگر آپکا قلب سلیم ہوتا تو اسمین یہ خیال ضرور ہی آتا کہ کیا بعید ہے جو اللہ تعالی نے بزرگان سلسلہ عالیہ صابریہ پر بذریعہ الہام آپکا حسب نسب ظاہر فرما دیا ہو جسکو وہ اپنی کتابون مین لکہہ رہے ہین۔

یہ سوال آپکی شان کے قطعی خلاف ہے کیونکہ اس سوال نے صاف بتا دیا کہ نہ آپکو علم سیر سے کچہہ حصہ ملا ہے اور نہ علم تصوف سے۔

اگر علم سیر ہی مین کچہہ دست رس ہوتا تو طبقہ اولی کے بزرگان چشتیہ کے حسب نسب کی کیفیت دیکہہ کر سوال سے باز رہتے اور جو علم تصوف سے کچہہ آگاہ ہوتے تو یہ سمجہہ کر کہ حسب نسب ظاہری کی صحت ولی اللہ کی جریان فیض کے واسطے شرط نہین ہے سوال ہی نکرتے۔ اللہ تعالی کل مسلمانونکو جہالت کی تیرگی سے بچاوے۔ آمین برب العباد

سوال سوم

مخدوم صاحب کی جائے ولادت بتائیے

جواب

مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کی جائے ولادت بعض کے نزدیک ہرات ہے اور اکثر نے جائے ولادت کا ذکر ہی نہیں لکھا۔ مین کہتا ہون کہ اگر جائے ولادت کو ہرات ہی مان لیا جاوے تو کیا ایں مین کچھہ نقصان آجاویگا۔ یا اگر جائے ولادت کا پتہ ہی نہ ملے تو کیا سلسلہ صابریہ کے جاری ہونے مین کوئی نقصان آجاویگا لاحول ولاقوت الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے سوالات ہی لغو اور رسایل کو بے توقیر کرنے والے ہین۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اگر تحقیق کو چھوڑ کر موافق زعم آپکی کتب سیر ہی پر دارومدار قرار دے لیا جاوے تو بہی مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کی جائے ولادت نہ معلوم ہونے سے سلسلہ عالیہ صابریہ مین کوئی نقصان نہین آسکتا یہ تو محض آپکے قوت واہمہ کا نتیجہ ہے کہ جسکو معنی جزویات پر بہی عبور نہین جو آپنے ایسا لغو سوال کیا ہے۔ کتب سیر کو غور سے دیکھئے کہ خواجہ عبد الواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے کس زور و شور کے ساتھہ خاندان چشتیہ جاری ہے اور اونکی جائے ولادت کا پتہ ہے نہ نشان اگر آپکی آنکھہ کتب سیر ہی پر ہوتی تب بہی آپ اوس وہم ناقص سے نجات پاجاتے جسنے تمکو مغلوب کر کے تمسے یہ لغو سوال کرایا ہے جناب

آپ تو شیخوقت ہین آپکو تو اسکا مصداق ہونا چاہیے تہا ؎ آن خیالات کہ دام اولیاست
عکس مہرویان بستان خداست ٭ آپکو ولادت صوری کے دریافت کرنے سے
کیا تعلق اور ولادت صوری کا معلوم کرلینا آپکے نزدیک کون بڑی بات تہی آپکی آنکہہ
تو ولادت معنوی کے دیکہنے والے ہونے چاہیے ؎ آنکہ بر افلاک رفتارش بود
بر زمین رفتن چہ دشوارش بود ٭ مجہکو سخت افسوس ہے کہ آپ پیر طریقت ہوکر حضرت
مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت صوری کا استفسار کرتے ہین - اور جس خیال
سے آپنے جاے ولادت صوری دریافت کی ہے وہ خیال آپکی شیخوخیت کو
بالکل ہی نیست و نابود کر دیوالا اور آپکو ؎ ہر خیال صلح شان و جنگ شان ٭
ہر خیال نام شان و ننگ شان ٭ کا مصداق بنانے والا ہے -
جناب اس خیال سے توبہ کیجئے سلسلہ کے جاری ہونیکے واسطے صحت
جاے ولادت صوری شرط نہین ہے ولادت معنوی شرط لازمی ہے جسکی تولید بعد
تکمیل اتحاد پیر اور مرید کے ظہور پذیر عالم ہوا کرتی ہے - اوسیکو خلافت طریقت اور
خلافت الہی کہا کرتے ہین - آپکا کار منصبی تو یہ تہا کہ آپ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ
کی ولادت معنوی کو بذریعہ اپنی بصارت باطنی کے دیکہتے اگر خدانخواستہ اوس
انکشاف مین کوئی خطرہ پیش آتا تو اوسوقت اون لاکہون صاحبان بصارت
کی بصارت اور اپنی بصارت کا مقابلہ کرکے خود ہی فیصلہ کرلیتے - اور ضرور تہا
کہ لاکہون اہل اللہ کے اجماع کے مقابلہ مین اپنے انکشاف کو منسوب بخطا کرتے
اسکے کیا معنی کہ اپنے کرنیکا کام خود تو کیا نہین دوسرونکے سامنے ہاتہہ پہیلاے
ہوے ہو - انا للہ و انا الیہ راجعون -

سوال چہارم

مخدوم صاحب کا نام علاءالدین علی احمد صابر ہے یا شیخ صابر یا شیخ عمر صوفی یا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر یا مخدوم شیخ علاؤالدین ہے -

جواب

یہ اظہر من الشمس ہے کہ تعداد اور تکثر اسما باعث تعدد اور تکثر ذات مسمی نہین ہو سکتا اور نہ موجب مسدودی فیض ذات مسمی ہو سکتا ہے مین کہتا ہون کہ اگر کسی طالب نے اوس ذات واحد کو جو سرمنشار سلسلہ عالیہ صابریہ ہے مخدوم علاءالدین علی احمد صابر کہہ کر پکارا اور کسی نے شیخ صابر اور کسی نے شیخ علی صابر اور کسی نے دوسری لقب اور نام کے ساتھہ پکارا تو کیا ان پکارنے والونکو بوجہ تعدد القاب اور تکثر اسماء کے فیض حاصل نہوگا -

افسوس جناب خلیل الرحمن صاحب آپکی پیری کہان ہے کیا وہ آپکی اسقدر بھی امداد نہین کرتے آپکی اون توہمات کو جو صاف اور معمولی مسایل کے آڑ ہو گئے ہین مرتفع کر کے آپکو آپکے کار منصبی کے انجام دینے پر مستعد کر دے - مین حیران ہون کہ جسوقت آپکے ہزارون مریدون مین سے کوئی مرید آپسے یہ سوال کرتا ہوگا کہ تکثر اسما اور صفات موجب تکثر ذات مطلق ہو سکتا ہے یا نہین - تو اوسوقت آپ اوسکو کیا جواب دیتے ہونگے ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار * واسے برحال اون مریدونکے جنکا پیر اوس مسئلہ مین جسپر تصوف کا دارومدار ہے

مخدوش بنا ہوا ہے جناب خلیل الرحمن صاحب آپنے اس لکچر سوال پر جسنے آپکی پیر پکو لکچر کر دیا اکثر اخبارات مین بہت ہی زور دیا ہے کہ صاحب سیر الاقطاب نے چار نامون کا ایک نام بنالیا ہے ـ

مین کہتا ہون کہ یہ چار نامون کا ایک نام جو بنا لیا ہے اوسی ذات کے واسطے تو بنایا ہے جو سرمنشاء سلسلہ عالیہ صابریہ اور حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہین یہ بناوٹ اسم کی ہرگز بھی باعث مسدودی فیض مسمی نہین ہوسکتی دیکھو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو ہند الولی اور خواجہ بزرگ اور خواجہ اجمیری اور خواجہ حسن سنجری بھی لکھا ہے اور کسی مقام پر پورا نام مع القاب وغیرہ کے بھی لکھا ہے تو کیا اس اختصار کی وجہ سے چار یا پانچ نام ہوجائینگے ـ نہین ہرگز نہین یہ کل خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہی لقب ہین ـ علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب کتب سیر کو غور سے تو دیکھئے اسی خاندان چشتیہ مین حضرت علو ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام پاک مین دو نام شامل ہین مگر چونکہ یہ کوئی نقص کی بات نہین ہے اسواسطے اکابرین چشتیہ رضی اللہ عنہم نے اسطرف کو التفات ہی نہین کیا اگر یہ بات باعث خرابی ہوتی تو ضرور تھا کہ بزرگان خاندان چشتیہ اول اسکے تنقیح فرما دیتے

جناب خلیل الرحمن صاحب یہ دو بزرگ ہین ایک علو دینوری اور دوسرے ممشاد دینوری علو دینوری تو چشتیہ مین اور ممشاد[1] دینوری سہروردیہ ہین ـ چنانچہ نفحات الانس مین لکھا ہے کہ یہ طبقہ ثالث کے بزرگان عراق سے ہین اور یہ صحبت یافتہ حضرت جنید بغدادی

[1] یہ صاحب قبل از شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ ہین سہروردیہ سے مراد اکابر سلسلہ سہروردیہ ہے ـ مظہر الغادی عفی عنہ

رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہین ۔ اور صاحب سلاسل الذوارفی سیر الابرار نے شجرہ سہروردیہ مین بعد جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا ہے اور جن کرامات اور خرق عادات کو متاخرین چشتیہ نے اپنے تصانیف مین حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے اونہی کرامات کو مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے نفحات الانس مین اور حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیا مین حضرت ممشاد دینوری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے تو جناب خلیل الرحمن صاحب جو کچھ اعتراضات آپنے چار ناموں کے ایک کرنیکے متعلق بیگناہ صابریون پر کئے ہین وہ اعتراضات موافق آپکے زعم اور خیال سے کل بزرگان چشتیہ چنین حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل ہین وارد ہو گئے ۔ واے برحال آپکے کہ آپنے کتب سیر کو بھی غور سے نہین دیکھا اگر دیکھ لیتے تو یہ غوغاے باطل جو چار ناموں کی نسبت سپا رکھا ہے نہ مچاتے اور خود ہی سمجھ لیتے کہ یہ امر کچھ نقصان دہ نہین ہے ورنہ بزرگان چشتیہ حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام کی تصریح ضرور فرما دیتے اور ایسے ہی بزرگان سلسلہ عالیہ صابریہ بھی چار نام سمجھنے اور اون چار کے ایک کرنے مین کچھ نقصان دیکھتے تو اوسکی تصریح فرما دیتے ۔

علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب اپنے اخبارات اور نیر کرشمہ جمال مین جو لکھا ہے کہ ان چارین سے کون صاحب سے آپکا سلسلہ صابریہ جاری ہے اوسکا اصلی

جواب تو یہی ہے کہ آپکو وہم نے گھیر رکھا ہے ۔ اجی حضرت صابریہ سلسلہ لفظ صابر کی وجہ سے صابریہ مشہور ہوا ہے اور وہ لفظ صابر چاہے لقب ہے یا نام پیر پیلیا سے لیکر اسوقت تک کے کل کتابون مین موجود ہے تو بحالت وجودگی لفظ اصلی صابر کے چاہے وہ لقب ہے یا نام آپ جیسے پیر طریقت کا یہ فرمانا کہ آپکا سلسلہ صابریہ کس سے جاری ہے بسا بعید ہے ۔ جناب سلسلہ عالیہ صابریہ کو اوسی لفظ صابر کے وجہ سے جو ہر کمی اور بیشی مین موجود ہے صابریہ کہا گیا ہے فقط

سوالات پنجم و ششم

ان کے دامادی کا ثبوت دیجئے کہ بابا صاحب کی کون سی صاحب زادی سے منسوب اور خواہر زادگی کا ثبوت دیجئے کہ کون سی بہن کے فرزند تھے ۔

جواب

بزرگان سلسلہ عالیہ صابریہ مین اسیقدر مشہور ہے کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہانجے اور داماد تھے اسکی تصریح نہین کہ کون سی بہن کے فرزند تھے اور کون سی دختر کے خاوند تھے ۔

اس قسم کے امورات کی تحقیق داخل ضروریات شریعت اور طریقت نہین ہے ولی برحق کی خلافت حقیقی کی تحقیقات کرنا ضروریات مین سے ہے کیونکہ بغیر اوسکے صحت کے ولی برحق نہ داخل بحث ہو سکتا ہے اور نہ دوسرونکو وصال

حق ہے فایز کر سکتا ہے ۔ اور وہ خلافت حقیقی ایک ایسا منصب ہے کہ مرید اوس منصب تک کامیابی حاصل کرتا ہے تو داخل اولاد معنوی ہو جاتا ہے ۔ اور رتبہ اولاد معنوی وہ رتبہ ہے جہان اولاد شیخ اور مریدان شیخ برابری کا حکم رکہتے ہین بسا اوقات اولاد صلبی اس منصب سے محروم رہجاتی ہے اور وہ غیر شخص جو سواے مریدی کے کسی قسم کا واسطہ شیخ سے نہین رکہتا بوجہ حصول رتبہ اولاد معنوی کے خلافت شیخ سے مشرف ہو جاتا ہے ۔ اس موقع پر کوئی کودر باطن یہ نہ سمجہے کہ مین اولاد شیخ کی عظمت کا منکر ہون نہین بلکہ مین رتبہ خلافت کا بیان کر رہا ہون کہ رتبہ خلافت پر پہونچکر اولاد اور غیر اولاد ایک ہی حکم رکھتی ہے اولاد شیخ کا رتبہ جو بوجہ اولاد ہونیکے اونکو حاصل ہوتا ہے وہ دوسری شے ہے جو مرید اوس رتبہ کے سوافق اولاد شیخ سے یا برادران شیخ سے کچہہ چون و چرا کریگا وہ فیض شیخ سے محروم ہو جاویگا ۔

آجکل بہت سے خلفا اولاد شیخ اور برادران شیخ کی بیعزتی کرتے ہین بیشک یہ لوگ چاہے خلیفہ ہون یا مریدان شیخ سے ہون نعمت باطنی شیخ سے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے محروم رہینگے ۔ اور یوم الحشر دامن شیخ کے نیچے امن نہ پاوینگے ۔ اولاد شیخ کی عظمت اس آیۃ پاک سے پاک باطنون کے واسطے کماحقہ ظاہر ہے قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتیون سے کہہ دے کہ مین جو کچہہ دعوت وغیرہ تمکو کرتا ہون اور راہ مستقیم بتاتا ہون اوسکے معاوضہ مین کوئی اجرت تمسے نہین چاہتا ہون البتہ یہ چاہتا ہون کہ میرے فرزندان اور اہل قرابت کو دوست رکہو

اس موقع پر آگاہ ہوجاوین وہ خلفا اور مرید جو اولاد شیخ سے بوجہ خود غرضی کے روگردانی کرتے ہین — اللہ تعالی ہر طالب کو اس بلا سے بچاوے — آمین برب العباد —

تو جناب خلیل الرحمن صاحب حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رشتہ کل معنوی حاصل تہا تو اب کیا ضرورت ہے کہ ہم رشتہ ظاہری کی ہی جستجو مین اپنا وقت ضایع کرین یہ ہی وجہ ہے کہ بزرگان سلسلہ عالیہ صابریہ نے ایسے ہی مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب وغیرہ ظاہری کی تفتیش نہین فرمائی جیسے طبقہ اولی کے حضرات چشتیہ نے حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب وغیرہ ظاہری کی جستجو نہین فرمائی تہی —

جناب خلیل الرحمن صاحب پیران عظام کی نظر ہمیشہ حقیقت پر رہتی ہے وہ مجاز کی طرف التفات ہی نہین کرتے یہ تو آپ ہی پیر طریقت ہین — جو اس قسم کی جستجو مین غرق ہین — اللہ تعالی ہمکو بہی بچاوے —

جناب خلیل الرحمن صاحب جب شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار مین اسقدر لکہہ دیا ہے کہ وہ بزرگ جنکا سلسلہ شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور وہ بابا صاحب کے داماد اور خواہرزادہ مشہور ہین — تو آپ کو وہ کون سی ضرورت پیش آئی جو آپنے رشتہ معنوی کو چہوڑ کر رشتہ ظاہری کی تحقیقات شروع کردی — ان تمام امور کے دریافت کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ان کل امور کو مصنوعی تصور کئے ہوئے ہین — سو یہ بہی آپکی پیری اور شیخت کے خلاف ہے — کیونکہ کل امور جنکی نسبت آپ سوالات کر رہے ہین جریان سلسلہ طریقت کے واسطے شرط نہین ہین نہ ان کل امور کا ثبوت باعث تقویت سلسلہ ہو سکتا ہے اور نہ عدم

ثبوت سبب معدومیت سلسلہ ہو سکتا ہے یہ کل آپکے توہمات ہین جو آپ اس قسم کے چکر مین پڑے ہوے ہین۔ حضرت آپ شیخ وقت ہین مجاز کو چھوڑئیے حقیقت پر نگاہ ڈالکر دیکھئے کہ فیض صابر کس رنگ ڈھنگ سے لگاتار برس رہا ہے۔

سوالات ہفتم و ہشتم

یہ قبر کلیر مین کب بنی ہے اور کس نے بنائی ہے اور ان چار ناموں مذکور الصدر مین سے کونسے بزرگ کی ہے۔

اور کس بادشاہ کے زمانہ مین کسکے اہتمام سے بنی ہے۔

جواب

ایک عرصہ تک مزار پرانوار مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا بوجہ ویرانی کلیر اور نیز بباعث استغراق ذاتی مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے بلا تعمیر رہا۔ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کو بعد وصال بھی بوجہ استغراق ذاتی کے اسطرف کو التفات ہی نہین تھا اور نیز بوجہ غالب ہونے فیض مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے جان نثاران سلسلہ بھی داخل سلسلہ ہوتے ہی مستغرق ہو جاتے تھے۔ اور رسوم ظاہری کی طرف اونکا التفات ہی نہین ہوتا تھا۔ یہ ہی استغراق کلی باعث اسکا ہوا کہ عرصہ دراز تک نہ تعمیر خانقاہ ہوئی نہ کوئی امر جسکا تعلق امور ظاہری سے ہے ظہور مین آیا۔ یعنے تالیف ملفوظات کی طرف بھی خیال نہین گیا یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کتب سیر مین قلت سے ہے اولیا اللہ کے

مرید اور مریدان مرید ہے اونکے حالات اور کرامات وغیرہ کو جمع کرکے لکھا کرتے ہیں جب
اون حضرات کا جو جمع کرنے والے تھے بوجہ استغراق کے یہ حال تھا تو پھر ملفوظات
کیسے جمع ہوتے اور بلا جمع ہوئے ملفوظات کے اہل سیر کو حالات کہاں سے
ملتے ۔ اس استغراق کلی کی کیفیت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ
اللہ علیہ کے زمانہ سے لیکر حضرت شاہ عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت
تک رہے ۔ یعنے اِن حضرات کا حال بعد وصال حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ
علیہ کے مثل حال صحابہ رضی اللہ عنہم کے رہا یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بوجہ
قرب زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایسی کیفیت رہی کہ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اتباع
جمع نکیا ۔ جب وہ اثر صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کم ہونا شروع ہوا تو تابعین
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی بڑی جانفشانیاں کرکے واسطے قیام اسلام کے
ہر ایک امر کا انتظام کرنا شروع کردیا اسیطرح سے جب زمانہ حضرت شاہ عبدالحق
ردولوی رحمتہ اللہ علیہ کا گذرا اور وہ اثر استغراق کم ہونا شروع ہوا تب بالہام
حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اس امر پر مامور
ہوئے کہ براے رونق سلسلہ اور قیام جریان فیض کے واسطے مزار پُرانوار کی تعمیر
کریں ۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے
بحضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ درخواست کے کہ اب طالبان خانوادہ کے جانب
نظر ترحم فرمائی جاوے چنانچہ یہ درخواست قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کے پایہ قبولیت
کو پہونچے اور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے بحکم حق طالبان حق کو موافق استعداد

طالبان حق کے فایز فرمانا شروع کر دیا۔ اوس روز سے آج تک جو دریاے فیض
صابری موج زنی کر رہا ہے اظہر من الشمس ہے۔ کوئی کور باطن اسقام پر یہ نہ سمجھے کہ
اول مخدوم پاک رحمتہ اللہ کا فیض نبد تنہا ابعد درخواست قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کے
جاری ہوا نہین بلکہ میری تحریر کا یہ منشا ہے کہ جیسا فیض اسوقت سے قبل بشان
استغراق جاری تہا اب وہ نرہا بلکہ موافق استعداد طالبونکی فیض رسانی شروع
ہوئی۔ پس مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک کی تعمیر کے بانی بالہام حق
حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ ہوے ہین اونکے بعد
وقتاً فوقتاً غلامان سلسلہ تعمیر کو وسعت دیتے رہے چنانچہ وہ تعمیر اسوقت تک موجود ہے
ان امور کی تحقیقات کرنا کہ مسجد کسنی بنائی اور سماع خانہ کس نے تعمیر کرایا اور حجرے
کسنے بنواے اور چاہ کسنے کندہ کرایا اور حوض کسنے بنوایا اللہ والون کا کام نہین ہے
یہ کام ناکارونکا ہے۔ اسوقت تک بھی جو عاشقان مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ
کلیر شریف مین حاضر ہوتے ہین اونکا خیال سواے حضور کے ان معاملات کی طرف
جاتا ہی نہین۔

وہ ایسے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر اوسکے دیدار سے محروم رہکر یا لائے تحقیقات
کیونکر کر سکتے ہین۔

اور نہ اسوقت تک سچے صابریونکو باوجود بڑے بڑے جائداد و نکے اسطرف کو
التفات ہے کہ نام آوری کے واسطے عمارات کو وسعت دیجاوے یا کوئی عمارت
نام کی غرض سے بنائی جاوے۔

اللہ تعالیٰ نے اسوقت تک سچے صابریونکو سازوسامان ظاہری سے بچا رکہا ہے

اور انشا اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت اللہ تعالیٰ صابریونکو دنیاوی سازو سامان سے بچائے رکھے گا۔

اور جناب خلیل الرحمن صاحب آپنے جو یہ دریافت فرمایا ہے کہ ان مذکور الصدر اسما سے یہ مزار کسکا ہے۔

اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ مزار اون بزرگ کا ہے جو بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے اور جنکا نام یا خطاب صابر ہے جسکی وجہ سے یہ سلسلہ صابریہ مشہور خاص و عام ہے اور جنکی توجہ سے لاکھون اہل حق اور طالب واصل بحق ہو گئے اور ہوتے چلے جاتے ہین۔

جناب خلیل الرحمن صاحب جس خیال سے آپنے یہ سوال کیا ہے وہ خیال آپکا بالکل آپکی شان اور آپکی شیخوخیت کے خلاف ہے آپکی تحقیقات سے ظاہر ہے کہ آپکے نزدیک یہ مزار جو پیران کلیر شریف مین موجود ہے مصنوعی ہے مین افسوس کرتا ہون آپکی پیری پر کہ آپ پیر طریقت ہو کر پیران عظام کی عظمت کے منکر ہوئے

کیست کافر غافل از ایمان شیخ * کیست مردہ بےخبر از جان شیخ * افسوس آپ جانتے ہی نہین کہ ذات شیخ محیط اعظم ہوتی ہے اور اوسکی یہ شان ہوتی ہے کہ اوسکے غلام جو جگہ اپنے علم اور یقین سے اوسکے واسطے مقرر کر لیتے ہین اوس جگہہ سے وہ ذات شیخ اپنے طالبونکو فیضیاب کرتے ہین۔

کیونکہ ذات شیخ قرب اور بعد سے متعلق نہین اور نہ طالبان شیخ کے طلب کو جسکا تعلق دلہاے عشاق سے ہوتا ہے قرب اور بعد سے علاقہ ہوتا ہے۔

اگر جناب خلیل الرحمن صاحب آپکو بوجہ تعلق کسی شیخ وقت کے ان مسائل کا علم ہوتا

تو آپ ہرگز بہی یہ خیال خام نہ پکاتے چونکہ یہ مسئلہ عوام کی عقل کے خلاف ہے اسواسطے اسکی تصریح بہی خلاف عقل ہے اسقدر بہی اسواسطے لکہا ہے کہ عوام الناس پر ظاہر ہو جاوے کہ خلیل الرحمن صاحب کو بحالت پیر طریقت ہونیکے پیران طریقت کی حقیقت سے آگاہی نہین ہے ۔

سوال نہم

کلیر کی جلنے اور مسجد کے گرنے اور مسلمانون کے دب کر مرنے کا کیا ثبوت ہے ۔

جواب

مجکو اسکے ثابت کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ یہ واقعات فلان فلان کتابون مین لکھے ہوے ہین ہان اسقدر ضرور لکہتا ہون کہ اس قسم کے واقعات گاہے گاہے از روے کشف بہی منکشف ہوا کرتے ہین جب یہ واقعات خارق عادات مین داخل ہین اور حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا ولی برحق ہونا ثابت ہے اور کرامت الاولیاء حق عقاید اہل سنت مین داخل ہے تو کیا بعید ہے کہ یہ واقعات حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ سے ظہور مین آئے ہون ۔ اور اونکا علم بذریعہ کشف کسی ولی سلسلہ کو ہوا ہو اور اوس ولی کے بیان کو کسی اہل سیر نے اپنی کتاب مین لکہا ہو ۔

یہ امور ایسے نہین ہین کہ جنکے متعلق ایسے جانکاہی سے بحث کی جاوے جیسے آپ کر رہے ہین ۔

علاوہ اسکے اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ واقعات بھی مصنوعی ہین جیسا کہ آپنے کرشمہ جمال کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے تو بھی مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے کمال ولایت مین کچھی نقصان نہین آسکتا کیونکہ کرامت کا اظہار شرط ولایت نہین ہے۔

علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب آپ ان واقعات کو جنکا تعلق کرامت اور خرق عادت سے ہے کرشمہ جمال کے صفحہ ۱۰ پر صابریون سے دریافت فرماتے ہین کہ مسجد کا گرانا اور علما اور فقرا اور فضلا اور اولیا اور مسلمانان نمازی کو عین نماز مین مار ڈالنا یہ افعال کیسے ہین اور انکا مرتکب کون ہے اور پھر ان افعال پر آپ حکم شریعت دریافت فرماتے ہین۔

خدا جانے آپکی پیری اور شیخت کس رنگ اور کس ڈھنگ کی ہے۔ جو آپ بحالت پیری متقدمین ہنود اور متاخرین ہنود آریا سماج کا اتباع کرتے ہین۔

یعنے ان لوگون کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ محمد صاحب کیسے رحمت للعالمین تھے جنہون نے ہزارون انسانون کو جہاد کرکے تہ تیغ کر ڈالا۔

ایسے ہی جناب خلیل الرحمن صاحب اپنے اخبار شحنہ ہند مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۸ء مین یون لکھا ہے کہ بفرض محال اگر بابا صاحب نے مخدوم صاحب کو صابر کا خطاب بھی دیا تھا تو برعکس صبر کے کلیہ مین جبر نمو تا غصہ مین مسجد گرائی نمازیونکو مارا خود عمداً ترک جماعت کی شہر کو جلا یا کیا اسیکا نام صبر ہے۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اگر آپ غور سے دیکھینگے تو آپ اپنے اس اعتراض کو جو آپنے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صابر ہونے پر کیا ہے مثل آریہ اعتراض کے پاوینگے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمتہ للعالمین ہونے پر یہود اور آریہ سماج نے کیا ہے۔ کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ اہل تصوف نے اپنی کتابون مین تحقیق سے لکھا ہے کہ اللہ تعالی کو جس قوم کا برباد کرنا منظور ہوتا ہے تو اوس قوم پر ابدال عبد القاہر کو منصب ابدالیت پر مقرر فرماتا ہے۔ اونکا کام یہ ہے کہ وہ بحکم حق اوس قوم کو جسپر مامور ہوتے ہین برباد کرتے ہین۔

کیا آپکو حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے قصہ کا علم نہین۔ دیکھو خواجہ خضر علیہ السلام سے کیسے افعال سرزد ہوے تھے جو صورتاً مذموم معلوم ہوتے تھے۔ جنکی مذمومیت ظاہری پر بوجہ غلبہ نبوت حضرت موسی علیہ السلام نے اعتراض کیا تہا۔ کلام پاک مین اس قسم کے قصون کا بیان فرمانا صرف اسی وجہ سے ہے کہ عوام آگاہ ہوجاوین کہ خاصان الہی کے بعض افعال صورتاً مذموم اور حقیقتاً بحکم حق ہوتے ہین تاکہ عوام خاصون کے افعال پر معترض ہوکر اپنا ایمان برباد نکرین۔ جناب خلیل الرحمن صاحب یہ کل افعال خرق عادت مین داخل ہین۔ ان پر حکم شریعت نہین ہے عطار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ ہی جیسے لوگون کو باین الفاظ آگاہ فرمایا ہے

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور * کہ صاحب دل اگر زہر سے خورد آن انگبین باشد * اور مولانا فرماتے ہین

ہرچہ گیرد علتے علت شود * کفر گیرد کاملے ملت شود * اسی موقع پر حضرت مولانا معنوی رحمتہ اللہ علیہ نے معترضان جاہل کو آگاہ فرمایا ہے

چون قبول حق بود آن مرد راست دست او در کارہا دست خداست * وہ فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ کے افعال افعال حق مین داخل ہین اور بہ الہام حق ہوتے ہین اس واسطے اون پر اعتراض

کرنا اپنا ایمان برباد کرنا ہے سہ انکہ جان بخشد اگر بکشد رواست ٭ نایب ست و دست او دست خداست ٭ غرضکہ جوکچہہ واقعات مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ سے بطور خرق عادت پیران کلیر شریف مین ظہور پذیر ہوسے نہ وہ لایق اعتراضات ہین اور نہ اون پر حکم شریعت اور حد شریعت جاری ہوسکتی ہے جناب یہ مسئلہ تو عام ہے خاص نہین آپ کیسے پیر طریقت ہین کہ آپ کو اس مسئلہ کی بہی خبر نہین سہی سبب بے خبری آپ کی باعث اسکی ہوئی کہ آپ نے بوجہ اون خرق عادات سکے جو پیران کلیر شریف مین ظاہر ہوئین حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمتہ کو بجاسے صابر کے جابر کہا اور لکہا۔ یہ نہ سمجہے کہ اسی قسم کے اعتراضات یہود وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہین اور وہ اعتراضات یہود وغیرہ سکے محض اسی وجہ سے ہوئے ستہے کہ اون پر کمال ذاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منکشف نہین تہا اور وہ مثل دوسرے انسانون کے حضور سرور کائنات کو بہی خیال کررہے تہے باقی کمالات سے آگاہ نہین ستہے اسی طرح آپ کی نظر مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ سکے اوس کمال ذاتی پر نہین پڑی جسکے فیض سے کل عالم مشرق سے مغرب تک فیضیاب ہورہا ہے۔ افسوس۔ سچ ہے سہ گرنہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ آپ جیسے پیر طریقت کے خیالات کو بعض روایات سیر نے جو فی نفسہ لایق التفات نہین ایسا چکر مین ڈالا کہ آپ کی بصارت باطنی بمقابلہ کمال باطنی مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی خیرہ ہوگئی۔ کہ یکاد البرق کی احتیاج ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوال دہم

بارہ برس تک کلیر کے میدان مین تلوار چلنے کا قصہ کس تاریخ مین لکھا ہے ۔
اور ان سب باتونکو آپکے مورخ کہان سے لکھتے ہین ۔

جواب

راقم الحروف نے بھی اکثر کتابون مین اس مضمون کو لکھا دیکھا ہے کسی نے لکھا ہے کہ برق جلال صابری بارہ برس تک کوندتی رہی اور بعض نے لفظ تلوار لکھا ہے ۔ کہ تلوار چلتی رہی ۔

مین کہتا ہون کہ یہ مضمون صحیح ہے مگر پیران جاہل چاہے جمالی ہون یا صابری اس مضمون کے اصول کو نہین سمجھتے ۔ خلیل الرحمن صاحب کی عدم واقفیت ہے باعث اسکے ہوئی ہے کہ وہ اس قسم کی استفسارات کرتے ہین ۔

اصل کیفیت یون ہے کہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا فیض فیض ذاتی ہے اور فیض ذاتی دو قسم پر منقسم ہے ایک فیض ذاتی بشان الوہیت ہوتا ہے دوسرا بشان ربوبیت ہوتا ہے مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا فیض از قسم الوہیت تھا اور اوسکی یہ شان ہے کہ صاحب تجلی کے وجود کو قطعی تاراج اور مرتفع کردیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ابتدائے تجلیات مین سے ایک قسم کی تجلی بصورت برق بھی ہوتی ہے یہ کیفیت جنپر گذرتے ہے وہ ہے خوب جانتے ہین تو جس کسی طالب پر یہ کیفیت بحالت حاضری مزار پر انوار کی طاری ہوگی

ہوگی اوسنے یون ہی بیان کیا ہوگا کہ جلال صابری کی برق کوندرہی ہے اور جسپر وہ تجلی شل تلوار کے ظاہر ہوئی ہوگی اوس نے تلوار ہی بیان کی ہوگی۔

اور وہی بیانات کتابون مین لکھے گئے جنکو آج پیران جاہل نے برق اور تلوار ظاہری سمجھ لیا ہے۔

اور یہ نہین سمجھتے کہ جو فیض اولیا اللہ کے مزارون پر ہوتا ہے اوسکا تعلق جسم ظاہری سے نہین بلکہ بصارت باطنی سے ہوتا ہے کوئی شخص اونکے فیض کو چاہے وہ فیض ذاتی ہو یا صفاتی۔ چشم ظاہری سے دیکھ ہی نہین سکتا وہ فیض چاہے کسی صورت مین طاری ہوے وہ صورت صورت ظاہری ہو ہی نہین سکتی۔

تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ جن اولیا اللہ پر بوجہ ارتفاع تعین جسمانی کے لفظ مردہ عاید ہوگیا ہے اونکے مزارون پر جو طالب حاضر ہوتا ہے وہ بغیر مردہ ہوے اونکا جلیس نہین ہو سکتا یعنے تا وقتیکہ یہ زندہ تمامی صفات موت سے چاہے وہ موت مقررہ ہو جسمین تقدیم اور تاخیر نہین اور چاہے بذریعہ خواب کے ہو اور چاہے بذریعہ استغراق کے ہو متصف نہین ہو جاتا تب تک اونحضرات سے مزارون پر حاضر ہو کر فیض خاص حاصل ہی نہین کر سکتا۔

رہا فیض عام وہ تو عام ہی ہے۔ وہ ہر خاص و عام پر ہر وقت حاضری مزار اولیا اللہ کے طاری ہوتا ہے مگر عوام کو اوسکی خبر نہین ہوتی۔

مگر فیض خاص بلا بغیر ارتفاع تعین ظاہری کے حاصل ہو ہی نہین سکتا جناب خلیل الرحمن صاحب اگر آپ ان مسائل سے آگاہ ہوتے تو آپکو ضرورت اس سوال کی

کرنیکی نہ پڑتی۔ خیر اللہ تعالی آپ پر رحم فرماوے۔

اور جناب خلیل الرحمن صاحب آپ نے یہ جو دریافت فرمایا ہے کہ ان سب باتونکو آپکے راوی کہان سے لکھتے ہین۔ اسکا جواب متعدد مقام پر دیچکا ہون مگر یہان بہی اسقدر اور عرض کرتا ہون کہ یہ حالات بزرگان سلسلہ صابریہ نے کئی سو برس کے بعد اسیطور سے کتابون مین لکھے ہین جیسے ایک عرصہ کے بعد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جنمین تمامی حالات اور معجزات درج ہین کتابون مین لکھے گئے ہین۔

پس جسطرح سے اون احادیث پر جنمین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھی ہوئے ہین اور ایک عرصہ کے بعد درج کتب ہوئے ہین ہمارا ایمان ہے ویسے ہی اون واقعات پر بوجہ تقاہب اولیاے سلسلہ عالیہ صابریہ کے ہمارا یقین ہے جیسے کوئی مسلمان احادیث پر بوجہ اجماع کے اسوجہ سے معترض نہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لکھے ہوئے نہین ہین ویسے ہی مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اون واقعات پر جو کئی سو برس کے بعد درج کتب ہوئے ہین کوئی مسلمان اعتراض نہین کر سکتا کیونکہ جیسے کتب احادیث پر اجماع امت ہے ویسے ہی اون واقعات پر جو مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ظہور مین آئے ہین اجماع اولیاے سلسلہ ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اب مین جناب خلیل الرحمن صاحب اور نیز دیگر حضرات ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اس میری تحریر کو غور سے دیکھین اگر کسی موقع پر مجھسے غلطی ہوئی ہو تو اوسکو صحیح فرماوین اور جو مضمون لایق قبول ہو اوسکو قبول فرماوین۔

مجکو اسد تعالی کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس تحریر کو باعث اتحاد اہل اسلام کریگا۔ اور سبب نفاق منافقین ۔ مجکو اسکی پروا نہین ہے کہ اس تحریر سے کسی منافق کا نفاق بڑہےگا مین صرف اتحاد اہل اسلام کا خواہان ہون اسد تعالی میری اس خواہش کو پورا فرمادے آمین برب العباد۔

تمام شد

تقریظ نتیجہ طبع وقاد عالم صوری و معنوی صاحب مراتب ظاہری و باطنی محب الفقرا انیس الغربا ابو الانوار نواب محمد رستم علی خان صاحب بہادر رستم رئیس اعظم اکبرآباد دام حشمتہ

فارسی کا یہ مشہور فقرہ کہ ،، دروغ رافروغ نیست ،، ۔ اور ہندی کا یہ جملہ ،، سانچ کو آنچ نہین،، بالکل ایک پایہ کا واقع ہوا ہے ۔ دونون ایک مضمون اور مراد کو مختلف پیرایہ اور لفظون مین ادا کر رہے ہین ۔ اگر یقین نہو تو پیرجی خلیل الرحمن صاحب کی شورش بیجا

و سوالات بے سر و پا ملاحظہ کیجئے۔ اور پھر ساتھہ ہی اونکے جوابات نفیسہ و غریبہ معاینہ کیجئے یہ موازنت اور مقابلہ دیکھہ کر ہر شخص نہایت سرعت اور تیزی سے ہمارے دعوے کی تصدیق کریگا۔

واقعی کچھہ دعوے ہی ایسا مدلل ہے کہ دعوے سے قبل دلیل خیال مین آجاتی ہے۔ سچ ہے تعجب کی کیا بات ہے "تا نہ پیرجی خلیل الرحمن جیسا کوئی مصداق سگ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد" پیدا ہوا اور نہ یہ گستاخ سوالات قایم کرے اور نہ پیشواے اہل عرفان حضرت قبلہ دین و ایمان سیدنا و مرشدنا شاہ محمد صوفی جانصاحب بسط اللہ ظل رشادہ علی العالمین جیسا جامع البرکات عین الحسنات شمس الدین و الدنیا بدر الاتقیا ۔ خوکردہ جمال احمدی پروردہ کنار جلال محمدی امام ارباب طریقت صدر آراے اصحاب حقیقت غریق ذات سرور کائنات اویس حضرت خلاصہ موجودات آئینہ جمال حقانی مظہر نمایش لامکانی پیدا ہو ورنہ ایسے جوابات سکتہ دیکر حق خدمت ادا کرے درحقیقت جوابات مین کچھہ ایسی دلچسپی ہے کہ طبیعت کو تسلیم پر مجبور کردیتی ہے سبحان اللہ کیا مدلل جواب ہین جوابات کیا ہین الہامی صحیفہ ہین ۔ واللہ دیکھتے ہی بیساختہ یہ زبان سے نکلجاتا ہے "خدایا بحجہ منی عاشقان سینہ ریش و جان گدازی طالبان خویش این برگزیدہ آفاق وحید الاخلاق راکہ اسم پاکش صوفیان صافی را روح پرور و جان بمقدسش گم کردگان بادیہ طلب را راہ برست و ہم بدکیشان گمراہ را تیغ بر سرست و مغضوبین بدکردار را خذلان در برست میان ہرد و رولایت دقیام محشر ختم نبوت فیض التجلیات و الانوار گرداناد"

حق تو یہ ہے کہ دیدہ حق بین بین مقبول ہونے کے لایق ہین اور قلب بدبین کو گمراہ کرنیوالے ہین ۔

حضرات ! یہ امر سننے کے لایق ہے کہ ایذا رسانی و بدگوئی و مخالفت تو نبی کی نبوت نامہ اور ولی کی ولایت نامہ پر مہر تصدیق کا حکم رکھتے ہین ۔ بلا ان امور کے بہت دشوار ہے کہ کوئی شخص ولایت یا نبوت کے مرتبہ پر فائز ہو ۔ یہ چیزین تو ایسمین لازم ملزوم کا حساب رکھتی ہین ۔ اگرچہ حساب دوستان دردل سہی چنانچہ مشہور بات ہے کہ مولانا برہان الدین غریب یا کوئی اور خلیفہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی جب اپنے وطن مالوفہ ہرات سے بغرض حصول بیعت حضرت سلطان المشایخ رضی اللہ عنہ روانہ ہوے تو ہر شہر و قصبہ مین آپ کے حالات دریافت کرتے ہوے چلے آتے تھے ۔ یہانتک کہ جب دہلی پہونچے وہان بھی کسی کی زبانی کوئی کلمہ بد یا توہین آپکی شان مین نہ سنا ۔ ان کو نہایت تعجب تہا کہ اللہ اکبر یہ کس قسم کی ولایت ہے کہ جسکا کوئی مخالف ہی نظر نہین آتا ۔ رفتہ رفتہ جب حضرت سلطان المشایخ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوے تو عرض کیا کہ مین تو حضور کی ولایت اور برگزیدگی کا شہرہ سنکر اکتساب نور معرفت اور حصول شرف بیعت کے لئے حاضر ہوا تہا لیکن یہان آکر مجھے معلوم ہوا کہ میری تقدیر مین یہ دولت نہین ہے اور اور بجاے اسکے محرومیت ازلی سے ہم آغوش ہوتا نظر آتا ہے ۔ وا اسے برمن و بہ احوال من ۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیون آخر کہو کہ اسقدر تکلیف و درد و دراز سہکر کہینچکر آے پہر کیا موانع پیش ہوے ۔ کہنے لگے کہ حضور کے

کمال تقدس اور افضال و خلق مین کیا کلام ہے لیکن مجھے تو یہ حیرت ہے
کہ یہ کیسی ولایت ہے جسکا ولایت سے ۔ وہان تک مخالف ہی نہین یہ تو ممکن
ہی نہین کہ انبیا و اولیا کی مخالفت نہ کی جاسے ۔ حضور نے ارشاد فرمایا
کہ واقعی تم بہت سچے ہو فی الحقیقت تم نے ایک اچھی کسوٹی سے کام لیا ۔
سنو کہ جب تم نے اسقدر تکلیف گوارہ کی تو میری خاطر سے ایک دو روز کیلئے
میرے وطن یعنے بدایون بھی ہو آؤ اور بدایون مین بھی خاص میرے محلہ مین
پھر تمکو اسکی حقیقت معلوم ہو جائیگی ۔ چنانچہ وہ جناب بدایون گئے تو شہر والون
سے بھی بجز کلمہ خیر اور کچھ نہ سنا لیکن جب خاص آپکے محلہ مین گئے تو کسی شخص
سے بھی آپ کی تعریف نہ سنی کوئی مکار بتاتا تہا کوئی ریاکار و دغا باز سناتا
تہا غرضکہ دنیا بھر کے جسقدر عیوب تہے وہ آپکی طرف منسوب کئے جاتے تھے
یہ سنکر ان کو تسکین ہوئی اور وہان پہونچکر شرف بیعت سے ممتاز فرمائے
گئے ۔ دور کیون جائیے یہی دیکھیے کہ جب حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات
کو زبانی اور جسمانی تکالیف پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا گیا تو
اور کس شمار مین ہین ۔

پھر ہمارے مولی اور مخدوم کی شان مین اگر زبان درازی کی گئی تو کیا تعجب
کی بات ہے ۔ اگر یہ حرکت ناشایستہ آریہ سماج کے ممبر یا انصاری و یہود کے پادری
سے وقوع مین آتے تو معمولی بات تھی مگر ستم اور غضب یہ ہے کہ اس فتنہ
عظیم کے بانی وہ درویش صورت حضرت ہین کہ جن کو دنیاے اسلام کے
بعض شمار کردہ شدہ لوگ شیخ وقت کے خطاب سے مخاطب کر رہے ہین حضرت

لی پڑی تو اس سے معلوم ہو ہی گئی تھی کہ آپ حضرت بابا صاحب کے اعظم خلف
کے ساتھہ مخالفت کر رہے ہین اور ما شا اللہ خود ہی دست طلب اوسی بارگاہ مین
پھیلائے ہوئے ہین بھلا کوئی ان حضرت سے دریافت تو کرے کہ کیونصاحب
اگر کوئی آپ کو گالیان دے آپ کے ساتھہ مخالفت کرے آپ سے
عناد رکھے اور پھر آپ کے پدر بزرگوار اوسکی طرف مرحمت و شفقت مبذول
فرمائین گے ۔ توبہ ۔ اور حضرت کے مکر و فریب کی قلعی ان جوابات نے اچھی
طرح کھولدی ۔ اچھا ہوا مخلصین مخدوم کی ترقی مدارج ہوئی خلعات نامتناہی
سے امتیاز حاصل ہوا ۔ اور مبتلایان ہوا و ہوس کو تمغہ شقاوت و داغ ندامت
و ضلالت دیا گیا ۔ اپنی اپنی قسمت اور اپنا اپنا مقدر ۔ خدا کی دین ہے
جسے چاہی گھر بیٹھے ہوئے یون عطا فرمائی اور جس کا خذلان مطلوب
ہوا اوسکو توفیق اعمال سیئہ مرحمت فرمائی ۔ آخرت مین منہ کالا اہل عالم کی
نظرون مین یون بے وقعت ع رموز مملکت خویش خسروان دانند +

الحمد للہ و المنت کہ یہ جوابات طبع ہو کر دیدہ افروز حدایق اہل بصیرت اور نور بخش عیون
ارباب حقیقت ہوتے ہین ۔ اگرچہ فی نفسہ سوالات اس قابل نہ تھے کہ اونکی طرف
توجہ کی جاے لیکن محض اسوجہ سے کہ گرفتاران بلا کو تاریکی و جہالت سے نکالنے
اور مابقی کو اس خذلان و ضلالت سے بچانیکا اس سے بڑھ کر کوئی طریقہ
نہین ہے ۔

اب مین زیادہ سمع خراشی مناسب نہین سمجھتا اسلئے اپنی تحریران فقرات
پر تمام کرتا ہون کہ خدا راہ راست پر چلا دے پیرجی خلیل الرحمن صاحب کو کہ اون

کی بدولت اہل علم کی نظرین حضور صوفی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے ان مضامین عالیہ سے واقف ہوگئین کہ جو بڑی بڑی کتابون کے ورق گردانی سے بہی نظر سے نہین گذرتے اور بڑے بڑے مشایخین کی خدمت گذاری سے کانون تک نہین پہنچتی ۔

وآخر دعوانا ان یھدی اللہ بھا الضالین وینفع بھا اللہ المخلصین ۔

الملتمس

ابو الانوار محمد رستم علی حنفی اکبرآبادی

غزل و رباعیات بحضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ من تصنیف نواب صاحب موصوف ادام اللہ فیوضہم

شاہ سریر کن فکان مخدوم صابر کلیری
درج ولایت کے گہر برج ہویت کے قمر
ذرہ نوازی کیجیے اے آفتاب چشتیان
قید تعین سے نکل بیقید ہو کر پا لیا
میٹہی نظر سے دیکھیے بہر خدا میری طرف
جلوہ دکہایا آپنے نیرنگ ہو ہر رنگ مین
اے ممکن و واجب کی جان انوار ذاتی ہین ترے
چاہین جو شہا کر دیکہہ لے درواز پہ ہو تاب کیا

وحی مقتدا اے دو جہان مخدوم صابر کلیری
سلطان ملک لامکان مخدوم صابر کلیری
اوج عروج عارفان مخدوم صابر کلیری
تیر النشان بے نشان مخدوم صابر کلیری
گنجشکر کے جان جان مخدوم صابر کلیری
اف ری تری نیرنگیان مخدوم صابر کلیری
پرنور ہین کون ومکان مخدوم صابر کلیری
بسمل ہین تیر سے نیمجان مخدوم صابر کلیری

مے خانہ عرفان کا میں کیونکر نہ شیخ جام ہوں	اپنا ہو جب پیر مغان مخدوم صابر کلیری
رستم کہاں جائے ترا یہ آستانہ چھوڑ کر	اسے مرجع پیر و جوان مخدوم صابر کلیری

شجرہ منظومہ چشتیہ صابریہ من تصنیف لطیف صاحب الجود العظیم و الفضل العمیم عالم علوم ظاہری و باطنی واقف اسرار خفی و جلی غریق دریاے وحدت حریق آتش محبت صاحب فقر و فنا سالک طریق شہود و بقا جناب صاحبزادہ ابو الانوار نواب مولوی محمد رستم علیخان صاحب رستم چشتی دہلوی

الٰہی آن سنم آلودہ دامن
کہ سگ بگریزد از ناپاکیٔ من

چنان در بے حیاے راہ بردم
گناہ کردہ ناکردہ شمردم

رفیق راہ من شد پر گناہے
گواہ جرم من شد روسیاہے

چو یار غار صدیقے نباشد
چو این بدکار زندیقے نباشد

چنان غرق چہ پندار گشتم
کہ از تحت الثریٰ پایین گذشتم

بشکل اہل دینم پاک بیدین
حذر دارند از مکرم شیاطین

اگر لطفت نگردد دستگیرم
بقعر چاہ گمراہی بمیرم

براے آہ مہجور جگر ریش
پے اشک محب خستہ خویش

بدرد عاشقان پاک طینت
بسوز چشتیان خاک طینت

بحق آن سرور جان پاکان | نشاط و انبساط غم گزینان
مه چرخ ولایت شاه عالم | پئے تعظیم او هفت آسمان خم
علالاے کرم از چرخ بالاست | تلالاے حشم تا عرش اعلاست
شه دین صوفی پاکیزه ملت بر | گزو تازه بهار باغ وحدت
بحق قبله عشاق واصل بر | که ذاتش کاملان را پیر کامل
بحق قدوهٔ دیوانگانت بر | بحق زبده دلدادگانت بر بر
بحق رافت وخلق مجسم | شه عبدالرحیم شیخ عالم
بحق آن قتیل غمزهٔ تو بر | که جانش داد او بر عشوهٔ تو بر
شه مخدوم عبدالله نامش | شراب شوق تو پاینده کامش
بحق گوهر درج پیمبر بر بر | ولی خاص نسل ابن حیدر
چو پرسیدی کسے نام معظم بر | بفرمودی غلام آن حسینم
بحق آنکه ذاتش قطب قطبان | شهنشاه حقیقت غوث غوثان
بحق آنکه جان آمد کرم را | شه عبدالکریم خواجه ما بر
بحق آنکه از عین عنایت | بدادی کورچشمان را بصارت
بحق شاه میران بهیک چشتی | که گردد هر گداے او بهشتی بر
بحق شاه عالی بوالمعالی | رفیع الشان بملک عشق والی
بحق شیخ ما داود یکتا بر | سلیمان جهان عشق مولا
بحق آنکه بد محبوب صادق | خوشا بختش که تو بودی موافق
بحق بوسعید پاک گوهر | بچرخ عشقبازی سعد اکبر

بحق شاهد شیرین بلخی | شه عرفان نظام الدین بلخی

بحق آن جلال ذو الجلالی | جلال الدین جمالی ذو الجلالی

بحق عبد قدوس معظم | که در قدوسیان شد قطب عالم

بحق بادشاه ملک ستی | محمد ناخدائے فلک ستی

بحق باده نوش جام عرفان | جناب شیخ عارف قطب ستان

بحق احمد عبد الحق مفخم | که پیر چرخ در تعظیم او خم

بحق آن جمال باده نوشی | جلال الدین جلال باده نوشی

بحق ترک شمس الدین خواجه | که شد زلف سیاهش بند راجه

بحق شمع جمع دل گدازان | بیکباره جگر جان خاک سازان

شه صابر سه عالی مقامی | علاؤالدین علی احمد بنامی

بحق آن فرید الدین یکتا | که رونق داد دین عاشقی را

بحق خواجه قطب الدین کاکی | که یابد زو سگ ناپاک پاکی

بحق صدر بزم عشق کیشان | دوائے ما غریبان سینه ریشان

بحق آنکه جان اولیا شد | تراب تربت او طوطیا شد

معین الدین حسن شیخ اکابر | اکابر را بذاتش صد مفاخر

بحق بلبل بستان وحدت | شه عثمان سه چرخ محبت

بحق حاجئ زوّار مولا | شریف زندنی آن خواجه ما

بحق سوجد عاشق سرشتی | جناب خواجه مودود چشتی

بحق آن عزیز مصر عرفان | ابو یوسف امام پاکبازان

بحق بو محمد پاکبازی — بہ پیش بی نیازی بانیازی
پی بو احمد ابدال چشتی — که تو در طینتش در وی سرشتی
بحق خواجه اسحاق شامی — که در ملک نکونامیست نامی
بحق قبلهٔ جان خواجه مشاد — که ناشاد محبت را کند شاد
بحق بو هبیرهٔ عزت دین — که از دینداریش شد رفعت دین
بحق آن حذیفهٔ شاه والا — که قدر قدرتش از چرخ بالا
بحق شاه ابراهیم بلخی — شراب او ندارد نام تلخی
بحق ان فضیل در مکنون — غریق بحر عشق رب بیچون
بحق ابن زید آن عبد واحد — که شد ذو المجد هم فخر الاماجد
بحق مجمع حسن و محبت — حسن بصری امام اهل الفت
بحق آن مغان می پرستان — امام کل ائمه شاه مردان
علی ابن ابی طالب شه دین — امام عاشقان اهل تمکین
بحق آن شهنشاه رسالت — که آمد آئینه بهر جمالت
شهنشاه جهان سلطان عالم — خداوند زمانه فخر آدم
ظهور کنت کنزا اصل مقصود — بهر چیزی جمال اوست موجود
ظهور جمله عالم از ظهورش — همه نورانیان نوری ز نورش
همه اجسام را او جان جانست — ازو قایم تمامی کن فکانست
یگانه دلبر و جانانهٔ ما — علاج این دل دیوانهٔ ما
همان شاهی که تو کردی وزیرش — همان ماهی که تو کردی منیرش

همان دلبر که شد دلدار خوبان / به ملک دلبری سالار خوبان
نمی دانم چه حسن است این جوانرا / که مائل کرد رب دو جهانرا
بذات خود که شد مقصود بالذات / بشد از جلوهٔ اش ارض و سماوات
که او شمع است و ما پروانهٔ او / شهید جلوهٔ جانانهٔ او
مکن شاها به جرم من نگاهی / که مشکل نیست عفو روسیاهی
اگرچه آن منم در روسیاهی / بشیطان سابقم اندر تباهی
ولیکن آن توئی در چاره سازی / اگر خواهی بیک ساعت نوازی
ز انعام تو چشم لطف دارم / بکن از جام عشقت جرعه خوارم
خداوندا به این ناکاره رحمی / بسوے رستم بیچاره رحمی
بقید غم گرفتار است رستم / تو گر لطفی کنی گوید که رستم

تقریظ ریختهٔ کلک جواهر رقم مولوی محمد عبد الهادی خان صاحب امپوری متخلص به وفا

رباعی

بنگر که مرا زبان من سوخته است / بشنو که مرا بیان من سوخته است
این جمله بلا است از گمان هستی / ای وای مرا گمان من سوخته است

میدانی که دل چیست نه آتش پاره ایست که از دوزخ وجود نفس گداختگان بهم رسیده و نه تابنده شعله ایست که از تنور سینه جان و جگر سوختگان سر بالا کشیده نه اخگری

که زیر صد انجمن خاکستر پروانه بر آمده و قطره خونی که بطوفان قلزم بهار از اثر زخم بلبل نشان داده نه داغ سیاهی که جلوه صد آفتاب قیامت سیاهیش بزداید نه آبله سوزناکی که برودت طبقه زمهریر صدتش برباید نه پیکانی بزهر آب محنت غوطه خورده نه نشتری به رگهای عافیت سرفرو برده نه لاله باغ نه شعله چراغ نه صاد چشم حسینان نه خال روی مه جبینان نه ذره بیابان پریشانی نه نقش پای حیرانی نه مجموعه ذرد و بیتابی نه سرمایه سودای خرابی نه مرکز دور مصیبت نه نقطه دایره محنت نه در رشته امید عقده نه در بند قبای سیمبران گرهی - بلکه نوریست از فروغ نیر جمال کبریائی و شعاعیست از خورشید کمال بیچون و چرای مفتاح گنجینه حکمت کلید قفل معرفت مخزن اسرار و من یوتی الحکمه فقد اوتی خیرا کثیرا و مطرح اثار کنت کنزا مخفیا

	آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعه فال بنام من دیوانه زدند	

با هر کسیکه توفیق ازلی و لطف ابدی بسازد با او همین دولت سرمدی بسازد و کارها سازد که بدیگری نسازد - و لله در القائل -

	نقصان زقابل است وگرنه علی الدوام فیض عنایتش همه کس را برابر است	

با او که همچنین دلی داده اند نامش صاحبدلی نهاده اند - بیائید و بینید و بپرسید که صاحبدل کیست - بشنوید که آن حقیقت آگاه معرفت پناه همه نیاز و نیاز را مایه ناز حضرت سید محمد صوفی جان صاحب مرادابادی حنفی چشتی صابری است لا زالت شموس افاضته علی رؤس الطالبین بازغة و اقمار

افادته ساطعه - از اشغال واذکار مرضیه وآثار عجیبه آنحضرت چه گویم وچه
نویسم غواص بحر عرفان المعیت وبحر مواج فیضان نامتناهی حصن
حصین ملت بیضا رکن رکین بنائے شریعت غرا ارکان دین از وقایم
است وذات وصفاتش بیت المعمور اسلام را بمثابه دعایم - حدیثے
گفتنی دارم بمعرض بیان مے آرم که از خوبی اوقات وحسن اتفاقات
وارد اشرف البلاد اکبرآباد گشته بخدمت مخدوم خادم نواز جناب مکرمی
مطاعی ملاذی نواب محمد رستم علی خانصاحب بهادر جاگیردار دهولپور احرام
حضور بستم - بمن افسرده دل وفسرده زبان نسبت تحریر تقریظ بر رساله
شریفه مسمی بقول فیصل بصحت اصحاب العلل مصنفه جناب ذی المجد والاعتلا
حضرت سید صاحب موصوف اشارتے بلکه صراحتے فرمودند وچشم
من پایه من افزودند گل قبول برتارک عقیدت نهادم وبمقتضائے
الامر فوق الادب بهر تعمیل بسر وچشم ایستادم اگرچه لیاقتے ندارم
که نام من بزمره ارباب سخن واهل فن درآید - اما المضطر بانه تتعدد نالهائے
شرر انگیز میکشم وتنهاهائے چند میشکنم - سبحان الله حضرت سید صاحب
دامت افاضته وشاعت افادته چه نسخه شگرف ورساله عدیم النظیر تصنیف فرموده اند
وبپائے قلم نادره کار که اورا شاخ شجر طور معرفت توان گفت راه این
مقصود پیموده زہے مضامین عالیه که از مبادے عالیه آورده اند وخہے معانی
راسخه که از نفوس قدسیه استنباط کرده معارضانیکه شیخ خلیل الرحمن
صاحب سرساوی جمالی بنسبت سلسله متبرکه نظامیه صابریه عالیه وارد کرده اند

حضرت سید صاحب دامت برکاتہ جوابات کافی ووافی دادہ اقوال باطلہ را یکقلم محو ساختہ - الحق تیرگی شب را با تبا شیر صبح صادق چہ نسبت وقطرہ ہائے شبنمے را پیش فروغ نیر اکبر چہ وجود - شاہد معرفت را زیور یست و زیور حقیقت را گوہرے فروزندہ گوہرے کہ آویزہ گوش حوران بہشتی گفتن سزا ست وگرامی لفقدی کہ از جیب قرب بساط قدسی برآمدہ جلوہ فزا - عرق دو آتشہ خمخانہ سوز و گداز است و سرجوش بادۂ راز و نیاز - خضر راہ وصال است چراغ ید بیضائے ایمن کمال - ایزد بیہمال مصنف صاحب عالی منزلت را گزیدہ و پسندیدہ آفاق دارا دوین نقش مراد بر صفحہ روزگار یادگار بماناد آمین اللہم آمین

	شکر کہ این نامہ بعنوان رسید پیشتر از مرگ بپایان رسید	

تقریظ نتیجہ طبع وقاد شہسوار میدان عرفان جناب شاہ محمد عبد العزیز خانصاحب بسمل رامپوری چشتی نظامی فخری

	اٹھو اٹھو کہ صبا مژدہ خوشی لائی چلو چلو کہ بہار آگئی ہے گلشن مین	

آج کیا ہے کہ قلم گل فشان چمنستان کاغذ پر پھولا نہین سماتا ہے کس گلرو کا ذکر ہے کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے - نسیم فرحت شمیم کے جھونکون سے فرحت بے اندازہ

اور نشاط تازہ ہو رہی ہے ؎ چمن کوچہ جانان سے یہ کیا آتی ہے ٭ ناز کرتی
ہوئی جو باد صبا آتی ہے ٭ وہ کون گل حسن و خوبی ہے کہ جسکی نکہت روح افزانے
مشام جان کو گلدستہ مشکبو بنا دیا ہے۔ نظر غور سے دیکھئے اور چشم بصیرت
سے نظر کیجئے اور پہچانئے کہ یہ وہی آرائش محفل اہل حقیقت اور زیبائش
دستار اصحاب معرفت کلید غوامض ولہاے پریشان۔ مطلوب قلوب عاشقان
سینہ ریشان یعنے نسخہ انتخاب کتاب لاجواب المسمی بالقول الفیصل بصحۃ اصحاب العلل
بجواب سوالات میان خلیل الرحمن صاحب سرساوی۔ تصنیف قدوۃ
السالکین زبدۃ العارفین غواص بحر عرفان مطیع احکام آفریندۂ انس وجان
مخدومی و مخدوم عالمیان حضرت سید محمد صوفی جانصاحب چشتی صابری
مرادآبادی کی ہے۔ سبحان اللہ کل جواب باصواب کافی اور شافی تحریر
فرماے ہین۔ اگر اہل بصیرت نظر غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائین گے
تو بیشک جناب مصنف صاحب ممدوح کی ان جوابات کو تہ دل سے قبول
فرماوینگے۔ اور میان خلیل الرحمن صاحب کی ہٹ دہرمی اور نا انصافانہ اعتراضات
پر توجہ کی نظر فرما کر اچھی طرح دل مین سمجھ جاوینگے کہ جو فسادات اونہون نے
ایک عالم مین برپا کر رکھے ہین اونکا نشو ونما محض بغرض دنیا طلبی ہے۔
اب تو مین بہی یقینی درجہ سے کہہ سکتا ہون کہ میان خلیل الرحمن صاحب
اندک توجہ اور انصاف منصفانہ کو دل مین جگہہ دینگے تو مان ہی جاوینگے۔
اور آیندہ کو اس میدان بحث مین قدم نرکہین گے اور خامہ فرسائی
بے سود سے ہاتہہ اوٹھا دینگے۔ اور مین اب دونون ہاتہہ اپنے پروردگار

مطلق کی جناب مین اوشاکر کمال عجز و نیاز سے دعا کرتا ہون کہ مصنف صاحب موصوف کو جزا خیر عطا فرماے اور مخالفین کو چاہ ضلالت اور حسد و نفاق سے نکالکر شاہراہ ہدایت اور صراط مستقیم پیروی احکام شریعت و طریقت و عقیدت پیشوایان دین رحمہم اللہ اجمعین پر ثابت اور قایم رکھے الٰہی آمین ثم آمین

ملتمسہ

محمد عبد العزیز بسمل عفی عنہ چشتی نظامی فخری

تقریظ مرقومہ کلک جادو رقم ناثر خوش بیان ناظم فصیح اللسان جناب قاضی محمد عبد الحی صاحب بیچین بدایونی

کہان ہین غواصان بحر معرفت اور کدہر ہین شناوران دریاے حقیقت اس کتاب فیض نقاب کا مطالعہ فرمائین ۔ جسکا ہر حرف و ہر نقطہ گوہر خوشاب سے چمک دمک مین کہین بڑہکر ہے دامن مراد بھر لین اور کہان ہین صلح جو انصاف پسند طبیعتین ہر لفظ اور ہر ہر فقرہ کو جانچ کر حق و باطل کا فیصلہ کر لین ۔

آشنایان مذاق تصوف و حقیقت ۔ و سالکان راہ فقر و طریقت ہی اس بہار بیخزانکی سیر سے حظ کافی و وافی اوٹہائین ۔ اور اس کوثر ہدایت و تسنیم ارشاد سے اپنے پژمردہ دلونکو شگفتہ فرمائین ۔

قائلان وجودی و شہودی بہی ہمہ از دوست و ہمہ اوست کے متلذذ چاشنی سے حصر
ہین - اور منکران کرامات ارباب الولایہ یعنے اخیار و ابرار و اوتاد و اقطاب و
اغواث بہی اس مصلح کامل کے فیض سے اپنے شکوک و خدشات رفع فرمائین -
یعنے قول فیصل بجواب سوالات پیرجی خلیل الرحمن سرساوی کہ جو بطریق اعتراض
حضرت مقبول بارگاہ قل ہو اللہ احد برگزیدہ درگاہ اللہ الصمد جناب مخدوم پاک
علیہ الرحمتہ کی شان ذیشان مین اپنی کج فہمی یا باغوا سے شیطان بہیا - دشمن بندگان
خدا - پوچ لچر تحریر فرماکر - آیہ مقدس - ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم
وعلی ابصارھم غشاوہ کا آپکو مصداق بنایا ہے ان سوالات کے جوابات
مظہر تجلیات الہی مصدر فیوض نامتناہی واقف اسرار طریقت کاشف
رموز حقیقت حضرت محمد صوفی جان صاحب چشتی صابری مرادابادی ادام
اللہ برکاتہم وافضالہم نے جو علوم ظاہری و باطنی مین مستند عالم مانے گئے ہین
نہایت وضاحت کے ساتہہ بدلایل آسان سریع الفہم عبارت مین تحریر
فرمائی - گو پیرجی صاحب نے دہوکہ دہی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا تہا -
مگر ہر فرعونے را موسی جناب صوفی صاحب نے سب گورکہہ دہندا کہول دیا -
سچ یہ ہے حق حق ہے اور باطل باطل ہے ؎ بوریا باف گرچہ بشگافد ٭
سو بہ صنعت حریرچون بافند ٭ حضرت صوفی صاحب مدظلہم نے - وجودک
جہلک عند قیام العلم کا پورا پورا حضرت پیرجی کو موضوع بنادیا ہے -
ہٹ دہرمی کے تو اور معنی ہین مگر یہ جواب ایسے لاجواب ہین جنکا جواب قیامت
تک ممکن نہین ؎ للہ مجموع مضامینہ - اجمل من الیاقوت والعسجد ما فی

مجامیع الو ہری فتلاؤ مثل ذا المجموع لم یو جد الحاصل اوسکی خوبیونکے لکھنے کی ہم مین طاقت نہین صرف ہم اس ایک شعر پر تقریظ ختم کرتے ہین ؎

دانش بستایش تو عاجز ٭ قاصر بہ ثنائے تو زبانہا ٭

تقریظ من نتیجۃ الطبع الزکی جناب مولانا المولوی حکیم محمد مظہر الہادی صاحب سہیل امروہوی

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کچھہ دین اسلام پر ہی منحصر نہین - بلکہ تمام دنیا کے ادیان او رعقلا کا اس کلمہ پر اتفاق ہے کہ ،، تحفظ مراتب ہر متنفس پر فرض ہے ،، یہ ظاہر ہے کہ جس امر پر ایک عالم اور تمام عقلائے بنی آدم مقبولیت کی نظر ڈالین اوسکی مخالفت بجز اوس شخص کے اور کون کرسکتا ہے کہ جو اپنے بدن پر خرق اجماع کا جامہ درست کرکے پیرایۂ عقل و لباس دانش سے معرا ہو جاوے -

اسمین کچھہ کلام نہین کہ ادب اور تحفظ مراتب کے وہ فوائد کہ جنکو معمولی آدمی سے لیکر نہایت روشن دماغ وصحیح العقل تک قریب قریب مساوی جانتے ہین ایسی بیش بہا اور گران قیمت ہین کہ اوسکے مخالف کو اوس شرافت سے کہ جسکی خبر واہب العقول نے اپنے ارشاد پاک ولقد کرمنا بنی ادم مین دی ہے مستثنی کئے دیتے ہین - اللہ اکبر جس سوء ادب کی بدولت مرتبہ انسانیت کہ جو معمولی حیوانات وجمادات سے انسان کے لئے ذریعہ امتیاز ہے - مرتفع

ہوگیا۔ تو فرمائیے وہ کونسا انسان ہے کہ اپنے خسران و تذلیل کو روا رکھکر بے ادبی کے میدان مین گام فرسا ہو سکتا ہے۔ مگر ہان جو شخص تعلقات انسانیت سے بری ہو کر اغراض نفسانی کے تمام سلوک طے کر چکا ہو ضرور اپنے اون خیالات فاسدہ و نتائج توہمات کاسدہ کی بنا پر ادب اور حفظ مراتب کے فرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے

ہاے۔ خود غرضی کا برا ہو کہ اوس نے بمقتضاے ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد۔ بڑے بڑے مفروضی شیوخ وقت کے قلوب مین جاے گیر ہو کر اون کو آداب شریعت اور رعایات مراتب کے ذیل سے خارج کر دیا۔ خود غرضی کی ادنی عنایت یہ ہے کہ وہ گستاخ لوگ اپنے پیشوایان دین کی شان مین دنیاوی اغراض کے پورا کرنیکو لئے گستاخیان کرتے ہین۔ مگر بجاے بافضیلت ثابت ہونیکے اہل عالم کی نظرون مین بیوقعت اور ذلیل قرار دئے جاتے ہین سہ ترسم کہ بکعبہ نرسی اے اعرابی ؛ کین رہ کہ تو میروی بترکستان است ان لوگون کی بعینہٖ یہ مثال ہے۔ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَاحَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ بیشک یہ ضرور ہوتا ہے کہ ان لوگون کا سلسلہ ترقی پاکر کچھ دنون کے لئے کفیل معاش ہو جاتا ہے۔ ہان وہ خوش نصیب لوگ جنکو پابندی حکم خدا و خوشنودی حضور رسول خدا مقصود و مطلوب ہوتی ہے فضلنا بعضکم علی بعض کے ارشاد پر نظر ڈالتے ہی سر تسلیم جھکا دیتے ہین۔ بہلا خیال تو فرمائیے۔ کہ مقربان بارگاہ الٰہی اور جگر گوشگان حضرت رسالت پناہی کی شان مین بے ادبی اور گستاخی کر سکے کیا شیخ وقت کا

خطاب اور مقبولیت کا تمغہ مل سکتا ہے ہرگز نہین ؎ با دو قبلہ در رہ معشوق
نتوان رفت راست + یا رضاے دوست باید یا ہواے خویشتن + رضا جویان
دوست کی یہ شان ہوتی ہے کہ محبوبان الٰہی اور مقبولان حضرت کبریائی سے
الفت و اخلاص رکھتے ہین سر طاعت و لیز نیاز نہ جھکاتے ہین قلب
کو کدورت ہوا و ہوس اور فسادات نفسانیہ سے پاک اور صاف رکھتے ہین
لطائف روحیہ بلا اس کے مصفی ہو ہی نہین سکتے کہ تمام خیالات دنیا طلبی سے
بریت حاصل ہو اور طمع زر او خواہش حصول عزت ظاہری اگر مطلوب ہے تو بجز
رضاے دوست اور نسبت شیخت کا ہاتھ آنا تو درکنار البتہ ع درین ورطہ کشتی
فرو شد ہزار + کہ چاہ ضلالت مین غوطہ خوری نصیب ہوتی ہے ۔
للہ ان بزرگ کی قامت دراز او جبہ سیاہ و ریش مقطع و پایجامہ شرعی
و شیخت مشہورہ کو ملاحظہ کیجئے اور زبان ہمہ تقدس ظاہری یہ دیکھئے کہ آپ حضرت
شیخ الاصفیا غوث الاکابر سیدنا و مخدومنا حضرت علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی شان والا ہین ۔ جسکے خاک بوسان ادنی کا یہ مرتبہ ہے ۔ رباعی
خط او را ہر کہ بر گردن نہ بست آزاد نیست + خط کہ خط بہ او سر کشد آباد نیست
نامۂ تحقیق را بے مہر او عنوان نشد + خانۂ توحید را بے مہر او بنیاد نیست
اپنے خیالات ذاتیہ کو باقتضاے حسد و رشک یا محض بغرض دنیا طلبی یا براے
حصول کمالات خواہ وہ امور ناشایستہ ہی مین کیون نہو ؎ ہر گناہے
کہ کنی در شب آدینہ مکن + تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی + کس ناشایستگی
اور بے عنوانی سے ظاہر فرماتے ہین ۔ اللہ اللہ بمصداق ارشاد الناس علی

دیون ملو کہہ آزادی اہل فرنگ کی یہانتک نوبت پہونچی کہ یہ محروم ازلی
باوجود دعوے شیخوخیت حضرات مشایخین عظام کی شان مین کیسی نا ملایم طریقہ
اور خلاف ادب الفاظ کو کام مین لاتے ہین - اور سوالات نامہذب قایم کرکے
اکتساب معصیت سے اہل خذلان کہلاتے ہین -

یہ اگرچہ مسلم ہے کہ تحقیق حق کیواسطے سوال پیدا کرنا اور مناظرہ کا بہی کوئی پہلو
اختیار کرنا فی نفسہ معیوب نہین ہے - بلکہ ترقی علم اور تنویر عقل کا ذریعہ ہوتا ہی -
لیکن تعصب اور حسد کی بعینہ اوس براز کی مثال ہے کہ جیسے لاکہ پردون اور
ہزار طلائی و نقرئی جزدانون مین - بہی اگرچہ چہپائین پہر بہی وہ براز رہتا ہے -
ان سوالات مین اوصاف الفاظ یہ پکار رہے ہین کہ ہم حسد اور دشمنی کے اظہار کیلئے
انسی کے قلم سے نکلے ہین اور ہر فقرہ بعض نرم الفاظی کے نقاب کو اولٹ کر یہ تبلا رہا ہے
کہ ہمارا مقصد صرف مصنف کی طلب فروغ دنیاوی اور تعصب و رشک کی
صورت دکہانیکے واسطے ہوا ہے - جن قلوب مکدر مین عداوت جاے گیر ہوتی
ہے وہ اظہار بہتر شعر ہمافیہ کے مطابق ظاہر ہو جاتی ہے - ع نہان کے ماند
آن رازے کزو سازند محفلہا + مین افسوس کرتا ہون کہ معترض صاحب خواہ مخواہ
اتنی بڑی جماعت سے نکلکر حدیث - من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة
الاسلام عن عنقہ مین کیون داخل ہوے - اور اتباع سواد اعظم سے
کیون روگردانی فرمانے کی تکلیف کی - فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ
اگرچہ معترض صاحب کے سوالات کے اتنک حضرات صابریہ کی طرف سے
وقتاً فوقتاً بہت سے جوابات پیش ہو چکے ہین - لیکن من یضلل اللہ فلا ہادی لہ

وہ بیچارے ابتک صراط مستقیم ورضا و تسلیم پر نہین آسے۔ جن قلوب منقذر(؟)
مین حسد کی تاریکی جگہہ پکڑ لیتی ہے۔ وہان ہدایت آگی کی روشنی پہونچ ہی نہین سکتی
لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اور اگر پہونچتی بھی ہے تو وہ بوجہ عدم قابلیت
اور نیز اسلئے کہ اونکا ظرف جہالت وغوایت سے لبریز ہوتا ہے اوس سے مستفیض
اور منور نہین ہو سکتے۔ حقیقت مین اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی قابلیت ہے
ورنہ جسد و فیاض کا فیض عموماً سب کو بالتساوے پہونچ رہا ہے

دین گیرد علتی علت شود + کفر گیرد عاقلی ملت شود

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اللہ اللہ کرکے شب ہجران کی مصیبت کٹی۔ اختر شماری آہ وزاری کے دن گئے
آفتاب صداقت طلوع ہوتے ہی پردۂ ظلمت کافور ہوگیا۔ یعنے ان غلطیون کے
رفع کرنیکے لئے جو عالم مین بلاسے بیدرمان اور تاریکی شب ہجران کی طرح پھیلتی جاتی
ہتین۔ وہ مجدد وقت جو خداوند عالم کے دربار سے اپنی معمولی خدمات مین سے
اس خدمت کے انجام دہی کے لئے طیار ہوسے بس اب کیا تھا۔ روز ہجران
وشب فرقت یار آخر شد + خورشید جہانتات کے نکلتے ہی شپرہ چشم خاصیت
رکہنے والے عالم سے کنارہ کش ہوجائین گے وہ حضرت جنکے انفاس مقدسہ بادیہ
پیمایان مراحل سلوک کے واسطے عین شدت طلب اور کثرت تشنگی مین آب حیات
کا کام دیتے ہین۔ اور جنکے گلشن سلسلہ طریقت سے نسیم روح افزا کے جہونکے
نکلکر طالبان الٰہی کے مشام جان کو معطر کرتے ہین یعنے شہباز ہواے تفرید سیمرغ

اشیانہ توحید ۔ مظہر صفات یزدانی مورد الطاف رحمانی گنجینہ کنوز الٰہی ۔ مہبط انوار نامتناہی
مشکوٰۃ انوار حقیقت ۔ مفتاح خزاین شریعت غواص دریاے ربوبیت ۔ شہسوار میدان
الوہیت سر آمد ارباب عرفان مجدد الزمان مخدومنا و سیدنا حضرت
شاہ محمد صوفی حاجی صاحب ادام اللہ شمس افاضتہ طالعۃ و قمر ارشادہ بازغۃ نے پیرجی خلیل الرحمن
صاحب معترض جمالی سلوی ہداہ اللہ الی سبیل الرشاد کے اصلاح حال اور نیز
بعض ادن مدعیان صابریت کے ہدایت و راہ نمائی پر قلم اوٹھایا ۔ جو باوصف
دعوی صابریت حضرت قطب المشارق والمغارب حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی
رحمۃ اللہ علیہ کی شان والا مین گستاخی اور سوء ادبی سے پیش آئے ہین ۔ حضور والا نے یہہ
مجموعہ سوال و جواب مرتب فرما کر اپنے خادمان عقیدت اندیش و غلامان اخلاص کیش کے
حوالہ فرمایا الحمد للہ والمنہ کہ میرے انیس محتشم اقتدار سنت و شریعت سالک مراحل طریقت
و حقیقت صاحب مراتب ظاہری و باطنی داناے رموز خفی و جلی محدث بے بدل عالم
باعمل ابو الانوار نواب مولوی رستم علی صاحب نے جو کار خیر کے لئے وقف ہوگئے
ہین اور ہمیشہ اپنے اکابرین سلاسل کی خدمات مین زبانی و جسمانی اور مالی حیثیت سے ممتاز
و حاضر رہتے ہین ۔ اسکی طبع کا انتظام کیا خدا انکو جزاے خیر عطا فرماے کہ اپنی معمولی خدمت
کی طرح اس خدمت سے شرفیاب ہو کر گوہر سعادت کونین سے دامن پر کیا
جوابات کے متعلق مین (آیۃ) ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید
پیش کرنی کافی سمجھتا ہون ہا حضرت مصنف مدظلہ العالی کے حسن نیت اور نیز مضامین عالیہ کے
صحت کا جذب تو کچھہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ جوابات اقمع رسانی اور راہ نمائی مین کمی نکرینگے
ہان ایصال الی المطلوب ہدایت اللہ پاک کا کام ہے ۔ اللھم ثبت اقدامنا علی صراط المستقیم انک انت الرحمن الرحیم

کتبہ ابو المؤید محمد مظہر الھادی سہیل امروہوی عفی عنہ ذنوبہ و ستر عنہ عیوبہ

تقریظ فارسی نتیجۂ طبع رسا جناب ذکی الفہم کامل منشی قاضی محمد عبد الحی صاحب تحسین بدایونی سلمہ اللہ تعالی

> دارم ہی جام شریعت در کفی سندان عشق
> ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

ہاہای ہروی کشان خم صہبائے معرفت و الاتہ جرعہ نوشان بادہ حقیقت یا از سرنو دہ سر از نقش ہروان کشیدہ پویان پویان اختان خیزان بجولانگاہ طریقت بپوئید و طرفہ تماشائی کہ بعالم رؤیا بچشم ارباب الولایہ ہم ندیدہ باشد و تازہ نغمہ بگوش خیر و ش ہم نرسیدہ باشد بچشم بیخواب و بگوش ظاہر ببینید و بشنوید سر راست میگویم سخن واز راست سر نتوانا کشید۔ یعنی دور یکہ فریب پیرجی خلیل الرحمن سرساوی گذشت و ہنگام چشتیان صابریہ ہنگامہ آرا گردید۔ آن ہرزہ سرائے ہذیانہ بالائی کہ پیرجی صاحب بطور سوالات ناقابل تسلیم در شان حضرت خواجہ مخدوم سند الاولیا فخر الاصفیا کردہ بود جوابش حضرت سر آمد سالکان طریقت خضر راہ حقیقت جناب صوفی جان صاحب چشتی صابری مرادابادی بدلایل مدلل چنان دادہ اند کہ جواب ان تا روز حساب محال۔ اسم باسمی **قول فیصل** نہادہ اند۔ چون باتمام رسید بعالم شور افتاد۔ کہ سپاہ مہر و انجم بغارتگری سلطان خاور آمدہ افواج خود رویدگان موسم برشگال از تیغ شعاع صعیل تیغی رو بفرار آوردہ۔ جا پیر ہی کجا حضرت صوفی جان صاحب مد ظلہ العالی۔ میگویم و باز میگویم۔ کتابے نوشتہ است یا دُر ہائے نایاب و گوہر ہائے خوش آب بہ سلک تحریر سفتہ است۔ اگرچہ طبع سخن نزایم دامنم بصحرائے جنون خیز و دشت قیامت انگیز میکشد مگر بمصداق ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست + مہر سکوت بر لب زدہ بدعائے میگرایم ع بادا دل تو شاد و دل خصم تو غمگین + تا غنچہ گل باشد و تا گریہ بلبل + ۔

خاتمۃ الطبع از جانب مطبع

اما بعد الحمد و الصلوٰۃ ناظرین اولی الابصار پر پوشیدہ نرہے کہ کتاب لاجواب نسخہ انتخاب المسمی بالقول الفیصل بصحبۃ اصحاب العلل مصنفہ فاضل اجل محقق بےبدل عالم حقیقت و شریعت دانائے رموز طریقت جناب شاہ محمد صوفی جان صاحب صابری مرادابادی مطبوع ہو کر نظر ناظرین ہوتی ہے خدا اسکے مصنف اور طبع کرانیوالے کو اجر خیر عطا فرمائے

راقم

محمد محمود خان مالک مطبع الہی شہر آگرہ محلہ کمو اٹولہ طبع شد

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	تعلب	بے علت	۱۳	۹	روز	زور
۳	۸	ہے	سے	۱۴	۱	یاک	پاک
؍؍	۸	یکم	نکم	؍؍	۱۲	کتابین	کتابین
۴	۷	سر	صرصر	۱۵	۱۱	مقامات	مقامات سے وسعت بھی بہرہ ور ہین
؍؍	۱۳	پایہ	مین پایے	؍؍	۱۲	بھی پہونچتی	پہونچنے
۵	۱۲	اتہم	اتہ	؍؍	۱۷	داحل	داخل
۶	۹	باوجود اسکی	باوجود اسکے	؍؍	۱۰	عطام	عظام
۹	۱		والمدیا لاس کے ار لیے سے محی اللین اور محبین کو راہ مستقیم دکہاوے اور صراط مستقیم وضالہ سے بچاوے	۱۷	۳	محدوس	مخدوش
؍؍	۳	نا	فا	۱۸	۲	شیخوقت	شیخ وقت
؍؍	۴	الاھی	کالاھی	۲۰	۱	داراز	دراز
۱۱	۱۵	او	اور	؍؍	۱۷	چست	چشت
۱۲	۳	حسہ	حصہ	۲۱	۱۲	احمد	محمد
؍؍	۲	سحقیق	تحقیق	؍؍	؍؍	پیشتری	بیشتر
؍؍	۸	صابر	صابریہ	؍؍	۱۷	استمداد	استعداد
۱۳	۶	ناسے	سے	؍؍	۱۹	وہی	وہی
؍؍	۱۵	اشاعت	باعث اشاعت	۲۲	۱	استمداد	استعداد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۲	ناقص	ناقص
〃	۶	سحرو بانا	سحر بان
〃	〃	برابر	برابری
〃	۷	[illegible]	[illegible]
〃	۱۰	عرضی	غرضی
〃	۱۵	〃	〃
〃	۱۰	کا سکے	سکے
۲۳	۳	وجب	موجب
۲۴	۳	—	ہان
〃	۹	متحد	متحد
〃	〃	تنند	تتنند
〃	۷	عرضی	غرضی
〃	۱۳	آیا	+
〃	۱۸	منفد	متقدین
〃	۱۹	مین	+
۲۵	۳	—	جو
〃	۴	ار	از

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۶	صروری	ضروری
〃	۹ ۱۳	عرق	غرق
〃	۱۱	—	یہ
〃	۱۵	—	اور عقاید صوفیہ سے
〃	۱۶	ہے	تھے
〃	۱۸	ذکر	ڈگر
〃	۱۹	نصوف	تصوف
۲۶	۲	نگر	نکر
〃	۳	شی النفس	شہد النفس
〃	۶	التحاد	الحاد
۲۸	۱	غرضیکہ	غرضکہ
〃	۵	توہین	تو وہی
〃	۶	ملفوطات	ملفوظات
〃	۱۱	روات	روایات
〃	۱۴	ہوسکتی	ہوسکتین
۲۹	۵	کیا	کیا ہے
〃	〃	جم عفیر	جم غفیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۱۸	بین	ہین	۴۳	۱۵	تفنفیل	تفصیل
۳۱	۷	کر	کہ	۴۴	۱۶	کرتے	کرنے
۳۴	۱	ول	ولی	۴۵	۷	—	سے
۳۵	۳	غنی	غنی نے	۴۷	۱۷	قبیل	مثیل
"	۵	الہامات	اتہامات	۴۹	۱۰	کاکے	سکے
"	۱۲	بندی	بناری کے	"	۱۶	رحمۃ علیہ	رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	۳	جواب سے	جواب	۵۱	۱۴	مجیب الدعوات	مستجاب الدعوات
"	۱۱	—	جب	۵۴	۴	—	اوسی وقت
"	۱۲	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ علیہ	۵۶	۱۷	من تعلم خیرا	من تعلم حرفا
۳۷	۶	—	لاکھون	۶۱	۴	ہے	کیا ہے
۳۹	۸	ہین	ہین نے	"	۱۵	پر	بر
۴۰	۷	ایک	تک	۶۳	۱۷	—	جمال
"	۱۱	بقا	لقا	۶۴	۱۲	رکہا	رکھ دینے
۴۱	۱۳	حمیت	جمیعت	۶۵	۱۸	ہو	ہوی
۴۲	۵	التفاق	اتفاق	۶۶	۱۷	اونہون کے	اونہون نے
"	۱۱	—	نہ	۶۸	۶	ناہی	+
۴۳	۵	بوجہ	توجہ	"	۱۹	—	تو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٣	١٨	—	یون کوئی بھی نہین کہتا کہ فلان	٨٥	٩	کاش	پاس
٠	٠	٠	شئے تمہارے پاس ہانیچ کہتا ہون	٨٧	٢	شبع سنابل	سبع سنابل
٧٤	٥	ترتیت	تربیت	″	٠	حضرت	حضرات
″	١٣	محرف کیا ہے	محرّف کہا ہے	″	١٧	شد	شذ
٧٦	١٤	—	خود	٨٨	٣	چہر	جہر
″	″	—	تو	٨٩	١٥	لو	تو
٧٧	١٩	حسب	نما حسب	٩٠	١٨	بعض	لبغض
٧٧	١٣		لیے شیخ کے اونکی خلافت کو خلافت تا [illegible]	٩١	١٦	پانک	پاک
٠	٠	٠	[illegible] ہون جسمین [illegible]	٩٣	١٣	سلیگا	سکیگا
″	١٩	—	نے اونکو لکہا تہا ہے	″	١٤	ہونہین ہو	ہونہین
٧٩	٦	٠	علم	٩٤	١٥	مجبوت	مجبوب
٨٠	٨	جہال	حال	٩٦	١٦	تمکو	ہمکو
٨١	٨	تعنہ	عنقم	١٠٢	٧	ماتا	مایا
٨٢	٢	—	نہین ہوتا	″	١٢	شجرہ جبلیکی صحت	سلسلہ جبلیکی صحت
″	٥	عمل کو عقیم	علم کو عقیم	١٠٣	″	انکی	آپکی
″	١٨	—	سب کیلئے	١٠٤	١٨	ت	تب
٨٣	١١	الفاظ	الفاظ نے	″	١٩	بدا	پھر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۳	اور	+	۱۱۴	۱۲	جانداد ونکی	جائداد ونکی
۱۰۶	۷	سمار	اسمار	۱۱۵	۱۲	ہائین	ہے
۱۰۷	۶	ہے	ہائین	۱۱۷	۱	:	آپ
″	۱۳	عنہ	+	″	″	سایق	مطابق
″	۱۷	-	حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے ممشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ کو	″	۴	ہے	آپ نے
				″	۵	صفحہ ۹ پر غلط اشاعین اور اسلام لکھے گئے اور پہر آپ دس صفحہ پر صابریون سے ہے	
۱۰۸	۱۴	پزرگان	بزرگان				
۱۱۱	۳		جب	″	۷	تکیہ لون	مرتکبون
″	۱۱	اپکو	آپکو	″	۱۰	متقدمین بہود	متقدمین یہود
۱۱۳	۱۶	جانفشانیا	جانفشانیان	″	۱۱	العراص	دعوی اعتراض
″	۱۴	نامور	نامور	۱۱۸	۱۱	معترض	معترض
″	۱۵	نکہ	کہ	۱۱۹	۳	عادت	عادات
″	″	پیام	قیام	۱۲۰	۴	صابری	صابریہ
″	۱۸	ترحم	ترحّم	″	۱۱	ار	از
۱۱۴	۲	سنتھے	سمجھے	۱۲۱	۱۴	-	[illegible] حضرت [illegible] مزار پر شیر حاضر [illegible]
″	۳	رحمتہ اللہ	رحمتہ اللہ علیہ	″	۱۶	عزر	[illegible]
″	۱۲	حیال	خیال	″	۱۹	کو	کوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۳	۵	—	لکھتے ہیں	۱۲۹	۲	ستم	رستم
//	۱۰	ہس	ہست	//	۶	دہولوریکا	دہولپوری
۱۲۴	۱۱	ور	اور	//	۸	گہ	کہ
//	۱۵	بھبجومی	بھبھوری	۱۳۳	۳	سماوست	سماوات
//	۱۸	سے		۱۳۴	۳	رمہریر	زمہریر
//	//	یرض	سفیفض	//	۱۶	بیشید	جبشید
۱۲۵	۱	مین	بین	۱۳۶	۷	گزیدہ	برگزیدہ
۱۲۸	۱	لی	کی				